کلیات ظفر جلد پنجم

اطلاع

اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فہرست کے لیے جو دیتے اور فہرست چھاپہ خانے سے مل سکتی ہے جیسکے معاینہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کیا ارزان ہی اس کتاب سے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ سادہ مین کتب کلیات و دواوین اردو و قصائد فارسی و چند کتب تذکرہ شعرا درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اوس فن کو کارخانے سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

کلیات و دواوین اردو

کلیات سودا۔ قصائد و مثنویات و دواوین و رباعیات از کلام تاج الشعرا مرزا رفیع السودا مستند الکلام۔

کلیات میر تقی۔ استاد مسلم الثبوت سخنوری۔

کلیات مومن۔ کامل فن از مومن خان دہلوی۔

کلیات ناسخ۔ کلام اوستاد زبان آور شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی۔

کلیات آتش۔ کلام خواجہ حیدر علی آتش لکھنوی۔

کلیات انشاء اللہ خان۔ شاعر نامی

کلیات نساخ۔ شامل دس کتاب (۱) شاہد عشرت (۲) سخن شعرا۔ (۳) اشعار نساخ۔ (۴) مرغوب دل (۵) دفتر بیمثال (۶) گنج تواریخ۔ (۷) چشمہ فیض۔ (۸) قند پارسی۔ (۹) زبان ریختہ۔ (۱۰) قطعہ منتخب اور شاہد عشرت۔ سخن شعرا۔ مرغوب دل۔ گنج تواریخ۔ زبان ریختہ۔ قطعہ منتخب علحدہ بھی ملتے ہین۔

کلیات شاہ تراب۔ کلام عارف باللہ حضرت شاہ تراب کاکوروی۔

کلیات نظیر اکبر آبادی۔

کلیات وہبی۔ کلام سخنور کامل منشی شیو پرشاد منیجر اودھ اخبار متخلص بہ وہبی۔

کلیات ولی۔ موجد شعر گوئی بزبان اردو ریختہ اوستاد قدیم شاہ ولی اللہ۔

بہارستان سخن۔ تین اوستاد کا کلام ہموزن و ہم ردیف۔ ناسخ۔ آتش۔ آباد۔ از

مسمی بہ [illegible] آباد۔

دیوان [illegible]۔ کلام [illegible]

دیوان [illegible]۔ کلام میر [illegible]

دیوان [illegible] جلد اول۔ کلام مولوی [illegible] حسین متخلص بہ فدا۔

ایضاً جلد ثانی مسمی بہ ریاض گلفشان۔ مصنفہ ایضاً۔

دیوان رند مسمی بہ گلدستہ عشق۔ از نواب سید محمد خان رند۔

دیوان گویا۔ کلام فقیر محمد خان رسالدار متخلص بہ گویا۔

دیوان [illegible]۔ شاعر عشق کا رخیش فکر میرزا محمد علی بیگ دہلوی۔

دیوان غالب دہلوی۔ کلام میرزا اسد اللہ خان دہلوی۔

دیوان قلق مسمی بہ مظہر عشق۔ کلام آقا اسد اللہ خواجہ اسد متخلص بہ قلق۔

دیوان خواجہ میر درد سخنور صاحب باطن کا کلام۔

دیوان بہار عرب۔ کلام مولوی محمد نذیر متخلص بہ حافظ۔

دیوان لطف۔ کلام حافظ محمد لطف علی خان بریلوی۔

دیوان نیاز۔ کلام حضرت شاہ نیاز احمد بریلوی۔

دیوان نعت سروری۔ کلام مفتی غلام سرور لاہوری۔

خسار روشن نیا لعل تا بالا آفتابی ۱۸۹۲ع

منجملہ چار جلد

کلیات ظفر

دیوان سوم

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

ادا پورا نہو کیونکر ثنائے حمد یزداں کا
اگرچہ صد زباں ہو ہر زباں خامہ سخنداں کا

ملک سے تا بشر مصروف ہیں اسکی عبادت میں
ہر اک ہے عرش سے تا فرش ممنون اسکے احساں کا

وہی کعبہ کا صاحب خانہ وہی دیر کا مالک
وہی رازق ہے کافر کا وہی ہادی مسلماں کا

اگر ہو جامی پارہ پارہ دل اسکی محبت میں
تو پھر ہر پارۂ دل ہے سیپارہ قرآں کا

نکرتا وہ اگر پیدا نبی کو نوع انساں میں
تو مخلوقات میں شرف نہوتا نوع انساں کا

نبی وہ رحمۃ للعالمین جسکی شفاعت سے
نہووے غم کسیکو روز محشر کے دن عصیاں کا

عجب کیا نعتیں گر اسکی نور حسن سے ہوئے
بجائے مہر سے مطلع ہو ہر مطلع مہر تاباں کا

جبکہ ہوتا ہے دل مرا بیتاب
تو سنبھالا ذرا نہین جاتا

محو حیرت ہون صورت تصویر
کیا کہون کچھ کہا نہین جاتا

بادۂ عشق سے جو ہین مخمور
اونکا ہرگز نشا نہین جاتا

اوڑکے جاؤن ظفر وہان لیکن
بے پر و بال اوڑا نہین جاتا

جو تیرے آتشین رخ پر نہ خط عنبرین ہوتا
تو آتش سے دھوان پیدا نہ عالم مین کہین ہوتا

مطلع ثانی

مرے نالون سے پتھر موم ہو جاتا نہین ہوتا
اگر دل مین اثر تیرے نہین ہوتا نہین ہوتا

کہان جا سکتا چھپکر تجھسے ظالم تو جہان جاتا
برنگ سایہ پیچھے پیچھے تیرے مین وہین ہوتا

تری دوری مین کیا کیا سوجھتی ہے دور کی مجکو
عیان ہے حال مجھپر دور کا لی دوربین ہوتا

ترے مضمون خال لب کے آگے مانتا چین وہ
تری محفل مین گر کیسا ہی کوئی نکتہ چین ہوتا

دکھاتا کان کا بالا جو تو رخسار پر اپنے
ترے حلقہ بگوشی مین مہ ہالہ نشین ہوتا

ہمارے پیچ و تاب دل کی ہے تاثیر تو دیکھو
کہ اسکو دیکھکر ہے اور وہ چین بر جبین ہوتا

لپٹتا اے ظفر اسکو نہ دود آہ گر میرا
تو کاہیکو کھڑا یہ خیمۂ چرخ برین ہوتا

کھل گئیں یکبار گی آنکھیں مجھے ہو آہ کے
جبکہ اپنے منہ سے تو نے ... دیا

جو ترے کوچہ میں سویا خاک پر آرام سے
ترک اُسنے اپنے سونے کا چھپرکھٹ کر دیا

یہ تو لٹکا خوب سیکھے ہو جسے چاہا اسے
تمنے سودائی دکھا کر زلف کی لٹ کر دیا

اشک کے قطرے لیے جاتی ہیں بھر بھر کر سبو
جوش گریہ نے مری آنکھوں کو پنگھٹ کر دیا

دل فقیری سے صفا کر ابے کیا حاصل اگر
تونے داڑھی کو بڑھایا یا صفاچٹ کر دیا

ہوتا ہے چرچا محبت کا لگاوٹ سے ظفر
تمنے رسوا آپ کو واں بے لگاوٹ کر دیا

تیری گلی سے عاشق زار اٹھ کے رہ گیا
اٹھتا تھا ناتوان سا غبار اٹھ کے رہ گیا

دنیا میں اک جہان کو بہا سیل اشک کے
پر دل میں میرے جوش سا یار اٹھ کے رہ گیا

گنبد بنا نہ گور پہ مجنوں کے دشت میں
اکثر بگولا گرد مزار اٹھ کے رہ گیا

رخ سے اٹھا کے زلف جو پھر آپ چھوڑ دی
دل پر سے پردہ شب تار اٹھ کے رہ گیا

گر کر سنبھل سکا نہ ترا مست نگاہ
دیکھا یہ تیر خوردہ شکار اٹھ کے رہ گیا

رکھا ہاتھ سے نہ جام و صراحی اٹھا کے تو
ساقی بہار ابر بہار اٹھ کے رہ گیا

بھڑکی ہو جس طرح یہ ظفر آتش دل کی آگ
آ گئے تو شعلہ سا کوئی بار اٹھ کے رہ گیا

دیگر

[illegible]

یہاں چمن میں جو رہتا تھا دل گرفتہ صبا	دل نہیں ہے میرا وہ غنچہ کہ جو کھل جائیگا
جان شیریں جائیگی اپنی مثال کوہکن	پر نہ تیرا شوق اے شیریں شمائل جائیگا
تیرے کوچے سے کہاں جائیگا تیرا کسا	مثل نقش پا وہیں یہ خاک میں مل جائیگا

ہو رہیگی اُس روز برپا کیا قیامت اے ظفر
خاک پہ جب ان شہیدوں کے وہ قاتل جائیگا

غلط ہے جو کہے چپکے رہنا کچھ نہیں اچھا	نہ کہنے میں مزا ہے منہ سے کہنا کچھ نہیں اچھا
جنہوں نے دوستی کی وہ ہمارے ہو گئے دشمن	قصور انکا نہیں ہے اپنا ملنا کچھ نہیں اچھا
ستم اُس یار کا سہنے پہ سہنا اے دل اچھا ہے	ولیکن بات کا غیروں کے سہنا کچھ نہیں اچھا
محبت کی پڑیں گر بیڑیاں پاؤں میں بہتر ہے	نہ کہنا چاہیے ہرگز یہ گہنا کچھ نہیں اچھا
جہاں تک رک سکے اس گریہ کا ہو روکنا اچھا	ہمیشہ اشک کا آنکھوں سے بہنا کچھ نہیں اچھا
خط شبرنگ تیرا خوشنما ہے تیرے عارض پر	وگرنہ چاند کا عالم میں گہنا کچھ نہیں اچھا

مثل ہے اے ظفر یہ کہ گلی ہو منہ اور چڑھی کوٹھوں
نہیں کہنے کی جو بات اُسکا کہنا کچھ نہیں اچھا

دیگر

جال میں زلف کی ایسا کسی عجب کا مارا	ہو گیا دل یہ گرفتار غضب کا مارا
پھر گیا منہ ترا عقبیٰ سے کہ جب دنیا نے	اک طمانچہ ہوس عیش طرب کا مارا

۵

دیوان ظفر [illegible]

[illegible]

دیکھ لیتا خاک جلا آسمان ہو جائیگا
جب وہ پھر پھر بیان ہو جائیگا
دست و پا مارے ہیں گرچہ ظلم ہم کیکن
نہیں در پہ سرا جہان ہو جائیگا
کیا نہیں خون کی عاشق کا لگا ہاتھ ہمارا ملتا

اے پری رو اپنی صورت تو دکھا یکبار تو
تماشا وہ حیرت زدہ آئینہ ساں ہو جائیگا

دو جو دل میں لگ رہی ہے آگ جلنے کی تو
چشم تر سے گریہ کر دریا رواں ہو جائیگا

دیکھتا اس چاند سے مکھڑے کو کیونکر جا بجا
ٹکڑے ٹکڑے دل مرا مثل کتاں ہو جائیگا

اے جنون تیری بدولت نام میرا آخرش
دشت میں ہر خار کے ورد زباں ہو جائیگا

بارہا آپ خود نقشا ہی سے کہیں آپ چشم تو
دیکھ میرا راز دل سب پر عیاں ہو جائیگا

ہو تغافل کیش کی [illegible] اگر آئے ہیں دیدہ
کام آخر تیرے عاشق کا یہاں ہو جائیگا

کرتے ہیں دعوی محبت کا جو اس سفاک سے
اے ظفر اک روز انکا امتحان ہو جائیگا

دیگر

ہمارا انکا سب یہ ہمدم مقابلا پڑتا
نہیں کلام کہ غیروں کو حوصلا پڑتا

فراق یار میں ہو جو یکی زندگی کیونکر
اسی پہ جان کے یہ تم تو سب بلا پڑتا

یہ سوز دل سے مرا اشک گرم ہو کہ جہاں
زمین پہ گرتا ہے واں ایک آبلا پڑتا

سنا نہ نالۂ پر درد ہم اگر اپنا
تو بلبلا و ابھی صیاد بلبلا پڑتا

نصیب ہوتے تجھے اپنے گر محبت میں
تو بد معاملہ سے کیوں معاملہ پڑتا

اسیر زلف ترا ہو یہ قید سے مانوس
کہیں بھی نہیں ہی طوق و سلسلا پڑتا

بلا سے تیرہ جو اچھے ذرا زلف تمام
تو آسکے بیچ میں ہر کسی کے دلا پڑتا

دیگر

[illegible]

[illegible]

تیرے اک تار کی قیمت ہیں جو لاکھوں چین تتار
تو بھی سودا نہوا اے زلف پریشان مہنگا

روبرو اس لب پان خوردہ کے کچھ یاقوت نہ بھی
کیا ہوا گرچہ بکا لعل بدخشان مہنگا

جان تک بھی تو اگر دیکے اسے لے اے دل
نہ کہوں میں کہ لیا تو نے یہ پیکان مہنگا

کہو قاتل سے کرے ہاتھ لہو سے رنگین
نہیں مہندی سے سوا خون شہیدان مہنگا

کردیا آنسوؤں نے میرے یہاں تک سستا آب
ایک کوڑی پہ بھی ہے اب در غلطان مہنگا

گر ظفر ایک نگہ پر ترا ہو جاے غلام
چھوڑ یوسف کہ نہیں تجکو یہ انسان مہنگا

دیگر

ساقی ہے نشہ آنکھوں میں جو اس کے ہلکا
آنکھوں میں ہے اب جلد گران بھول کے ہلکا

ہر بات میں تو ایک بھی سنتا کہ یہ بھاری کہا
گر بات کو اپنے نکرے طول سے ہلکا

ہو جامہ تکلف کا پسندیدہ احمق
ہوگا نہ گدھا یہ کبھی اس جھول سے ہلکا

اچھا کیا سر تو نے مرے تن سے اتارا
اب کوئی نہیں اس ترے مقتول سے ہلکا

جز تارک دنیا ہو ہوس کے نہ سبکدوش
یہ بوجھ نہ دنیا کے ہو مشغول سے ہلکا

حرفہ نہیں کاغذ کا مگر بھیجتے ہیں وہ
خط ڈاک میں اندیشۂ محصول سے ہلکا

دنیا میں ظفر جو ہے گرانبار جہالت
کب ہوتا ہے وہ مردم معقول سے ہلکا

[illegible]

پستی میں جو دیکھا وہ بلندی میں نہ دیکھا
سوجھا جو بلندی میں وہ پستی میں نہ سوجھا

[illegible]

کہو کے حال دل اپنا ظفر کیا سے جیتیوں سے
کرا بجا تو دماغ اے مہربان پایا نہیں جاتا

کھا کھا کے تیر غم یہ مرا حال ہو گیا
زلفوں کو اس نے ہاتھ لگا دیا نہیں
کوئی درخت زلف کی کشتہ کو خاک سے
جانے کا دل کے غم ہی نہیں اور غم مجھے
رنگ شفق نہیں ہے کسی پر مگر فلک
عاشق ہوا جو یار کے طرز خرام پر

سینہ تمام سینہ غربال ہو گیا
کچھ دستگیر اپنا جو اقبال ہو گیا
پیدا ہوا نہ ایک مگر جال ہو گیا
غارت بلا سے گرچہ زر و مال ہو گیا
گرم غضب ہوا ہے جو منہ لال ہو گیا
آخر کو رفتہ رفتہ وہ پامال ہو گیا

وقت نظارہ روے مصفا پہ یار کے
عکس اپنی مردمک کا ظفر خال ہو گیا

کدورت دل میں ہو ظاہر صفائی گر ہوئی تو کیا
ارے نا آشنا پھر بھی نا آشنا ہو تم
بنایا ہر صنم جنے انہیں سجدہ اسی کو ہے
جدائی کیسی طاقت کوئی ہو سکتی ہے پہ نہیں
زبانی چاہی ہو ... اب بھی غیر سے
نہیں پرواز کا ... تاب

ملاپ اچھے ہوا تو کیا جدائی گر ہوئی تو کیا
کسی کی تھی سے دو دن آشنائی گر ہوئی تو کیا
تو تونے سنگ در پر جبہ سائی گر ہوئی تو کیا
کسی تدبیر سے حاجت روائی گر ہوئی تو کیا
دری اسباب پر تجھ سے لڑائی گر ہوئی تو کیا
قفس سے ہم اسیروں کو رہائی گر ہوئی تو کیا

[illegible]

تھا کسو کے بھی قابو کا یہ بشر لیکن	توہمنا نے اسکو دبایا فنا نے بٹھایا

ستم سے ہم نہیں اس بیوفا کے گھبراتے
ظفر ہمیں تو ہماری وفا نے بٹھایا

دیگر

دیکھ کر مثل الف وہ قد رعنا سیدھا	دل سے نکلا مرے جو نالہ سو کلا سیدھا
خم ہوا گردن دارا میں خم یونہیں رہا	مدتوں پھر دعا دست تمنا سیدھا
کج ادا ایسا کیا حسن کی بہتوں اسے	بولنا بھی نہیں وہ شوخ خود آرا سیدھا
باتیں کرتا ہے نہ [illegible] سیدھی	ایک دن ہو سبب [illegible] سیدھا
خانۂ عشق لٹا کر کہیں کہ [illegible]	دل شامت زدہ بانکا کا رستا سیدھا
اس کماندار کے تیر کے قربان ہوں نکلوں	چھوٹتے ہی مرے دل کی طرف آیا سیدھا

طرز ٹیڑھی ہے سخن کی ترے کس سے ہوا ادا
ظفر انداز ہے یاروں کا تو سیدھا سیدھا

بنا ہے جو رخ مہوش پہ تل پری ہے بنا	کوئی ہے زہرہ بنا کوئی مشتری ہو بنا
چھڑے ہیں اشک کے یاقوت و لعل لخت جگر	ہمارا دیدۂ تر دکان جوہری ہے بنا
کوئی بنا کوئی بگڑا ہمیشہ رہا ہر روز	جہاں میں عجب ہے کہ یہ چرخ چنبری ہو بنا
تمہارے روئے منور پہ مطلع ابرو	عجیب مطلع دیوان انوری ہے بنا

[illegible]

جو شوق نے آرام کہان چین تو دل کو
تب سخت ہون مین نام ظفر تو جہان کا

دل ہی فقط کیا تو کرکری اور آن لیا
بلکہ دل کے ساتھ اسکا دین لیا ایمان لیا
ہم صورت تھا ایسا ہم سوا ہم نے ہی تو دل پینا
جس نے کہا یہ آفت نے ہم بہت ہی لیا
دل لیتا ہی مانا میرا ہمارے تو کام پہچان لیا

مطلع ثانی

نہ ہرگز واسطے فریاد کے بسمل کا ہاتھ اٹھا	ستم کر تیغ کو سو بار اس قاتل کا ہاتھ اٹھا
کہ دل پر ہے نہ دم ہے عاشق بیدل کا ہاتھ اٹھا	رہا تجھ بن یہ عالم رات دل کی بیقراری کا
ادھر ہم نے بھی ہاتھ اٹھا ادھر [illegible]	دعا منظور ہے اسکو دعا دستو ہے اسکا
نہ ہرگز اس سے مشکل بس ہے ہاتھ [illegible]	اٹھا یا دو جہان سے ہاتھ پر تیری محبت سے
جو تجھ پر سار بان ناقہ محمل کا ہاتھ اٹھا	نہیں اٹھنے کا ہو کر خستہ اسکا ہاتھ زیر و بن
نہ محفل میں کبھی اس [illegible] محفل کا ہاتھ اٹھا	گئے ہم سامنے سو بار پر ھتا سلامت کو

رہا سر پر ہمارے دو جہان میں افسر شاہی
ظفر سر سے نہ اپنے مرشد کامل کا ہاتھ اٹھا

دیگر

بیٹھا ہون کہین لیکن کہین دھیان ہے میرا	بن تیرے عجب حال مری جان ہے میرا
دل دیکھتا کچھ اسمین پریشان ہے میرا	کچھ پوچھ مت جو حسن تبان کی ہے تجلی
اے حضرت عشق تجھ پہ یہ احسان ہے میرا	حال دل غمگین نہ کہا جائے کسی سے
عشق [illegible] کیش کا ایمان ہے میرا	نے [illegible]
تو جان مت یہ دل میں کہ شیطان ہے میرا	مانع جو رہ نیک سے ہو وے تجھے غافل
پھر خار نہیں چھوڑتا دامان ہے میرا	صحرا سے بھی میں جاؤن نکل تنگ ہون اتنا

[illegible]

[illegible]

آج کیا کل بھی نہیں آئیگا وہ وعدہ نا آشنا	اے دل بیتاب ہے کیونکر کہوں آج آئیگا

زلف سے اُسکی نہ آنکھوں میں کھلا دیگا وہی
ہاتھ جسکا اے ظفر اوّل فسون آجائیگا

دیگر

سنا ہے شور و شب آتشکدہ میں کچھ ٹھہرا
یہ ٹھہرا جب آئے کیون اُسنے لیا کیا آتش
نگین دل کا تھا مول اُسکے کچھ ٹھہرا ہو پہلے
کبھی انگرکھی شعلہ ہو دل ترا گوہی لالہ
کوئی رہبر جبین ٹھہرا ہے کوئی مہ لقا اُسکا
نہیں نازان ہم اسپر وہ ہمکو بہت ٹھہرایا
ہر اک سنگ وہین میں کچھ دل ٹھہرا اُسکے سامنے کا
اہل بتکدہ وہ جسنے کیا ہو بت سجدہ تاکی
الّقدری تیری ترچھی شمشیر نگہ کی
کتنے ہیں مہ نے جسے دیکھا اُسے جینے
کیا اُس تیرے بیمار کو امید شفا ہو
اے دوستو اُس دلبر ہم پھیرے آگئے

ارادہ کیا دل پہ شکر میں اور کچھ ٹھہرا
مگر قصاب سیان سر پہ اور کچھ ٹھہرا
کیا جسدن دست ستمبر میں اور کچھ ٹھہرا
نہ ٹھہرا دماغ سر میں اور کچھ ٹھہرا
مگر وہ مہوش میری نظر میں اور کچھ ٹھہرا
ابھی دیکھا وہ ظالم نظر میں اور کچھ ٹھہرا
طریقہ اسکا ہم ظفر میں اور کچھ ٹھہرا
کیا خوب نظر بازوں دو بندہ خدا کا
دم سر جسے دیکھ کے ہو تیغ قضا کا
ہر ایک ترا شیوہ ترے ناخن پا کا
جسکو کہ اثر ہو نہ دعا کا نہ دوا کا
کیا نام وفا لون کہ وہ دشمن ہے وفا کا

[illegible]

عشق

کیا شعلہ رخسار میں آیا ... جلی سے
جلوہ ... نظر گل میں آ کر ... ادا
دیکھا تجھ کو ... آ کر ... میں ... نظر آیا
آخر وہ یار ہم سے تغافل میں آ گیا
کاکل میں تنگ آ یا تو زلفوں میں آ گیا
زلفوں میں تنگ آیا تو کاکل میں آ گیا
جلدی سے قاصدوں کے جواب خط کا آنا مل میں آ گیا
وہاں ... جواب خط کا آنا مل میں آ گیا

دیگر

سینہ کا داغ جگر ہے بزم میں کیا گل بنا
بلکہ اوس کا وہ دو دل بھی سم سیمین بنا
دیکھ پھر آخر خزان آ کے کوئی دن ہے بہار
اس چمن میں آشیان اپنا اے بلبل بنا
مل گیا دریا میں جب قطرہ تو دریا ہو گیا
جزو جو کل میں ہوا کل جز سے وہ کل بنا
بیت وہ میکش ہیں کہ ... جام ...
یا سبو سے ... پیالا ... بنا
دل لگا کر ... ظفر ... مشکل بنا

عشق کے ہاتھ ہو ظفر ہیچ متاع بسان کا
وہ زر نقد داغ دل دیتا ہے ... آنکھ کا

دیگر

سوزش غم سے پڑا دل پر پتنگا آگ کا	یہ جلا ہے گا بڑی مشکل سے چنگا آگ کا
جانے آئی کہاں نہیں آسمانی دیکھنا	ہے شفق سے کیا تماشا رنگ تنگا آگ کا
تالہ سوزان کی نہیں ہے کرتے ہنگامہ ہے	اسکے آتش ... بازی سے بک ہے نگا آگ کا
دیکھ کر بجلی کو ستون نے یہ پوچھا ابر سے	تو نے کیا ... میں کیا جھانکا آگ کا
دل جلا پر داغ ہے آتش خون کے عشق سے	یا تماشا ہے کہ ... یہ پتنگا آگ کا
ہے بہت ہو سو ترے دیوانہ کی نکلی جو آگ	لنگ یا نیلا سر یا جسم ننگا آگ کا
رفع ہے باد و تند ان مستو کی گرمی جگر	کب بجھا تا ہے یہ شعلہ آب انگا آگ کا
ہے خدا جانے یہ میری آہ سوزان کیا بلا	آسمان پر ایک لگاتی ہے اور ہنگا آگ کا

لڑتی ہے بندوق سے جو اے ظفر فوج فرنگ
رکھے ہے ہتھیار پاس یہ تلنگا آگ کا

تا رخ ... صاف رنگ گل ہے چھا گیا	زلفوں کا پیچ و خم ترے سنبل میں آ گیا
کس چشم پر خمار کا ساقی پڑا تھا عکس	... یہ نشا قدح مل میں آ گیا
... میں جب کہ درد فراق	ہے نور ... مہر سے ... محمل میں آ گیا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کرشمہ ہے یہ تری چشم مست کا ہشیار	چمن میں جو اٹھا نرگس پہ دھر ایاغ دیا
نہیں نصیب وہ شاہان ہفت کشور کو	ہمیں جو فقر نے ہے گوشۂ فراغ دیا
شگفتہ غنچۂ دل کیوں نہ ہو کہ اس گل نے	ہمیں جو بوسہ دیا ہو کے باغ باغ دیا

سخنوری میں ظفر کون ہے تو ہمسر
خدا نے ہے یہ تمہیں کو دل و دماغ دیا

ردیف

۱۳۳

نہ کوئی یار پایا اور نہ کوئی آشنا پایا	جسے یاں دوست سمجھا تھا اسکو دشمن جاں کا پایا
پھرے ہم ڈھونڈتے مدت تلک راہ محبت میں	رفیق اپنا نہ کوئی بھی ترے غم کے سوا پایا
تمہیں نسبت ہے اس عارض سے کیا ہم نے بلا دیکھا	اسے اس سے جدا پایا اسے اس سے جدا پایا
کسی سے کس لیے پوچھیں صنم خانہ کا رستہ ہم	کہ اپنے اس صنم کا ہم نے دل ہی میں پتا پایا
بلایا تیر و خال رخ کو جب خال سویدا سے	قسم ہے ہم نے دونوں میں نہ فرق اک نکتہ کا پایا
خط اس نے نامہ بر سے لے لیا پڑھ کر چھپا ڈالا	الٰہی شکر غیروں نے نہ میرا مدعا پایا
سنا یوسف کو بھی اور اک جہاں کو آنکھ سے دیکھا	مگر تجھسا حسیں ہم نے نہ ہرگز دوسرا پایا
ذرا بھی دل ہلا تیرا نہ کافر سے کہ نالہ سے	فرشتے کانپ اٹھے عرش بریں کا ہل گیا پایا

ظفر کیونکر نہ یہ ظلم و ستم مجھپر روا رکھیں
کہ مجھکو ان ستمگاروں نے اپنا مبتلا پایا

مانگ کی لیکھ پہ ہر رات سیہ راہ دیکھا	کوچۂ زلف میں دن کو بھی اندھیرا دیکھا

[illegible]

مطلع ثانی

ظالم ... کی ... میں بیٹھا

ہمیشہ ... ہوا ... دل ... بیٹھا

ہوا ... کی ... بیٹھا

سب ... مقابل میں بیٹھا

کشتہ ... گی ... قاتل میں بیٹھا

اگر دوست بھی ...

کہاں جا ... سودا ... زلف ...

رواں خون دل ... سلاسل میں بیٹھا

[illegible]

راز عاشق چھپے آتش رخ گلستان ...
دیکھا جو قاتل ... تراکشتہ ...
بوسہ ... وصل ...
چشم گریان سے جو میرے ... مقابل ہوا
کیا لیا آج ہی گر تم نے مجھے ... ہوا

... کھانا
خون ... کھانا
... کھانا
تو ہوا کے ... ہاں دل کھانا
آخر ... نہیں کل کھانا

ہوا ... سرگشتہ جنوں ... کی طرح
اے ظفر دیکھے ... جنگل کا

وہ سیکھے ہے طرح کچھ بیر کرنا
بتو دل میں جو میرے آ بسے تم
طیور سدرہ و طوبیٰ کو سکھلا کے
غضب ہر توپ پر عاشق کو ...
... ہونے پہ ... زخم دل کے
نہیں اوس ... رخ پر سحاب

... الٰہی ... کرنا
ہوا منظور ... کرنا
ہمارا طائر دل ... کرنا
فرنگی زادہ تیرا ... کرنا
... چمن کی سیر کرنا
... کرنا

ظفر جاتے وہ میرے پاس ...
اگر ہوتا نہ پاس غیر کرنا

کوئی دم فنا کی ہر منزل میں بیٹھا
بس اب تو ہوس ... بیٹھا

جلد سوم دیوان ظفر

۱۴

[illegible]

صدا آئی نہ دیں تو قطرۂ نیساں کہ شیشہ جو	تو جب وہ جا کر پروانۂ ... دعا دیا
ولیکن ... الٹا ...	دعا دی ... تجھے ... دعا دیا
تجھے ... ساقی ...	... پرست ... دم ... دعا دیا

ظفر اشکوں سے میرے ... چشمہ رو دریا کو
تو میری چشم تر کو ہے ... ساحل دعا دیا

ذرا آئینے آئے کیوں تو چپ کیا تھی ہوا یہ کیا	وہ اس نے چہرہ ... کیا تھی ہوا یہ کیا
وہ دو باتیں ... رو سے چشم ...	تو ... ہمکو تجھے چشم تر کیا تھی ہوا یہ کیا
سینے خط کی طرح الٹا پرزے پرزے ...	کوئی پوچھے خطاؤں نامہ بر کیا تھی ہوا یہ کیا
دوا کو ہم ہوئے خواہاں کیا تو نے ستم پیہم	نہ تھا ہمکو اے بیدادگر کیا تھی ہوا یہ کیا
کہیں کیا گزشتہ اپنی ... شمع ساں ہے	... ہمکو شب سحر تا سحر کیا تھی ہوا یہ کیا
ہوا دل ... چاہتے تھے موم ہو دباؤ	ہمیں نالوں سے امید اثر کیا تھی ہوا یہ کیا

دعا دوا نہیں پیری کو جسے تم پارسا دیکھو
تمھاری وضع آگے اے ظفر کیا تھی ہوا یہ کیا

دیگر

یوں ہجر میں دل مضطر ہے لوٹتا	جیسے کہ ذبح ہو کے کبوتر ہے لوٹتا
کیا کہہ دیا ہے کان میں باد بہار نے	مارے ہنسی کے گل جو زمین پر ہے لوٹتا

دیگر

چمن میں جا کبھی جب اے ظفر در شک چمن +
تو اوسکو دیکھ کے ہے باغ باغ گل ہوتا

جب آکے میرے قتل کو قاتل اُلٹ گیا	مضطر ہوئی یہ سنکے قضا دل الٹ گیا
آتا نظر ہے یون فلک سبز واژگون	جیسے ہو جام زہر ہلاہل الٹ گیا
جان اولٹی پھر گئی مرے اکر لبون تلک	یہ آکے راہ رو سر منزل اُلٹ گیا
عاشق کے دل کو یہ ترا بار سیاہ زلف	بس کاٹتی ہے حور دشمائل اُلٹ گیا
ساقی مثال شیشہ ہو روتے رو آج	دم میرا بن ترے میر محفل اُلٹ گیا
عالم وہ کیا عمل نہو جسکا کتاب پر	بیفائدہ عزیز یو ہین جاہل اُلٹ گیا

بیتاب ہون ہے دل کی پس از مرگ اے ظفر
سنگ مزار عاشق بیدل اُلٹ گیا

دیگر

جب اُسنے تار سے شیشہ کمر پہ باندھ لیا	قضا نے میرا کفن اپنے سر پہ باندھ لیا
یہی علاج تھا اپنی کی جا تراز رومال	اوٹھا کے جھنجے جو زخم جگر پہ باندھ لیا
یہ کہدو شمع سے گلگیر چھوڑنے کا نہین	ارادہ اُسنے ترے تاج زر پہ باندھ لیا
ترا ہے تار نظر بھی عجیب کمند بلا	کہ تو نے اُسکو جہاں چاہا جو نظر پہ باندھ لیا
گذر ہو نہ کہ مرا وان کہ مجھسے لوگون نے	عزیز میرا بھی اُس رہگذر پہ باندھ لیا

مطلع ثانی

[illegible]

۱۷

بیٹھ کے مثل کف پا اُٹھے نہ اُسکے کوچے سے
کچھ ہی ہو وے اب تو ظفر یہ دل میں ٹھان لیا

اگر بے پردہ مجھسے وہ بت کافر ادا ہوتا
بیستر ہمکو دنیا ہی میں دیدار خدا ہوتا

چھپاتا مجھسے زیر زلف تو کیوں خال رخ اپنا
ستارہ گر وا چمکا ہوا اے مہ لقا ہوتا

اگر تھوڑی سی بھی چین بھی نمک میں بیسکر قاتل
لگا دیتا مرے زخموں کے منہ کو کیا مزا ہوتا

خدا سے ڈر نکہ ہم پر روا جور و ستم اپنے
کہ ظالم دل ستاتا ہے غریبوں کا برا ہوتا

نہ ملتا اسطرح میں خاک میں گر سیر جانے
نہ ہوتا تو مکدر دل ترا مجھسے صفا ہوتا

تری اس بیوفائی پر فدا ہوتی ہے جان اپنی
خدا جانے اگر تجھمیں وفا ہوتی تو کیا ہوتا

خطا ہو گیا اگر دشمن ہے میرا وہ بت کافر
نہیں اے حضرت دل کچھ بھی بحکم خدا ہوتا

خدا نے خیر کی جلدی بجھائی آگ اشکوں نے
و گرنہ سوز دل سے آج میں جل ہی گیا ہوتا

ظفر کچھ درد ہوتا ناصح بیدرد کو میرا
اگر درد محبت میں دل اسکا مبتلا ہوتا

دیگر

جبکہ مجھے اندیشۂ عقبیٰ دنیا میں ہے بہلاتا
پھر تو بہلتا جی نہیں میرا الا کہ طرح ہو بہلا

مطلع ثانی

نالہ کروں کیا سانس بھی لینی اب تو جی ہر کھلاتا
چشم سحر میں کچھ تیسک بہا کر دل کو پھر اتنا بہلاتا

[illegible]

ہم سا

جو سوم کے ہیں عشق سے زخم نکل گئی

اے ظفر ساریہ ہستی ہیں جو دم کا یہ چرچا

میرے گریہ نے کیا جو خشکی لب کا علاج	صاف تھا آنسو پہ تپ سوم اور دامن بھیگیا
گر لگا تیر اوسکے سینہ میں جگر اچھا ہوا	چھانٹنے کو دل کے سیر ہے آیت زبان بھیگیا
رو گئے ہم اپنی اسیری پر تو یہ دریا بہا	حلقۂ گرداب اپنا طوق گردن بھیگیا
نے اثر کرتا ہے نالہ اور نہ کچھ تاثیر آہ	دل خدا جانے ترا پتھر کہ آہن بھیگیا

ہوگیا پانی مرے نالونکی گرمی سے جو خشک
پاٹ دریا کا ظفر صحرا کا دامن بھیگیا

دیگر

نہ ہے بیان دیر کا چرچا نہ حرم کا چرچا	اپنے گھر میں تو ہے اس اپنے صنم کا چرچا

حسن مطلع

تھا جو خوبان ستمگر میں ستم کا چرچا	اور وہ تیغ ستم سے ترے چمکا چرچا
نہ کہیں تذکرہ دریا کا ہو نہ ابر کا ذکر	جا بجا اب تو ہوا اس دیدۂ نم کا چرچا
کیونکہ خندان ہو نہ گل کیونکہ شبنم گریان	اس چمن میں جو ہے شادی و غم کا چرچا
تن گل خوردہ کو جسدن سے ہمارے دیکھا	کوئی کرتا نہیں گلزار ارم کا چرچا
ذکر ساقی کا ہے یا ساغر مے کا مذکور	نہ بیان جام کا چرچا ہے نہ جم کا چرچا
خط پشت لب لعلین کو دکھا دو اپنے	ہو جہان کچھ خط یاقوت رقم کا چرچا

دیگر

دیگر

غلط اگر وہ ہے کہے جو چپ رہو سے کچھ نہیں ہوتا	یہاں چپ ہی بھلی ہے اچھی ہے کہے سے کچھ نہیں ہوتا
سپنے جام لبالب بھی تو کیفیت ہو کے اسا قے	صراحی ہے تو خالی قہقہے سو کچھ نہیں ہوتا
سہنے ظلم ان ستمگاروں کے کوئی کس توقع پر	کہ یہاں ظلم و ستم بھی تو سہے سو کچھ نہیں ہوتا
مجھے بھاتی ہیں اپنے نالہ ٔ زارا ہے بلبل	مرا دل خوش ترے اس چہچہے سے کچھ نہیں ہوتا
دکھاوے تو رخ نوخط پہ خط سبز کی سبزی	کہ حاصل لطف سبزی لہلہے سے کچھ نہیں ہوتا
نہیں بجھنے کی دل کی آگ گرچہ چشم سے	بہا دریا تو کیا دریا بہے سے کچھ نہیں ہوتا

خط آنے پر بھی ہے عالم وہی اس رخ روشن کا
ظفر بے نور یہ سورج گہے سے کچھ نہیں ہوتا

دیگر

کچھ دیدۂ گریاں ہی سے آنسو نہیں تھمتا	زخم جگر و دل سے بھی لوہو نہیں تھمتا
تھامو دل دیوانہ کو کیا کوئی کہ جب تک	ہوتا نہیں پابستۂ گیسو نہیں تھمتا
اے صید فگن چشم غضبناک سے تیری	بھاگے ہے جو ڈر کر تو پھر آہو نہیں تھمتا
کیوں ہو کے خفا ایسا چلا آج یہاں سے	سب تھامتے ہیں اور وہ بدخو نہیں تھمتا
سر کیوں نہ اڑیں سیکڑوں شمشیر زنی سے	اک روز ترا ہاتھ جفا جو نہیں تھمتا
تو کہتا ہے جائیگو بتا جائیگا کیونکر	سینہ آج تو اے شوخ پری رو نہیں تھمتا

دیگر

بھیجے ہو قاصد کسی دن سے وہاں بھیجا ہوا
میں اگر یہ جانتا تجھ سے نگر یا دوستی
آگرے تو آگ سطرح مجھ پہ نہ ہوتا تھا کبھی
مرگیا بیمار آسکے نرگس بیمار کا
دل کو سمجھا تو مرے ناصح اگر سمجھا سکے
درد او سکے رشک سے کیونکر نہ پہلو میں جگر
وہ جو دل کی آگ تھی میری نہ ہر گز تھم سکی
جب کہا میں نے کہ کیجے دل کا سودا الفت سے

آج تک ... کیا جانے آنکو کیا ہوا
وہ تو ... ان بہار ہوا
آگ ہوا ہر شعلہ ... کا بھڑکا یا ہوا
دوستو اچھا ہوا اچھا ہوا اچھا ہوا
مجھکو سمجھانا ہر کیا ہو ... تو سب سمجھا ہوا
غیر کو دیکھیں بغل میں جیسا تیرے بیٹھا ہوا
گرچہ اشکو نکا روان چشم سے اک دریا ہوا
بولے برہم ہو کر وہ ہی کیوں تجھے سودا ہوا

خیر تو ہر کیا ہوا بگڑی کہیں اوس یار سے
آج کیوں تو اسے ظفر پھرتا ہے گھبرایا ہوا

جو مطالب ہے کتاب عشق میں یاد ہو جاتا
زبان جب بند ہو جاتی ہر آنکھ واسطے تقریر
قیامت کر بپا عاشق شوریدہ پر کیا کیا
مرے نالوں سے پتھر موم ہو جاتے ہیں پر ظالم
خجل ہو جاتا ہر گل دیکھکر رخسار کو تیرے
اگر دو چار ہوتے اور بھی مجھ سے تو مجنون

مری صحبت میں مجنون بیٹھکر استاد ہو جاتا
سخن ہی نیا حق میں نہ ہے جلاد ہو جاتا
اگر بیدار شب کو سن لے وہ فریاد ہو جاتا
ترا دل ایسا بھی ہر سخت اک فولاد ہو جاتا
ترا قد دیکھکر شرمندہ ہر شمشاد ہو جاتا
تو اسے وحشی نگہ دشت جنون آباد ہو جاتا

ہم سنا کرتے ہیں ہر شب انکی اظفر نہیں
دیکھنا ہم بھی ہیں جب تک ہم سے انکا نہیں
اور نہیں سے کہاں سکتے نہیں
نقشہ ان کا سے میان سے کہتے نہیں
ہم نے ان کی بات سے تاب سے سکتے نہیں
کہ ساتھ اُس ناتوان سے سکتے نہیں
ہم سے اور اپنے ازار ان سے کہتے نہیں
غم اپنے دل کا ان سے عشق میں ہے
دل دیا ہے عاشق نے اپنا بیان سے کہتے نہیں
اپنے دونون جہان سے وفا یہ بین
ہم اپنی زبان سے ظفر بزبان سے کہتے نہیں

مطلع دوم

غیر کے ہاتھوں سے پی تو اُنے شراب اچھا کیا
کھوئی ہیری آبرو در کے کو تو یار بین
کتنے ہین کہنے دو اُسکے لوگ دیوانہ مجھے
شکوہ بین کس کس خرابی کا کرون تیرے لا
ہوتا ہی سے نہ ہر سو نہین بھی ہنگامہ پیس
سوز دل سے رات دن ہین آتش دوزخ مین ہم
اپنے ابرو پر بنایا نقطۂ خال سر سے
لیگیا کو جبین اُس بیداگر کے کیون مجھے

رشک سے دل کو کیا سیر کباب اچھا کیا
تو نے رسوا مجکو اے چشم پر آب اچھا کیا
یار نے مجکو عنایت یہ خطاب اچھا کیا
پھر کیا تو نے سوا سو خانہ خراب اچھا کیا
اے اجل تو نے اسے اگر شتاب اچھا کیا
عشق نے ہمکو گرفتار عذاب اچھا کیا
واہ وا کیا تمنے مطلع انتخاب اچھا کیا
یہ نہ تو نے اسے دل پر اضطراب اچھا کیا

ٹکڑے ٹکڑے تو ہوا خط کی طرح قاصد مگر
جو کیا اُسنے ظفر اُس سے جواب اچھا کیا

حال غم لکھکر تجھے بھیجون بہت گمراہ کیا
قامت رعنا کا تیرے جب سے ہے ہمکو خیال
بیطرح چاہِ زنخدان کی ہوئی ہے دلکو چاہ
لاغری سے عشق نے دیکھو لگا پر مجھے
اُس پری کو دیکھکر دیوانہ یہ جو بنگیا
ہمپہ گر تیغ آزمائی اب تجھے منظور ہے

تجکو اپنے بندے خدا کے ہے مری پرواہ کیا
دل سے نکلی ہے ہمارے ایک سیدھی آہ کیا
دیکھیں ڈانواڈول کرتی ہے اسے چاہ کیا
اُڑتا پھرتا ہون ہوا سے مین بہر گاہ کیا
بیٹھے بیٹھے ہو گیا دل کو مرے ناگاہ کیا
کر تو بسم اللہ دیکھے ہم اجل کی راہ کیا

کیا کہے دل دیتے نہین کیون تو دیدار دیگا
نام ہم دونون کے سدا ہے ہم غم پرور دیگا
شوق تیغ ستم کو اگر دیکھے کوئی کیا دیکھے
کرچکا دیتے ہین یہ ایک نظر اپر دیگا
ہم دم حسرت کا ہے ہنگامہ دیگا
نالہ و آہ کا ہر دم ہے ہمیشہ دل پہ
ہم جگہ دولت دنیا کا ہے جگر پر دیگا
ہے کہین مال پہ دیگا کہین عالم مین فسادِ
فتنہ انگیز ہے وہ چال تمھاری جس سے
ہم ہر کام ہے ہم ادا نکلا سہ پر دیگا
دل پہ اندوہ کا انبوہ ہے سمجھو کہ ہے
نکلی فوج کی سردار ہے ہم پر دیگا
مژگان اس پہ عالم مین رہ غم و ملال
اے صبا ظفر ہے وہ روش فتنہ و ہنگامہ دیگا

ردیف الیای موحدہ

اُف کرے پوچھا کہون تو بتا دے مجھے جنون کیا تو خبر
اُف کر ایسے بھی ہین واہ ذوفنون کیا خبر
غزل

سمجھا مری وفا کو وہ تقصیر یا نصیب
منت ہی کے بہانہ سے دیوانہ کو ترسا
طفلی میں بھی نصیب ہو زنجیر یا نصیب
ہم ابھی تشنگان شہادت ہیں تو نے پیاسا
بسکہ آپ ہو گئی تری شمشیر یا نصیب
اسکا شہسوار حسرت فتراک میں ترسا
ہی دستا ترپ ترپ کے بہ نخچیر یا نصیب
کیونکر کہوں میں انکو برا وہ برا نہیں
کرتی برائی مجھسے ہے تقدیر یا نصیب
اوس بیوفا نے قتل پہ باندھی ہے کمر
کا ہے ہر رنگ غنچہ تصویر یا نصیب
دل کو ہوئی نصیب ہے [illegible] یا نصیب
بنی نہیں ہے کوئی بھی تدبیر یا نصیب
نقشہ اسکا [illegible] کی تدبیر کب [illegible]
آتی ہوا [illegible] تاثیر یا نصیب
ہوں [illegible] عشق کی تاثیر یا نصیب
دیگر

تم ایک بوسہ نہ دو مجھکو اور یہ ہے صفت
دل اپنا دو ان کی میں اپنی جان دون کیا خوب
بھولا نہ ہم نگہ میں تھی اک جہاں کے ہوش
تمہاری چشم کو بھی یاد ہے فسون کیا خوب
چمک کو دیکھ کے اسکی پڑے نہ برق کو کل
ترے ہے پا تو نہیں کفش کلاہ تو ہوں کیا خوب
جو خوب رنگ حنا چاہتے ہو تو تم میں
تو دیکھو رکھتا ہے سرخی ہمارا خون کیا خوب
تمہاری بزم میں غیروں سے ہو سرگوشی
ہم آہ بیٹھے رہیں چپکے سرنگون کیا خوب
ہزار خوب ہوں عالم میں خوبرو لیکن
ترے مقابلہ میں انکو میں کہوں کیا خوب
بہار رہے ہیں جو یہ اشک میرے دیدۂ تر
بجھیگی انسے مری سوزش درون کیا خوب

بہار لالہ چمن بن نہ دیکھ انکو دیکھ
ظفر ہیں یار کے رخسار لالہ گون کیا خوب

صورت شبنم نہ کیا آج گل سے سرگوشی ہے خوب
اس چمن میں غنچہ کے مانند خاموشی ہے خوب
خواب میں کسکے لب سیگوں کا بوسہ لے لیا
آج جو ہمکو نہیں کچھ ہوش تن بیہوشی ہے خوب
جو کہا غیروں نے تم سے تم رکھو دل میں یاد
یاد رکھو ایسی باتوں میں فراموشی ہے خوب
کیسے دن بھی نہیں ہوتے ہیں بغلگیر ان کے
ان دنوں غیروں سے جو اونکے ہم آغوشی ہے خوب
جس جگہ اہل ہنر کے بے ہنر ہوں عیب پوش
واں ہنر کے فاش کرنے سے ہنر پوشی ہے خوب
چڑھ رہی آنکھیں ہیں ان کی میرے چہرہ پر اترا ہوا
کس کے ساتھ تو نے آج مے نوشی ہے خوب

تاب حسن یار دریا میں پڑے جیسے ظفر
کر رہی ہے موج دریا بادہ نوشی ہے خوب

[illegible]

[illegible]

[illegible]

طپیدے گئے ہین ٹکڑے جگر دل کر عشق نے	ایسے بنے نہ ہاتھ سے قصاب کے کباب

جو آبرو ہے عشق مین آنسو کو اے ظفر
ہے ایسے منھ پہ گوہر خوش آب کے کباب

منعم و مفلس ہین دونون بزم ہستی مین خراب	مال مستی مین ہے یہ وہ فاقہ مستی مین خراب
ہین سمجھو مین تیری وہ آفت ہو جن جنکے ہاتھ سے	دو جہان یک ضربت تیغ دو دستی مین خراب
یہان ترقی تنزل سے مثال گرد باد	گہ بلندی مین ہین ہم اور گاہ پستی مین خراب
حرف ہو جام و سبو مین خاک اپنی ساقیا	تا نہو مستی ہمساریکا ہو پستی مین خراب
تنگدل کو یون خرابی مین سمجھے دست فراغ	جس طرح سے ہو وے کوئی تنگدستی مین خراب
قیس اور مین عشق مین دونون ہین آوارہ گرد	وہ ہو جنگل مین خراب اور مین ہون بستی مین خراب

حق پرستی کا جنھین دعوے تھا اپنے اے ظفر
عشق کے ہاتھون سے ہین وہ بت پرستی مین خراب

ہو تیرے قد کے سامنے سرو چمن خراب	ہین تیرے رخ کے آگے گل یاسمن خراب

مطلع ثانی

دل کو کریگا خوب یہ دیوانہ پن خراب	اسکے ابھی سے ڈھنگ برے ہین چلن خراب
جسطرح وقت صبح کے فانوس مین ہو شمع	یون حال دل جلونکا ہو زیر کفن خراب

[illegible]

ردیف الیائے فارسی

[illegible]

دل نہ ابھی لگ چلیو والا کوئی ہو تو خیال
جو تیرہاے ملے خال رخ سے تل کا ہے سا
گر ارادہ ہے کہ پہنچون منزل مقصود کو
عشق سے دل اپنی پیوند مین منزل سے ملا

جسکو جہل مرکب ہے اسکو سوتی نہ لگ
اے ظفر اچھا نہیں ایسے جاہل سے ملاپ

ساتھ میرے چلے ہو چھپ چھپ
راہ مین تم نہ کچھ کہو چپ چپ
گھر مین چلکر شکایتین کرنا
یہان نہ مجھسے گلہ کرو چپ چپ
کہین ایسا نہو سنین دو چار
مجھکو تم ایک بوسہ دو چپ چپ
راز پنہان فغان سے کھلتا ہے
حضرت دل بس اب رہو چپ چپ
میرے جاتے ہی انکے غیرون سے
پھر لگی ہونے گفتگو چپ چپ
بوسۂ چشم سرمہ سا دیدو
منہ سے کیا مجھسے کہتے ہو چپ چپ
بولے تم تو کیا غضب کرتے
سو ستم کرتے ہو تو ہو چپ چپ
ابھی صیاد کی لگی ہے آنکھ
نہ کرو شور بلبلو چپ چپ

دل کسی غنچہ لب کو تمنے دیا
اے ظفر تم جو رہتے ہو چپ چپ

دیگر

گر موسم گرمی مین ہوئی تیز بڑی دھوپ
پر سوزش دل سے ہمکو دھندھی بڑی دھوپ

[illegible]

دیگر

[illegible]

زبان سے منہ میں ہمارے بھی کیا ہے شکر درہے
ہمیشہ ہنستے ہیں ہم اے شوخ بدزبان ہیں چپ

بہار ہو کہ خزان مثل بلبل تصویر
ترے فریفتہ اے رشک گلستان ہیں چپ

ظفر نہیں ہے اگر باغبان کا کچھ کھٹکا
تو آج کیوں ہو کر مرغان بوستان ہیں چپ

ردیف التاء فوقانی

شانہ اس زلف کو ڈالے ہے شکن میں انگشت
کون بیوت تیا ہے کالے کو دہن میں انگشت

کر دیا فاختہ کو عشق میں انگشت نما
سرو نے اپنی اٹھائی جو چمن میں انگشت

کریں اس چشم سے مفتن ہے اگر ہم چشمی
تو کرون چشم غزالان ختن میں انگشت

دیکھ اس مانگ کو دانتوں تلے انجم نے
کہکشان نے ہے دیا چرخ کہن میں انگشت

خونفشاں ہے جو کسی پاے برہنہ کی خراش
کیا خالی ہوئی ہر خار کے تن میں انگشت

پوچھے قاتل کو اگر کوئی تو کشتہ تیرا
دے اوٹھا تیری طرف اپنے کفن میں انگشت

دست نازک پہ ظفر اسکے ہو بار سنگین
ہو اگر خاتم یاقوت یمن میں انگشت

دیگر

اللہ ری تری مشت کماندار سنان چست
بیٹھا ہے جگر میں ترا ہر خدنگ چست

کیونکر بچاؤں جان کو میں چشم یار سے
باندھے کمر جو قتل پہ ہے خانہ جنگ چست

کیا کہین اپنی مصیبت کہ جدائی مین ترے | ہم پہ ہر وقت گذرتا ہو مصیبت کا وقت

اس زمانہ مین ظفر مہر و محبت ہے کہان
ہے یہ وقت اور گیا مہر و محبت کا وقت

کیا ... مین تیرے ظالم آرہا ہو غم کو دا | ہین یہ گر جا آئینہ مین عاشق بیدم کو دانت
در دندان سے ترے نسبت اگر کیا رشک گل | گر دہان غنچہ مین ہوں ہرا دہر شبنم کے دانت
شوق اوس آہو نگہ کا ہر تو ہی دیکھا اسقدر | مار کو گر تشنہ پر شاخ پہ جھجر ہین ضیغم کو دانت
اس فلک کو دشمن عالم نہ ہین کیونکر کہون | پیسا ہر یہ ہمیشہ سرپہ اک عالم کے دانت
کان کے بالے کے موتی اُلجھے یا تو ہین نہین | ہین یہ اوس یار سیاہ زلف خم در خم کو دانت

سامنے آئے مرے گر عشق کے میدان مین
کھٹے کر دون ایکدم مین اے ظفر رستم کے دانت

آشنا کون رہا جس سے رکھین ہم صحبت | نہ وہ ہمدم نہ وہ ہمدرد نہ وہ ہم صحبت
زلف کے چھیڑنے ہی ایسے ہوے وہ برہم | روشن زلف پریشان ہوئی برہم صحبت
کم نصیبی یہ ہماری ہو کہ جو غیرون سے | اُنکا اخلاص بڑھا ہمسے ہوئی کم صحبت
کرتے کس لطف سے آپس مین ہین یہ سرگوشی | شیشہ و جام مین ساقی رہے جم جم صحبت
عشق مین ہینا تو ہی اپنے مصاحب دن کو | ہم رکھین کس سے سوا ئے الم و غم صحبت
دیکھنا اُس رخ روشن پہ عرق کو قطرے | رکھتی کیا مہر درخشان سے ہو شبنم صحبت

ہو یکسر ہو دل میں نہ زاہد کی صفائی	جب تک نہ کرے ہر کس کو رند و نمین صفا چٹ
ہے تار محبت بھی عجب رشتۂ نازک	جب دل میں کبھی آوٹ ہوئی یہ ٹوٹ گیا چٹ

اپنے چھٹے سے نہ کام اسکو نہ مطلب ہو بُرے سے
کر جا ہو ہے اک روز ظفر سب کا تقاضا یہ چٹ

ظالم بلا سے سر کو تو اس بے بلا کی کاٹ	لیکن نہ بات غیر و نمین باتیں بنا کے کاٹ
اس دل ادھ خفا نہ ہاتھ محبت سے بجز ہیں	دن جسطرح کٹیں یہ مصیبت اٹھا کے کاٹ
ہمسر جو تجھسے گل ہو تو اوسکا جگر تمام	شبنم چمن میں وے ابھی ہیر کھلا کے کاٹ
اے مار زلف یار مجھے کیوں ڈسے ہے تو	چھیڑ اگر ہے دل نے تجھے اوسکو جا کے کاٹ
گن گن کے تارے کرتے ہیں ہم صبح اسطرح	دیتے ہیں رات ہجر میں آس مہ لقا کے کاٹ
حاضر ہیں چار دن سینہ و دل جان اور جگر	چو رنگ کاٹ تیغ نگہ کا دکھا کے کاٹ

منظور کوہ غم کا ہو گر کاٹنا تجھے
نالہ کو اپنے تیشہ ظفر تو بنا کے کاٹ

جسوقت ترے تجھسے طرفدار گئے ٹوٹ	جو جو کہ ترے دلمیں تھے پندار گئے ٹوٹ

مطلع ثانی

اب تو ترے پیمان سبھی یکبار گئے ٹوٹ	آگے تو یہ تھا چار رہے چار گئے ٹوٹ

دیگر

ردیف الثاء المثلثہ

رات کو جاتے تھے تم غیر و نکے گھر سچ ہے کہ جھوٹ	چھپ گئے تھے آپ ہمکو دیکھکر سچ ہے کہ جھوٹ
اونکے آنیکی سنی ہے ہمنے اڑتی سی خبر	اے صبا تو سچ بتا دے یہ خبر سچ ہے کہ جھوٹ
اپنا جلوہ تم دکھا دو سبکو تا معلوم ہو	ہم جو کہتے ہیں تمھین شکِ قمر سچ ہے کہ جھوٹ
کھینچتے ہین کج اے دل انکو ہم اپنی طرف	دیکھتے ہین جذبِ الفت میں اثر سچ ہے کہ جھوٹ
خط میں تو ہر سر بسر مضمون الطاف و کرم	پر خدا جانے زبانی نامہ بر سچ ہے کہ جھوٹ
جبتلک جل بجھ سے تا پا میں نہ جاون نہال	کون کیا جانے مراسوزِ جگر سچ ہے کہ جھوٹ

عشق میں جو حال ہے میرا نہیں اوس میں خلاف
قصۂ مجنون خدا جانے ظفر سچ ہے کہ جھوٹ

دیگر

قول بھی جھوٹا قسم بھی بت گمراہ کی جھوٹ	جو کہے وہ اسے جانو قسم اللہ کی جھوٹ
لوگ کہتے ہین تجھے مہروش و مہ رخسار	تو یہ مہر کی ہے شکل نہ ہے ماہ کی جھوٹ
آشنا کون ہوا اور جا ہے تجھے کون ہے	رہ و رسم الفت کی فقط تری چاہ کی جھوٹ
سنگدل ہے یہ وہ پتھر کہ نہو موم کبھی	ہوئی دلمیں ترے تاثیر مری آہ کی جھوٹ
تم جو ہر بات پہ کھٹ لاتے ہو جھوٹا کہئے	دیکھی بات آپنے کیا بندہ درگاہ کی جھوٹ
منہ سے لوگونکے یہ سنتے ہین کہ آج آئینگے	پر خدا جانے خبر سچ ہے کہ افواہ کی جھوٹ

ردیف الجیم تازی

سیل گریہ سے ہوئی خانہ خرابی ایسی
نہ رہا در کا پتا اور نہ دیوار کا کھوج

کوچۂ زلف میں گو شانہ پھرا سرگردان
نہ ملا پر نہ ملا میرے دل زار کا کھوج

جب ہوئی رخصت پرواز قفس سے ہمکو
کہ جو ڈھونڈھا تو نہ پایا گل گلزار کا کھوج

لاغری سے ہے یہ حالت کہ نہیں ہاتھ آیا
بستر غم پہ ترے عاشق بیمار کا کھوج

نہ وفا دیکھی نہ دیکھا کوئی خواہان وفا
نہ کہیں جنس کا پایا نہ خریدار کا کھوج

قطعہ

رفتہ رفتہ روش چشم نشان کف پا
مٹ گیا ہے ترے حسرت کش دیدار کا کھوج

زلف کافر تری برہم زن اسلام جو ہو
نہ رہے دین کا نشان اور نہ دیندار کا کھوج

یوں گیا دل سے گذر میرے ظفر تیر اوسکا
کہ نہ پیکان کا ملا اور نہ سوفار کا کھوج

ہوا ہے عہد میں ظالم ترے جفا کا رواج
کہاں ہے رسم محبت کہاں وفا کا رواج

جو دیکھیں خون سے بھرے ہاتھ اس نگار کو سرخ
تو گلگر خون میں نہ ہرگز ہو حنا کا رواج

ترا مریض کرے کیا کہ درد فرقت میں
نہ ہے دوا کا رواج اور نہ ہے دعا کا رواج

جھکا رہی ہے جو یوں چشم شرمگین نرگس
ابھی ہے کچھ چمن دہر میں حیا کا رواج

کرے نہ کیونکہ وہ عاشق کا پائمال خون
کہ جانتا ہی نہیں ہے خون بہا کا رواج

بدن پہ سمجھے ہے مجنون برہنگی کو لباس
دیا جنون نے اُٹھا جامۂ قبا کا رواج

خواہش

خواہش بوسہ ہے تیرے لب شیرین سے مجھے
اے شکر لب نہین ہم قند و شکر کے محتاج

نور افزاے بصر جبکہ ہین تیرے رخسار
وہ نہین روشنی شمس و قمر کے محتاج

یا کبھی رہتے تھے گلشن ہی مین یا مدت سے
ہم قفس بین ہین صبا گل کی خبر کے محتاج

اشک لخت دجگر اتنے ہین جو ہیدا من مین
انکے دولت نہین ہم لعل و گہر کے محتاج

جو تری تیغ غم عشق سے ہون سینہ سپر
وہ بجز داغ جگر ہون نہ سپر کے محتاج

چشمہ و دجلہ و جو بحر و سحاب نیسان -
اے ظفر سب ہین مرے دیدۂ تر کے محتاج

ہین ترے شیفتہ و مال نہ زر کے محتاج
جبکو کہتے اک ناز کے ہین ایک نظر کے محتاج

جنکو بوسہ ہو میسر لب شیرین کا ترے
اے شکر لب وہ نہون قند و شکر کے محتاج

دیجیے کسکے بھروسے پہ دل اپنا اسکو
نالہ و آہ تو دونون ہین اثر کے محتاج

سامنے تیغ غم یار کے سر بازو ف
ہون بجز داغ محبت نہ سپر کے محتاج

اشک لخت جگر اپنی کی بدولت عاشق
ہون نہ دنیا مین کبھی لعل و گہر کے محتاج

نکہت گل کی روش ہم ہین جو خانہ براندار
وہ مسافر نہین اسباب سفر کے محتاج

دل سے ہے دل کو ظفر راہ نہو گی ہرگز +
انکے ہم اور ہمارے وہ خبر کے محتاج +

ردیف الجیم فارسی

[illegible] چار پانچ

مطلع ثانی

[illegible] چار پانچ

۱۳۱

[illegible] بارہ امام ہی ہین سہارے اسلام کو قیام
[illegible] ہین یہ ستون دین کے ظفر ہین چار پانچ

گل جو بچھوے نہین جامہ مین سماتے ہین صبا
ابھی مرجاؤن اگر مجکو یقین ہو کہ وہ شوخ
یون ہلی زلف ہوا سے کہ ڈرا مین لیکن
جب مسی سے ہوے رنگین لب نازک اسکے

آیا کیا باغ مین وہ غیرت گلشن سچ مچ
آئیگا گور پہ میرے لیے اُون سچ مچ
کاٹ کھائیگی ابھی ڈسکے یہ ناگن سچ مچ
برگ گل بنگئے برگ گل سوسن سچ مچ

قشقہ ماتھے پہ ہے زنار گلے مین ہے ظفر
بنگیا عشق مین اُس بت کے برہمن سچ مچ +

نقاش نقشہ کھینچ سکے اُسکا گر تو کھینچ
کیون کھینچتا عبث ہو دلا آہ بے اثر
قمری پہ کیا کریگا ستم اور عشق سرو
بولیگا اوسکے سامنے اے غنچہ منہ سے کیا
کیون دیر کر رہا ہو اگر میرے قتل پر
کہتا ہو جذب شوق کہ مین کھینچ لاؤن یہان

کیا کھینچتا ہے دیکھین ہان گر تو کھینچ
گر جانتا ہو کچھ بھی ہو اسمین اثر تو کھینچ
ڈالا گلے مین طوق دیا دار پر تو کھینچ
باہر تو اپنا جیب خجالت سے سر تو کھینچ
تلوار تو نے باندھی ہو اے فتنہ گر تو کھینچ
اوس تنگ دل کو لا کے کبھی ادھر تو کھینچ

ایسے نہین ہین وہ تو چلے آئینگے ابھی +
تو اونکا انتظار ظفر دو پہر تو کھینچ +

دیگر

ردیف الحاے مہملہ

دل عشق مین جو میری نہین مانتا صلاح
ٹھہرائی اسکے جی مین ہے کیا جانے کیا صلاح
بہتر ہے ساقی مین نکل جاتا ہے صلاح
اچھی نکالی تو نے جنون مرحبا صلاح
[illegible]

[illegible]

جب تک کہ اے ظفر نہین دیتی قضا صلاح

گرچہ

گرچہ سمجھائین یار مری سو کسی طرح
پر ایک سے نہ دل کی تجھے لو کسی طرح

ناخن سے تیرے پاؤن کے ہمسر نہ ہو سکے
اے مہر وش فلک پہ مہ نو کسی طرح

ہرچند ہر نصیب پہ موقوف وصل یار
پر چھوڑیے نہ اوسکی تک و دو کسی طرح

اوس رنگ گندمی کا دلا آدمی کے شوق
جبتک ہے زندہ تم نہو جو کسی طرح

ناصح نصیحتین کہو کس کس کی نا صحو
دس کہتے ہین کسی طرح اور سو کسی طرح

مین ضبط گریہ کرتا ہون سو سو طرح مگر
اشکوں کی ہے تھمتی نہین رو کسی طرح

خورشید وار جسکے ہین دل روشن اے ظفر
پڑجاے اوسکا مجھپہ کبھی پرتو کسی طرح

دیکھو اوس ابرو کی جو تصویر کو اچھی طرح
پھر مصور دیکھے کب شمشیر کو اچھی طرح

بن پڑھے خط پڑے پرزے کیے قلم تو نے کیا
پڑھ تو لینا تھا مری تحریر کو اچھی طرح

دیکھا جب گردش کو تیری چشم کے آفت نگر
ہمنے جانا گردش تقدیر کو اچھی طرح

اپنی کیا اچھی عمارت پر ہو نازان خانہ ساز
دیکھ لو گلون کی یہان تعمیر کو اچھی طرح

کاتب قدرت نے گرد اس مصحف رخ کے لکھا
کیا ہے خط خوب سے تفسیر کو اچھی طرح

دل سے گھر اچھا نہین ہے کوئی تیر ناوک فگن
ڈھونڈ لے ہمنے ترے تیر کو اچھی طرح

ہو رہینگے خار بھی اوس کی کاکل کے اسیر و جنون
پاؤن پڑنے سے مری زنجیر کو اچھی طرح

جو تجھے منظور ہے کرنا وہی پر ایکبار
سنتے نہ ظالم مری تقریر کو اچھی طرح

[illegible]

مجنون کے جو قدم بقدم اک طرح پہ ہو	رکھے کبھی نہ اپنا قدم دوسری طرح

قطعہ

یکبار اک طرح پہ نہیں لکھے کوئی حال	گر خط کرے دوبارہ رقم دوسری طرح
ہاتھ اوسکا قطع ایک تو ہو ایک طرح پر	اور دوسرا ہو ہاتھ قلم دوسری طرح

جب اک طرح پہ چڑھتے نہیں دم پہ وہ ظفر
دمباز اونکو دیتے ہیں دم دوسری طرح

کیون لینگے اب وہ مجھسے گنہگار کی صلاح	دس پانچ دن سے اور ہے دو چار کی صلاح

مطلع ثانی

اوسکے خلاف کب ہو دل زار کی صلاح	دل کی وہی صلاح جو دلدار کی صلاح
کافی ہے اک نگاہ تری میرے قتل کو	دینے کا میں نہیں تجھے تلوار کی صلاح
رکھینگے ہم خیال خط سبز کا ترے	ہم زخم دل پہ مرہم زنگار کی صلاح
امکان کیا کہ آئے وہ میری طرف کبھی	جبتک کرے نہ اپنے طرفدار کی صلاح
برگشتگی بخت کا دیکھو مرے اثر	یہان آتے آتے پھر گئی اوس یار کی صلاح
مرجائیے نہو جیے منت کش مسیح	اب تو یہی ہے اس دل بیمار کی صلاح
ناصح ترے کہے پہ عمل مجھسے کیون کر ہو	دیوانہ کیا جو مانے ہے ہشیار کی صلاح

۳۳

[illegible]

ردیف الحاء المہملہ

گل کھلکھلائے باغ مین سارے علی الصباح

[illegible]

[illegible]

چھبی مژہ کی جو تجھ بت دل خراب میں سیخ
دکھائی دی وہ پروئی ہوئی کباب میں سیخ

ہمیشہ نان بہ آسمان کے ہاتھوں سے
خط شعاع کی ہے قرص آفتاب میں سیخ

نشا بغیر گزک بے مزا ہے اے ساقی
کباب کیا ہو کہ خالی ہے مری تاب میں سیخ

تری نظر سے جو دیکھے تجھے وہ آہو شا
تو کر دے آہ مری چشم ماہتاب میں سیخ

یہ دیکھو شعبدہ برق کرکے آگ میں لال
لپیٹ دیتی ہے کیا جا در سحاب میں سیخ

کباب واسطے اوس خوش دماغ کو رکھے
نہ دھو کے پہلے کیا ابی اگر گلاب میں سیخ

بندھا خیال کبابوں کا رات کو جو ظفر
تو کہکشاں بھی لگی نشہ شراب میں سیخ

ہے اوسکی چشم کی گردش سے آسمانکو چرخ
اور آسمانکی گردش سے ہے جہان کو چرخ

فریب اوس رخ روشن کے دیکھکر گردش
فرو نہ دے نہ مہ و زہرہ کے قران کو چرخ

بتوں کے ہاتھ سے لٹوائے ہمزما دینا
ہمارے دین کو ایمان کو دل کو جانکو چرخ

کرے نہ جلوۂ شام و شفق پہ ناز اتنا
جو دیکھ لے ترے رنگ مسی پان کو چرخ

ہزار قصر و محل ہوں تو دے مٹا آخر
مثال نقش کف پا ترے نشان کو چرخ

عجب نہیں ترے ابرو کے سامنے دل سے
اوتار دے نہ تو کی اگر کمان کو چرخ

نہیں یہ کاہکشاں گرمئ فغان سے مرے
نکال دیتا ہے منہ سے ظفر زبان کو چرخ

ردیف دال مہملہ

[illegible]

تشبیہ دیتی روئے عرقناک کو ترے	نزدیک میرے ہر گل سیراب سے بعید
میرے وفور گریہ سے ہالہ کو ماہ کے	نسبت نہین ہے حلقۂ گرداب سے بعید

میرے گلے سے اونکو لگا دین جو عید کو
ہے کیا ظفر عنایت احباب سے بعید

پھانس الفت کی جو ادل دیکھ نشتر سے کرید	ڈھب نہ ہے تو سوزن مژگان لب سے کرید
دیکھ تو کتنے نکلتے ہین ترے پیکان تیر	میرے سینہ کو ذرا تو نوک خنجر سے کرید
جب ذرا ابھرنے لگی ہو پائے مجنون کی خراش	دے ہر نوک خار صحرا ابھرنے سر سے کرید
مل گئے ہین خاک مین کتنے ہی تیرے ہاتھ سے	پر نہین کرتا کوئی ظالم ترے ڈر سے کرید
ہاتھ آتا ہے نصیبون سے دفینہ اے حریص	خاک تو بیفائدہ مت خواہش زر سے کرید
ناخن حسرت نے چھیلا سینہ باہر سے مرا	کاوِ کاوِ غم نے ڈالا دل کو اندر سے کرید

خاک مین میری دبی ہے آتش دل اے ظفر
گر نہو باور تو کہہ دو اوس ستمگر سے کرید

رہے ہے دل مین محبت کے شور و شر کا فساد	مٹے گا دیکھیے یا رب یہ کیونکر گھر کا فساد
جلایا آہ کے شعلہ نے خیمۂ افلاک	بڑھا ہے دیکھو تو کیا سوزش جگر کا فساد
لڑائی مجھمین اور اوسمین ہے مفسدونکے سبب	نہ ہے ادھر کا فساد اور نہ ہے ادھر کا فساد
بشر نہ جانیے شیطان ہے وہ فساد انگیز	ہمیشہ کام ہے دنیا مین جس بشر کا فساد

فراق خندان ہے ابر گریان سے
کوئی یان شاد ہے کوئی ناشاد
دیکھکر حال بید مجنون کا
آیا صحرا مین مجکو مجنون یاد
ہم ہوے سا خاک عشق مین تیرے
ہو گئی بلکہ خاک بھی برباد
دے دیا اتنو دل ظفر
اوس ستمگر کو ہم جو بادا باد

ردیف الدال مہملہ

[illegible]

لکھوں اس مہ جبین کا ہین جو رسمت عاشقین شوخا
لکھا ہین چاہتا ہوں شکوہ اوسکو سر مہری کا

تو ہمسر نور ہین ہو ماہ پر تنویر کا کاغذ
مرے نامہ کو قاصد چاہیے کشمیر کا کاغذ

ظفر مضمون چاک سینہ نے تاثیر کی آخر
کیا ہے چاک اوسنے عاشق دلگیر کا کاغذ

لکھنے بیٹھا جو تشبیہ مے شرابی کا غذ
کیا عجب چاک کرے رشک سے حسن خط کے
اپنے دل سوز کا انگار دنیپر رکھے افسوس
نامہ بر تو میرے کاغذ کو چھپا کر لیجا
عشق نے جب سے دیا ہے مجھے دیوانہ خطاب
بن پڑھے اوسپہ مرے گریہ کا مضمون کھلیگا

تو کیا بادہ گلگون سے گلابی کاغذ
سو کتابوں کے ترا روے کتابی کاغذ
یوں وہ پیکش میرد کان کبابی کاغذ
مجکو ڈر ہے کہ نہ لائے یہ خرابی کاغذ
کوئی میرا نہین ہے مہر خطابی کاغذ
نامہ بر ہو مرے نامہ کا جوابی کاغذ

کیا عجب گر اثر شوق سے میرے اوڑ کر
اے ظفر پہونچے کبوتر کا شتابی کاغذ

جبکہ در پردہ کہین سے لگے آنے کاغذ
جوش گریہ کا بڑا ہو کہ ترے نامہ کو
جتنے خط میرے گئے شوخ کمانداز کے پاس
یہ نوشتہ کی ہے خوبی کہ وہان پہونچا یا

اونکو ناچار پڑے سب سے چھپانے کاغذ
دیا آنکھوں سے بھی ہمکو نہ لگانے کاغذ
اوسنے تیروں کے بنالئے وہ نشانے کاغذ
نہ کبوتر نے ہمارا نہ صبا نے کاغذ

دیگر

پیچا دھو کر تری ہیکل کے تعویذ
دیکھا پھینک اور سب دل کے تعویذ
گراں ہوں دست نازک میں تمہارا
جو برگ گل سے بھی ہوں ہلکے تعویذ
پسینے کا ترشح ہم سے سب کو
ترستا جھوم میں ایسے جھلکے تعویذ

آنکھا کر آج میری جبیں سائل از ہی چلا تھا وہ
ظفر کہنے سے اپنے دوستوں کے اُسنے دسائی پر

تمھاری گالیاں کھاتا ہوں میں بیٹھ کے لاہچ پر
کہونگا سچ یقین ہو یا نہو تمکو مگر سچ پر

مری اک بات سو بھی تم نہ سمجھتے ہو خدا جانے
لگے ہو آپکا دل کسطرح اور دل کی کج کج پر

کبھا کچھ بھر دیے ہیں عشق نے دلمیں غم و حسرت
نہیں جگہ تل کی ہر نسبت سیر دل کی اس کپا کچھ پر

سفارش لاکھ پیچ کر کر ہو کوئی نہیں سنتا
وہ ظالم جبکہ آجاتا ہو اپنی بات کی پیچ پر

کہا سب نے مری دل کو کہ پیچ پیچ مار کے سو
بچا ہرگز نہ شامت کا مارا اتنی پیچ پیچ پر

چمن کو یاد کر کر ہم قفس میں اسقدر رہ کے
کہ بازو ٹوٹ کر دونوں بیچ لوہو میں نم پیچ پر

ظفر دل کا محل مضبوط ہوتا ہے تو ہمت سے
نہ موقوف اسکا استحکام تجھ نہ پر ہر نے کج پر

کیا عجب جسنے کہ مارا دل غمناک میں تیر
تو وہ نبوا کے لگا ہو وہ مرے خاک میں تیر

کہکشی ہے سرا تیری بیلی ہو گردون
کہکشاں ہے تیری ہر شب جو تیری ناک میں تیر

انکو انجم نہ کہو آتے ہیں سو فار نظر
بیٹھے آہ ہونکے مرے سینۂ افلاک میں تیر

کس کماندار کی شست میں وہ انداز ہی
کو سوا ... ہیں ہو حسن فتراک میں تیر

جو کہ دنیا میں بھی آ وہ دیکھا ... آہین
ہے مہر اک رونگٹا گویا تن ناپاک میں تیر

دیکھتا ہدیہ محبت کہ نکلا ہرگز
رنگسا ٹوٹ لی اور سکا دل جو چاک میں تیر

[illegible]

تیا یار دشمن آنہیں اپنا چھیڑ کرین سے	گرا دینا تو مجھے پڑا ایک گڑ گڑی میں ہیر
رکھو لڑتے ہیں کیون مدرسے میں طالب علم	پڑھا او نہوں نے ہو گیا در مشق ہی میں ہیر
نہ آیا وادی مجنون میں ناقہ لیلےٰ	غضب ہے تیرے جیسے سار بان کی میں نگہ

ظفر وہ ہو گیا ہونا ضرور ہے جسکا
کوئی ہزار کرے اہر لاید کی میں جیسے

ڈھونڈے کوئی کیا یار کا در چھوڑ کر اور	اس گھر کے سوا تو نظر آتا نہیں گھر اور

مطلع ثانی

ہم دیکھتے ہیں او نکی نظر کج ادھر اور	معلوم ہوا ادنکو ہے کچھ مد نظر اور

مطلع ثالث

جسوقت ہو سر اشک فشان دیدۂ تر اور	دل اپنا جلا اور بڑھا سوز جگر اور
اس منزل ہستی سے کوئی آکے عدم سے	کیا چین سے بیٹھے کہ ہے در پیش سفر اور
گل پھولے سمائے نہیں جامہ میں صبا لیکن	کچھ اوڑتی ہوئی آئی ہے کانون خبر اور
رسوائے جہان کیا ہو گر ہے ہم ابدل	ہمکو تو ڈبو دیگا ابھی دیدۂ تر اور
جب دل سے تصور ہے رخ و زلف کا تیرے	او سدن سے مرا حال ہے شام اور سحر اور
ہرچند کہ تیر و نسے ہے سینہ مرا غربال	اسپر بھی کیے جاتا ہوں دل در جگر اور

[illegible]

بڑھے جو عشق سے شعلہ سر لگن داغ کا نور	تو پہونچے شمع کا نور اوسکو چراغ کا نور
پڑے شراب مین گر عکس دست ساقی کا	فزون ہو نور سے خورشید کی ایاغ کا نور
نظر کو اوسکی شب تار زلف مین ڈھونڈھے	کہان ہے عقل مین یہ طاقت سراغ کا نور
وہ ماہ باغ مین جسوقت چاندنی دیکھے	تو دیکھے پھر کوئی اوسوقت صحن باغ کا نور
کرے جو خال رخ یار سے وہ ہمچشمی	تو پھر یقین ہے کہ اوڑجائے چشم زاغ کا نور
بغیر تیرے ہر عاشق کے حق مین نار سقر	چراغ محفل یاران خوش دماغ کا نور

فروغ بخش ظفر فانوسون کے چہرہ پر
ہمیشہ اوسکے ہے دلہای با فراغ کا نور

کھلتا نہین ہے حال کسی پر کہے بغیر	پر دل کی جان لیتے ہین دلبر کہے بغیر
مین کیون کہون تم آؤ کہ دلکی کشش سے وہ	آوینگے دوڑے آپ مرے گھر کہے بغیر
کیا تاب کیا مجال ہماری کہ بوسہ لین	لب کو تمھارے لب سے ملا کر کہے بغیر
بیدرد تو سنے نہ سنے لیک درد دل	رہتا نہین ہے عاشق مضطر کہے بغیر
ہم ہین وہ خاکسار کہ مانند نقش پا	در پر جا دیا ترے بستر کہے بغیر
جو مین کہون وہ سب کہے جاتی ہے غیر سے	آئے قرار اوسکو نہ دم بھر کہے بغیر
صورت ہی میری دیکھکے سب ہے دل کا حال	معلوم کر گیا وہ ستمگر کہے بغیر
کیا خاکساری اپنی کہون اوس سے جا کہ مین	وہ ہو رہے ہین مجھسے مکدر کہے بغیر

نگاہ دیدہ غزالان ہوش و داغ کا نور

زیادہ جو وسا ہے وسا ہے تو شرف زاغ کا نور

ظفر سخن کی وہ ساز و فرنگی بڑھا کے بہا

وہ جام و جم تو ادوس جانو کے زمانے کا نور

عجب طرح کا ہوا لالہ کا زمانہ کو دماغ کا نور

نظر میں دل و جگر ہیں چکے جوش ہوئے باغ کا نور

دیگر

جو دل میں رکھے اور کوئی سامنے ہے جہان و در

یہ بات پر اسکے ہو مجھے کون گمان اور

مطلع ثانی

دن اور ہے سیکڑوں اور زمین اور زمان اور

ہستی ہیں ہزار فرق تر جہان سے وہ جہان اور

یکبار ہے کیوں نظر و دل و جان سے کو و جہان اور

اب کیا تجھے دیکھ میں ہم کو دل و جان اور

وہ ہے جام پہ کیا جام پلا مجھے ساقی

میں پیش ہیں کیوں تم کرے جاوں کہان اور

خنجر ہو ترا حلق پہ سینہ میں ترا تیر	یوں چاہیے کھینچی تری تکبیر کی تصویر
حیران رہے خود صورت تر ہو دیر تو ہو	کھینچے اگر اوس حالت تصویر کی تصویر

قربان ظفر میں قلم شوق کے اپنے

کھینچے ہے مرے دل پہ مرے پیر کی تصویر

عشق میں کیونکر نہیں ہم اپنا سینہ تو نکر	جبین ہے کہا جانے نہ ہیرے کا نگینہ تو نکر
واہ واکیا صانع قدرت نے انگشتر ی کی	بھرا ہے موتی سے اسے ماہ شبینہ تو نکر
تیغ ہستی تیر ابرو کے نہ کوئی بن سکے	تیغ گرہ جائیں تو اب قرینہ تو نکر
ہاتھ لو تین محتسب نے گر تو از سنگ دل	ریزہ ریزہ کر دیا پتھر سے مینا تو نکر
گر کبھی ہو وصل کی یک شب ہم آغوش	دن گذار میں چھپائی اپنی اک مینا تو نکر
پارہ پارہ کر دیا سنگ ستم سے بر ستم	اسے پری رو تونے دل کا آبگینہ تو نکر

[illegible] ہاتھ صاف شہر لیفون کو سلے

[illegible] آبگینہ کو نکر

[illegible]	[illegible] چراغ کا نور
پڑے شراب میں گر تیرا بری ساقی کو	تو آفتاب سے ہتاب ہوا باغ کا نور
نظر رکھے اگر اوسکے خیال عارض [illegible]	تو یہ دعا ہے کر دیا چشم زاغ کا نور
خجل چمن میں ہو گیا روشنی صبح بہار	جو دیکھے چہرہ خوبان شک باغ کا نور

قطعہ سوم دیوان ظفر

[illegible]

[illegible]

ردیف الراے ہندی

مین نہین کہتا کہ دل تونے لیا جان تو چھوڑ	پر خدا کے لیے کافر مرا ایمان تو چھوڑ

مطلع ثانی

بیڑیان چھوڑ نہ پر زلف پریشان تو چھوڑ	دولت حسن پہ تو کوئی نگہبان تو چھوڑ
اسقدر دست درازی نکر او دست جنون	چھوڑ ثابت نہ اگر جیب کو دامان تو چھوڑ
کرتے دنیا کو ہو سامان عبث تم اتنا	غافلو جاؤ گے یان کا یہین سامان تو چھوڑ
جنبش ابروے پر خم سے دل بسمل پر	ہاتھ اک کھینچکے شمشیر صفاہان تو چھوڑ
ہووے اوس حور لقا پر جو پری دیوانی	اور اگر کچھ نہ کرے دیکھ وہ پرستان کو چھوڑ
تیر ثابت تو نچھوڑا کوئی دل مین تونے	پر جگر مین کوئی ٹوٹا ہوا پیکان تو چھوڑ
دل کبوتر ہے مرا جال مین زلفون کے ترے	تو نچھوڑ اسکو اگر سمجھے ہے گردان تو چھوڑ
شیوۂ آہ و فغان مجھسے یہ چھوٹے کیونکر	روش آن و ادا اپنی تو اک آن تو چھوڑ
جب کہا مین نے کہ چھوڑ دو نگانہ مین آج تمھین	لگے کہنے کہ ذرا پردۂ دالان تو چھوڑ

لے گئے ساتھ ظفر سب وہ مرا صبر و قرار
لیکن البتہ گئے حسرت و ارمان تو چھوڑ

ردیف الزاے معجمہ

یون ہوا دل مین کہ یار کا پیکان عزیز	جسطرح آیا ہو گھر مین کوئی مہمان عزیز

۴۱

قاصد کا بجو خوشی سے ادھر جا خرام تیز
کیا جانے کیا ارادہ ہے اونکا کہ ہر طرف
کاغذ کے دوڑنے لگے گھوڑ رسا دام تیز
کرتا ہے سنگ سرمہ سے تیغ نگاہ کو
وہ وقت قتل عاشق بے ننگ و نام تیز
کسطرح کوئی ابلق لیل و نہار کو
روکے لگام جائے ہے یہ بے لگام تیز
گرمی سے کیا ہی یار کے چہرہ مین زلف
دکھلانا آفتاب کو یون وقت شام تیز

[illegible]

ہزاروں کس زبان [illegible]
ظفر سب پہ ہے وقت گفتگو تیز

دیگر

گیا ہے ہجر کا دل سے غم و ملال اک روز
امید وصل میں ہے ہو گیا وصال اک روز
اگر نہ آیا وہ دو چار روز کیا ہوگا
پیغام اوسکے مجھے ہے ہزار سال اک روز

معلوم نہیں نامہ بر کہ کیا رقم تیز
جو نامہ بر آتا ہے اوٹھائے قدم تیز

شمشیر کے ہے تیز آنکھیں تری اتنی تو ہو
تو مجھکو غم سست ہے ہم لے دل نہ غم تیز

سب حال کہے ہم اوس کو کہیئے سب
کندی جو اس ادیب ہر نگاہ دم تیز

اس عاشق شیدا پہ ستمگر نہ روا رکھ
پیشستی الطاف اور اتنا ستم تیز

جو دیکھیے تجھے کہیں نہ اللہ نہ دیکھا
جانا نہ کرم ایسا نہ ایسا ستم تیز

سرکش ہو عدو گر سر میدان کتا جست
ہو خنجر تیرا اے ظفر اپنا قلم تیز

گر تو خوشی سے صرف کیا بات چند روز
اے یار پھر کہاں کہ یہ ہر بات چند روز

دنیا مثال ناخنہ جاتی ہے جسکے پاس
رہتی ہے اوسکے پاس یہ بد ذات چند روز

تو جانے گرم و سرد زمانہ کو اسلیے
گرمی کبھی ہے اور کبھی برسات چند روز

بیٹھا ہے خرابات میں کیا اب دیکھ ہم
تو اوٹھ کے کرلے سیر خرابات چند روز

ہو جلد ہوشیار کہ جاتے ہیں بات بہت
تماشا ہے نشاط و عیش کے ہیہات چند روز

کچھ لطف زندگی کا اگر ہم بھی میسر ہے
ہے یہ جو دوستوں کی ملاقات چند روز

فرصت بہت ہے کم ہے غنیمت سمجھ ظفر
ہنس بول کر بسر ہو تو اوقات چند روز

کرتے ہے کسلیے تلوار تو تیز
نظر کیا کم ہے تیری جنگجو تیز

[illegible]

دیگر

[illegible]

[illegible]

غیر سے آہستگی مین بات کرلی پیار سے جوش وحشت میں تو ہم مجنونکو پہر انہین گرمی رخسار تیری ہے قیامت دلربا	اور ہمسے بولنا یون ترشرو کام تیز تھا زرہ یا مین صحرا مین پہر ہر گام تیز اسقدر ہوتا نہین خورشید لب بام تیز

بوسہ مانگو تو طبیعت اوسکی ہو جاتی ہے کند
اے ظفر ہوجاسے پر دینے کو وہ دشنام تیز

یون ہے ذقن پہ زلف شکن در شکن دراز عاشق کو تیرے ہوگا نہ آرام جیتے جی ناحق زبان شمع نہ گلگیر کاٹتا + بارے کیا وہ تیشۂ آخر نے مختصر ہاتے ہو بے زبان ہمن زخم لاف عشق تشبیہ اوسکو دون قد موزون سے کیا کرے	چاہ عمیق کے لیے جیسے رسن دراز جاکر کریگا پانون وہ زیر کفن دراز کرتی نہ وہ زبان جو سر انجمن دراز تھا جو کہ قصۂ عشق کا اسکو سخن دراز یہ تو زبان دراز نہین ہے دہن دراز اے رشک گل ہے قامت سرو چمن دراز

جانے دے تو نہ چھیڑ ظفر ذکر زلف یار +
ہوجائیگا زیادہ وگرنہ سخن دراز +

ردیف السین مہملہ

بارش کی آ رہی ہے مژگان تر کا عکس تالاب پر وہ ماہ جو دیکھے ہے چاندنی	خورشید چرخ ہے مرے داغ جگر کا عکس پانی مین رقص کرتا ہے کیا کیا قمر کا عکس

[illegible]

نہ مشک مین تھی خوشبو نہ آگے عنبر مین
کیسے ہین طرۂ شکین ہے اور حبیب کے بس

ذرا بھی پائی نہ گرمی گلو نکے دل مین صبا
یہی تھی نالہ پرسوز عندلیب کے بس

کیے ہے عشق ظفر عقل کا نشان کہا
تمام ہو چکے آداب اس ادیب کے بس

جمع کر سکتے نہیں صاحب تدبیر حواس
منتشر کرتی ہے جب گردش تقدیر حواس

کھو اوس عدو فرشتے سے نہ غرا اتنا
تیرے کھو دیگا مرا نالۂ شبگیر حواس

لائے زندا مین جب اوس زلف کے سودائی کو
اور بھی اوسکے گئے دیکھکے زنجیر حواس

سمجھے بیجا نہ بجا خاک کرے پیری کے سبب
رہے تیرے نہ بجا اسے فلک پیر حواس

دل کی دل ہی مین رہی منھ سے نہ کچھ دل کی کہی
گم ہوے سامنے اوسکے دم تقریر حواس

تیغ ابرو سے ہمین سینہ سپر اپنا ہے رکھ
اچٹتا چھونکے اوڑا دیتی ہے شمشیر حواس

نہیں معلوم ظفر یاد ہے اوسکو کیا پیچ
کر بھولا دیتی ہے وہ زلف گرہ گیر حواس

بعد آزادی بھی ہے ہر پیچ تاثیر قفس
ہوش اوڑ جاتے ہین گر دیکھوں بنا ہو تصویر قفس

ہم چمن مین کر رہے ہین آشیان اپنا درست
کرتا ہے صیاد فکر دام و تدبیر قفس

سیکڑون جانین ترے ہاتھوں سے ہین ......
یون گرفتاری مین ہین جیسے عصافیر قفس

باد شاخ گل دلا کر دل کو کرتی ہے ......
ہے بجا چوب قفس گر کہون تیر قفس

کیا ابر نو بہار سے ساقی نسیم خوش	رکھی ہے دیکھ دوش پر اپنے گلیم خوش
خوشبو آئی بوی مشک کسی جیب باغ سے	اوس زلف عنبرین کے بھری ہو شمیم خوش
ان تیرہ سر نوشتوں کے لیے کوئی سیفر پوش	آب و ہوا خوش ہے ہر ساقی نعیم خوش
تیرے مریض عشق کو مرنے کی ہے خوشی	دیکھا سوائے اسکے نہ کوئی سقیم خوش
گر ہو پسند اے سہ پردہ نشین تجھے	ہے چشم منتظر مری خوش دل حریم خوش
بیت الحزن میں یار ترے غمزدوں کے پاس	ہمدم غم ہمنشین جو خوش ہو غم ندیم خوش
جو ہے بیابان سا فر ناخوش ہے اے ظفر	پایا نہ اس سرا میں کوئی بھی مقیم خوش
تمکو ہے بوسہ دل اپنا دون چہ خوش	تم ہو خوش میں واہ ناخوش ہو چہ خوش
میں خوشامد بھی اگر اوسکی کرون	ہو کے وہ ناخوش کہے ہر یون چہ خوش
ہے وہ جانان دشمن جانی مرا	دوست اپنا اوسکو میں جانون چہ خوش
تو ہے خوش خوش وہان غیر و نمین ہے	کہاؤ تم میں یان خشک سر افیون چہ خوش
اٹھ گیا جو پاس کرکے غیر کا	اوسکو پھر میں پاس بٹھلاؤن چہ خوش
وادی وحشت میں میری طرح سے	خاک اوڑائے تو بھی ای مجنون چہ خوش
وہ خطا وارون میں ٹھہرائیں مجھے	اونکو میں خط لکھ کے بھجواؤن چہ خوش
ہون وہ مثل زلف برہم اور میں	اونکی زلفونکی بلائیں لون چہ خوش
اے ظفر دامن سے اوس سفاک کے	کوئی دھوڑائے ہمارا خون چہ خوش

جلد اول دیوان ظفر

فلک کی طرح ہے طبیعت میں گردش

جلا شمع کے

جلا شمع کے گرد پروانہ پھر کر	ہوئی رہنما سوز الفت مین گردش
بگولے کے مانند مجکو ہمیشہ	لیے پھرتی ہے قسمت دشت مین گردش
پھرا مہر [illegible] ہو کر جہان مین	رہے اہل دولت کو دولت مین گردش

ظفر ہم جو رہتے ہین آوارگی مین
نصیبون کی ہے یہ حقیقت مین گردش

ردیف الصاد المہملہ

جیسے غمخوار نہین ہے [illegible] کرنا عام	کیون نہ غم [illegible] خاص
اور بھی یون تو ہزارون ہین شکار شہسوار	پر یہ [illegible] خاص
[illegible] ناز کو کرتا ہی گیا گرم غیر	[illegible] خاص
قاصدان اشک جو پہنچے یار مین [illegible]	[illegible] خاص
ابر نیسان [illegible] کب مین لعل [illegible]	[illegible] خاص
[illegible] اپنے خاص کہتے ہو مین	[illegible] خاص

یون تو قتل عام کرتے ہین وہ سب ناز و ادا
پر ظفر اس کام کا ہے غمزۂ سفاک خاص

سمجھتا ہے جسے [illegible] تو خاص	تری ہوتی ہے اوس سے گفتگو خاص
[illegible] تو اور بھی ہین [illegible] خاص	[illegible] سب مین ہے تو اے ماہرو خاص

[illegible]

رکھتے ہین ذلت روا اپنی جو دنیا مین حریص
یہ قصور اونکا نہین ہے اے ظفر تقصیر حرص

سب اپنی تشنیعین تری کرتا ہین پر الفت علی الخصوص	سب غم ہین سخت پر غم الفت علی الخصوص
ہر بار غمزہ اوسکا قیامت سے کم نہین	اور پھر وہ جنبش قد و قامت علی الخصوص
کرتی ہے چشم یار جب ایما تو قتل عام	ہوتی مرے طرف ہے اشارت علی الخصوص
ہے صاف جوش عشق مین نقصان آبرو	اور پھر یہ اوسمین گریہ کی شدت علی الخصوص
ہم وحشیون کو چین سے [illegible] بجا چکی	اور اوس نگاہ و چشم کی وحشت علی الخصوص
سب اونکے نا پسند [illegible] ہین دوستی	اور ہمین دشمنونکی شکایت علی الخصوص

جتنے کرشمے خوب تھے دنیا سے اٹھ گئے
اور اے ظفر طریق مروت علی الخصوص

ردیف الضاد معجمہ

رکھتا نہین ہے ہمسے جو وہ بے وفا غرض	تو ہم بھی بیغرض ہین ہمین اوس سے کیا غرض
ہم اونکے ملتجی ہوں نہ کیون وصل کے لیے	دنیا مین کب نکلتی ہے سب بے التجا غرض
مطلب ظلم سے ہے نہ تیرے ستم سے کام	ہمکو وفا سے اپنی ہے اسی پہ جفا غرض
کام اپنا ہو گیا تنگ یار سے تمام	اب تجھسے کیا رہی ہے ہمین اے قضا غرض
ناحق بتاؤن اپنے لیے اور مدعی	کیون جاؤ نہین وہان مجھے کچھ مدعا غرض

مطلع ثانی

[illegible]

۴۷

میری باتون مین اگر ہو کچہ بو الفت کی — تو پہر اُس شوخ کو کیا تاک چہپانے سے غرض
کچہہ ہوا ایسا کہ قرار آئے دل مضطر کو — نہ غرض خط سے نہ قاصد کے ہر آنے سے غرض
دل ہو سینہ مین نشانہ کہ جگر تجہکو کیا — اسے کمانداز تجہے تیر لگانے سے غرض

دسکے دل اپنا اوسکا لیتے ہو سے بے پروا
ہم نہین رکہتے ظفر ایک زمانہ سے غرض

ردیف الطاے مہملہ

کس کس کے نام آئے ہین اُس عشوہ گر کے خط — ہین آج رو دونون ہاتہون مین جو نامہ بر کے خط

مطلع ثانی

دلوا دے یاد کوئی اگر ان یاد کر کے خط — تکیہ تلے وہ بہول گیا میرا دہر کے خط
تابان ہین نور عشق سے مثل خطوط مہر — ہین گرد جو شمسون کے داغ جگر کے خط
کرتا ہو کہکشان کو شب تار مین خجل — اُس مہ جبین کے مانگ کا بالون مین سر کے خط
سو ٹکڑے دل کے ہو گئے پر جسم پر ہین — ظاہر پڑا نہ دار سے تیغ نظر کے خط
حال اپنا لکہ کے آئے جو رونا کبہی مجہے — بہ جائے جوش گریہ سے اوس چشم تر کے خط
تاثیر کچہ تو کی ہے مرے دود آہ نے — آیا نکل جو رخ پہ ہو اُس سیمبر کے خط
ہے یہ خطر کہ ٹکڑے نہ قاصد کے اوڑا — پہینکا بلا سے تیغ سے اوسنے کتر کے خط
ہون لاکہ خوشنویس اگر خط نسخ مین — پر ہو کسی کا خوب خط سو ظفر کے خط

[illegible]

ادنکی ظاہر آشنائی ہے فقط | ورنہ پنہاں بیوفائی ہے فقط

کیوں لڑائی آنکھ اُسنے غیر سے | میرے اوسکے یہ لڑائی ہے فقط

دل کو سودا ہے جو غش ہے زلف پر | اوسمین کیا ہے کج ادائی ہے فقط

ہمکو کافی منزل مقصود تک | عشق ہی کی رہنمائی ہے فقط

جان تک دیگا جلا یہ سوز عشق | آگ ابھی دل مین لگائی ہے فقط

گر سخن مین عشق کی گرمی نہین ++
اے ظفر ہرزہ درائی ہے فقط ++

کیا لکھوں قاصد وسی شکوونکی طغیانی مین خط | حرف مٹجائینگے سارے بھیگ کر پانی مین خط

ہو لکھا تقدیر کا معلوم کس عنوان مین | وہ پڑھا جاتا نہین ہے جو کہ پیشانی مین خط

قتل کرنے کو ہمارے کم نہین شمشیر سے | ہمدم ہون سرمہ کا چشم دلبر جانی مین خط

کیا قبا کے پرزے کام مجنون کر کہ ہین | ناخن و دست جنون سے تن پہ عریانی مین خط

ہم ترے روئے کتابی کو ہین مصحف جانتے | ملتا ہی عارض کا تیرے سخط قرآنی مین خط

بندہ گیا ہی جب سے اوس اعشر پریشاں کا خیال | ہم شکستہ لکھتے ہین اکثر پریشانی مین خط

صفحۂ عالم پہ ہین جتنے سخندان اے ظفر
لکھتے ہین تیری غلامی کا سخندانی مین خط

ردیف الظاے معجمہ

[illegible]

[illegible]

دیگر

[illegible]

جام ہے تک نہیں پہونچا ابھی نوبت کہ ہو کی
رنج ہجراں کی ساقی کی ملاقات میں رفع

کیوں لگاتا نہیں تو کھینچ کے قاتل شمشیر
قصۂ یک عمر کا تا ہو ابھی اک بات میں رفع

واعظا فائدہ کیا مدرسے میں یک بیک سے
شبہ جو دل کا ہو ہوگا وہ خرابات میں رفع

وہ رہیں آکے اگر شب کو ہمارے گھر میں
اگلے پچھلے گلے سب دیکھیے ہوں رات میں رفع

مدد اے فخر جہاں تا ہوں ظفر کے دل کی
سب ملال آپ کے الطاف و عنایات میں رفع

ہے ابرو کی طمع ہے نہ گہر زور کی طمع
[illegible] زر کی طمع

مطلع ثانی

نہیں ہے ہمکو سوا وصل سیمبر کی طمع
[illegible] کی طمع

رواں ہو پرچہ اگر لیکے دل کا قاصد شوق
[illegible] کی حاجت نہ کبوتر کی طمع

طمع کا چھوڑنا آساں نہیں کہ زیر زمیں
[illegible] کے ساتھ ہی جائیگی [illegible] کی طمع

تصور لب و دنداں یار کی دولت
نہ ہمکو لعل کی خواہش ہے نہ گوہر کی طمع

مگس کی طرح سے پیچھے گا منہ کو اس طماع
نگر حلاوت دنیا سے نیشکر کی طمع

اوٹھا چکا ترا عاشق ہے دو جہاں سے ہاتھ
نہ اب اودھر کا ہے لالچ نہ ہو ادھر کی طمع

وہ تیر سے محو دہان تنگ کا پوچھے حال
جو رفتگان عدم سے رکھے خبر کی طمع

شکست دیکھیے کس طرح نفس سرکش کو
نہیں ہے اسکے سوا اور کچھ ظفر کی طمع

دیگر

[illegible]

مطلع ثانی

[illegible]

ہمکو نہین رہی ہوس گل ہوای باغ
گل رشک خون مین بختہ دامن بجای باغ

دل اسقدر ہے بند غم ہجر مین کہ ہے
زندان سے تنگ تر مری حق مین فضای باغ

دو پھول بھی مزار پہ اونکے نہین فلک
لیکر زمین جنہون نے ہزارون بنای باغ

تا باغ ہم نہ پہونچے قفس ہی مین مر گئے
کہکر کے ہای ہای چمن ہای ہای باغ

منظور سیر باغ اگر ہو تو اب مجھے
داغون سے اپنے سینہ کو عاشق دکھای باغ

بھر جام ساقیا کہین جلدی کہ پھر کہان
یہ گل ہے سبزہ اور یہ ٹھنڈی ہوای باغ

وہ رشک باغ پاس نہین اپنے اے ظفر
کیا گل خوش آے اور ہمین کیا خوش آئے باغ

تو نے جسے کہدیا ای بت پرفن دروغ
بات اگر سچ بھی تھی وہ ہو گئی بن دروغ

دل کو یہ ڈس لیتی ہے جانتا ہون خوب آپکے
مین نہین کہتا تری زلف کو ناگن دروغ

دوست جو سچے تھے ہین لیک بناور کرین
باتین بنا ہین ہزار آپکے دشمن دروغ

ہوگئے محبت مین تم ہم سے نہ سچے کبھی
دیتے ہے ہمکو جتا آپکی چتون دروغ

گل کو ہے نسبت کہان اس ترے رخسار سے
بولتے شاعر ہین اے غیرت گلشن دروغ

لکھے کو تقدیر کے جانتے ہین ہمتو سچ
یو کھی مین جو ہے ترے ہی وہ برہمن دروغ

درد دل اپنا نہ کہو تو ناصح بیدرد سے +
جانتا ہے اے ظفر اسکو یہ ہے کو دن دروغ

ہمسر شہ تیری ابرو پہ خم سے بن سکے — گرچہ بنائے تیغ گر اصفہان تیغ
یہ ماہ نو نہیں ترے دورے میں جبین — چمکا رہا ہے سر پہ مرے آسمان تیغ
تیری نگاہ ہے وہ غضب دیکھ کر جسے — خنجر تو الحفیظ کہے الامان تیغ

لکھ بحر و قافیہ کو بدل کر ظفر غزل
تیزی میں جس کے ہے قلم و زبان تیغ

اوگل کے گرتی ہے وہ کٹکر پڑ دیکھے صفا ہے تیغ — تیری نگاہ کو لی قہر خوش غلاف ہے تیغ
سوال بوسہ ابرو کیا ہے کب میں نے — جو مجھ پہ کھینچتا وہ ہے بے خلاف ہے تیغ
ہمیشہ سینہ بسینہ ہیں ہم بھی سینہ سپر — اگرچہ سیلی وہ سینہ سر تابناف ہے تیغ
الٰہی سر شہ و بالا دار سے کس پر — یہ آنکھ چشم نے کھینچی بے مصاف ہے تیغ
وہ جبین دیکھے ابرو پہ لا نہیں سکتے — زبان پہ جوہر خوبی کا اپنے لاف ہے تیغ
ہر ایک غنچۂ گل سے کہ لیے گلستان میں — یہ تیری موج تبسم جگر شگاف ہے تیغ

ظفر جو قدر سپاہی کی اس زمانہ میں کیا
ہر ایک باندھتا انداف و نور باف ہے تیغ

آج زینب نوحہ گر ہے واویلا و دریغ — بیٹھی سر ننگے سر ہے واویلا و دریغ
گھر جلا خیمہ جلا بیٹھے کہاں جا کر کدھر — اب نہ گھر ہے اور نہ در ہے واویلا و دریغ
نور چشم ساقی کوثر ہے پیاسا دشت میں — خشک لب ہے چشم تر ہے واویلا و دریغ

سر ہوتا ہے تیرے رخ سے غلط
تھا سر ابرو سے ہو ہلال دروغ

اے ستمگر خرام ناز سے تو
تا بکے دل کو پائمال دروغ

شیوۂ راستی ہے خوب ظفر
بات منہ سے نہ تو نکال دروغ

چاہئے گر شمع مجھکو نے سر مدفن چراغ
داغ دل روشن ہے زیر خاک بر روغن چراغ

جنبش دامن سے تیرے او نسیم صبحدم
گل نہیں ہوتا چمن میں گل کا یہ روشن چراغ

یوں لیں مژگان آ کے وہ سرخی چشم پر خمار
رکھدیا جیسے جلا کر ہو لیں چلمن چراغ

شب دکھا کر تو نے جو روشن نگر عارض گری
ساتھ اپنے رات کو رکھتے ہیں رہزن چراغ

دقت صحبت یار سے گھر میں اندھیرا چاہیئے
روشنی اس وقت ہے غماز اور دشمن چراغ

رات کو چوری سے جھانکا جو دزادہ شمع رو
تا سحر سے ننگیا دیوار کا روزن چراغ

شمع ساں جلتے ہیں سب جو سوز غم سے اے ظفر
ہے جلاتا گھر میں کبھی سکے وہ بت پر فن چراغ

ردیف الفا

ہم ہوئے جیسے کہ اس ماہ جبیں سے واقف
پھر جہاں میں نہوئے اور حسیں سے واقف

ہیں ایمان سمجھتے ہیں ہم اونکا دیدار
نہ تو ہیں کفر سے آگاہ نہ دیں سے واقف

وہ روزن دیوار سے کیونکر ہمین جھانکیں
سب تاک میں ہیں پس دیوار مخالف

کیا سحر ہے انکھوں میں تیری کہ تجھے دیکھکے
ہو جاتے ہیں سب تیرے طرفدار مخالف

کر صلح کہ ایک دل کی سب اٹھ جاے لڑائی
کا فرتہ مخالف ہو نہ دیندار مخالف

برگشتہ زمانہ ظفر ایسا ہوا ہے
جو یار موافق تھے وہ ہیں یار مخالف

مجھے جو تیری جدائی کا دکھ ہے غم تکلیف
خدا کسیکو نہ دے ایسی ای صنم تکلیف

لکھینگے ہم نہ تکلف سوا اور کچھ قاصد
کرینگے خط میں رقم دیتی ہے قلم تکلیف

مریض عشق کو آرام ایک دم میں ہو
کرے ذرا جو یہاں وہ مسیح دم تکلیف

یہ جان کنی ہے بڑا کام مشکل اے فرہاد
کہ آپ سے کوہکنی میں ہوئی ہے کم تکلیف

مسافران عدم کی خبر خدا جانے
کہ انکو چین ہے یا جانب عدم تکلیف

مزا ہے کچھ تو مصیبت میں عشق کے ناصح
اٹھاتے جان پہ جو اسقدر ہیں ہم تکلیف

قدم سمجھ کے رکھ اے دل رہ محبت میں
یہ راہ وہ ہے کہ ہر جسمیں ہر قدم تکلیف

جو دیکھیں تکیہ وہ دل میں صورت اس بت کی
کریں نہ شیخ ہی جاسو سوے حرم تکلیف

دیا ہے ایسے ستمگر کو دل ظفر ہمنے
کہ جس سے جان کو پہونچے ہے دمبدم تکلیف

ہوئی غیروں کو خطا کی ہے جو تعذیر معاف
اسکا باعث ہے بتا دو ن جو ہو تقصیر معاف

فدا کرتا ہے جان پروانہ لیکن
اگر ہوا ہر دو ریا یار تو بھی +
نگہ کرتی ہے تیری کام ظالم
محبت میں یہ بیہوشی بھی اپنی +
گل سے ہیں تیرے عارض ہو لالہ رو مطابق
تیغ قضا ہی مبرم اور تیری تیغ غمزہ
دل کے بھی ڈھنگ وہی مجھسے ہیں جو تیرے
کیا جوش گریہ مجھسے لایا ہر رنگ دیکھو
جو دل ہو میرا کہتا ہوتا ہے وہ ہمیشہ
تو بھی وہی کہے ہو جو کہ رہا ہو دشمن

نہ میری جان نثاری کے موافق
نہوا اس اشکباری کے موافق
جگر پہ تیر کاری کے موافق +
ظفر ہے ہوشیاری کے موافق

ولہ

سنبل ہے زلف تیری ہو مو بمو مطابق
ہو تیری زبان میں اسی جنگجو مطابق
ہے تیری اور اوسکی کیا خو سے خو مطابق
ہے میری چشم تر میں اشک اور لہو مطابق
حکم منجمین ہے ہوتا کبھو مطابق
اے دوست ہیں تیری ہو گفتگو مطابق

یوسف میں اور تمہیں فرق اے ظفر نہیں ہے
یہ نقل و اصل دونوں پائیگا تو مطابق

آئینہ ہے اگرچہ پر پرو صفا میں غرق
دولت سے آنسوؤں کی مری کیا عجب کہ ہو
نے شام کی خبر ہے اسوا اور نہ صبح کی
خط لکھتے لکھتے آیا جو رونا تو ہو گیا

پر آگے تیرے رخ کے ہے شرم و حیا میں غرق
کشتی گدا کی آب در بے بہا میں غرق
جو ہے خیال زلف و رخ دلربا میں غرق
کاغذ تمام خون دل مبتلا میں غرق

جو سر کا اپنے ...
اے ظفر ...
نقشہ ہے دونوں کی یکسان ...
سے تفاوت فتنہ محشر میں اور ...
سے قیامت میں ...
رات دن کا فرق ...
پر نہیں معلوم ہوتا دونوں میں تفاوت
دونوں میں ...
میرے ساور ... آئینہ سے ... فرق
کون سا عیسیٰ نفس یا ...

جسطرح رہتا ہے فکر سخن میں ڈوبا
یون ظفر ... تلازم ... میں غرق

غم ... میں کرتے ہو ملاقات میں ...	... دیکھا ... میں فرق
بھیجے کس ... ہیں لکھو ... خط آئے ...	خط میں ... فرق ... عبارات میں فرق
نہ رہے ... اس ... کی کیفیت سے	گوشہ مدرسہ و کنج خرابات میں فرق
... حسن ہے ... مہ لقا کی نسبت	فرق دونوں ... کو ... میں فرق
... کیوں ... گل ...	جو شش گریہ میں ... برسات میں فرق
...	... کرتے ... کی مدارات میں فرق

آج ... انقلاب ... ات
اے ظفر ... عادات میں فرق

جوانی ... کی ... کی تاب میں رونق	... نہیں ماہتاب میں رونق
... میں ...	... حیات کی عہد شباب میں رونق
... رونق ...	گئی زمانہ کی سب انقلاب میں رونق
... حسن اپنی ...	رہے نہ ماہ میں ہے آفتاب میں رونق
...	... حسن کی تیرے حجاب میں رونق
...	... بزم شراب میں رونق

[illegible]

بھلا اتنا تو رو تجکو اگر منظور ہے رونا
ہمیشہ حضرت ناصح یہین باتین بناتے ہین

بہا کر اشک لیجائین تجھے اے چشم تر و اشک
کبھی تشریف لیجاتے نہین ہے اے ظفر و اشک

وہم کی راہ نہین اے دل آگاہ ہے ٹھیک
حلقۂ زلف مین تیرے رخ پر نور کو ہم
اڑتا پھرتا ہے کو بہین ہے ہمراہ صبا
سرکشی کرتا ہے ہمسے فلک ناہنجار
دل گدا کا ہو جو دولت سے عنایت کے غنی
کیونکہ زیبا نہ تجھے جامۂ رعنائی ہو

راہ جو صدق و یقین کی ہے وہی راہ ہے ٹھیک
دیکھتے ہین تو نظر آتا ہے یہین ماہ ہے ٹھیک
تن کا ہیدہ مرا تیرے پر کاہ ہے ٹھیک
دیکھین تو کیسا نبال اسے اے آہ ہے ٹھیک
شاہ کیا بلکہ اسے کہنا شہنشاہ ہے ٹھیک
اے صنم تیری ہی قامت پہ یہ واللہ ہے ٹھیک

اے ظفر لوگ محبت کی ہوا باندھتے ہین
پر نظر آتا نہین کوئی ہوا خواہ ہے ٹھیک

میری اور مجنونکی کیا تصویر ہے دونونکی ایک
برق سے نالہ کی میرے کچھ شرارت کم نہین
مسجد و بتخانہ سنگ و خشت سے دونون بنے
قیس سے سنیے کہانی مجھسے میرے قیس کی
جو لکھا دشمن نے مجھکو وہی لکھا دوست نے
دونون وہ ناز و ادا دشمن ہین میری جانکے

وہی طوق ایک اور وہی زنجیر ہے دونونکی ایک
آتش افروزی مین تو تاثیر ہے دونونکی ایک
فرق کچھ انمین نہین تعمیر ہے دونونکی ایک
داستان ہے ایک اور تقریر ہے دونونکی ایک
قاصد دکیا ایک قلم تحریر ہے دونونکی ایک
قتل کرنے مین مرے تدبیر ہے دونونکی ایک

[illegible]

[illegible]

جو ہین زخم تیغ غم دل پر جگر پر بھی وہی	حال ہے اب عشق میں اپنا دل و جان دونکا ایک
کیون نہ مجنون اور ہم دونون چلین اک راہ پر	جبکہ مجنون اور ہم دونون تو راہ بر دونکا ایک
کیا ہوا صورت مین کوئی خوب ہے اور کوئی زشت	ایک صورت گر ہوا ہو جب تو نظر دونکا ایک

دل تو اوجھا زلف سے ہے زلف اوجھی دل کے ساتھ
ہے پریشانی سے عالم اے ظفر دونون کا ایک

وہ آکر پھر گئے جو میرے گھر تک	پھر آئین شام سے مضطر سحر تک

مطلع ثانی

سرشک آکے تو لب مژگان تر تک	گر جب جل ہی گیا دل سے جگر تک
نہین کعبہ کی جانے کی تمنا	خدا پہونچا دے ہمکو اوسکے در تک
ہمیشہ ہاتھ ملتا ہون کہ ہیہات	نہ پہونچا ہاتھ میرا اوس کمر تک
ترے تیغ ستم سے اے ستمگر	عزیز اپنا نہین عاشق کو سر تک
یہ بدبختی ہے مرے آہ و فغان کے	خبر دل کی مرے اوس بیخبر تک
ہزار افسوس ہے بلبل چمن مین	رہا تیرا نہین ہے ایک پر تک
مجھے آئے نہ سمجھانے کو ناصح	نگر جائے ذرا اوس شوخ گر تک

ظفر جس پر لگائی تاک تو نے
اوسی کو تک ادھر تک یا اودھر تک

[illegible]

59

جاکر عدم مین لکھتا نہین کوئی اپنا حال	ہے یان کی رسم و خط و کتابت یہین تلک
پہونچا کے گور تک تجھے پھر جائینگے رفیق	اے بیخبر ہے انکی رفاقت یہین تلک
لیکر گیا نہ یہان سے کوئی ملک اور مال	رہتی ہے یان کی دولت و حشمت یہین تلک
تو جا کے یان سے پھر نہین رہنے کا حکمران	ہے تیری چند روز حکومت یہین تلک
جانے گا تیرا نام بھی کوئی نہ زیر خاک	ہے تیرے واسطے تری شہرت یہین تلک

تو اونکی دوستی پہ نکر ناز اے ظفر
ہے یان کے دوستدار محبت یہین تلک

اشک آنکھو نمین ہوے ہیہات خشک	گذری ایکی بار تو برسات خشک
گر نہ پہونچے میرے گریہ کی مدد	روز دریا ہووے دو دو ہات خشک
ہے تری کاستہ زلف پر عرق	مانگ ہے اے دل رہ ظلمات خشک
میرا دامن جون گل شبنم زدہ	کب ہوا اشکون سے ساری رات خشک
تر زبانی کچھ نہ کام آئی وہان	ہو گیا منہ سنتے ہی اک بات خشک
ہاتھ اوٹھاتا محتسب مستو نپہ ہے	ہووین یا رب اسکے دونون ہات خشک

اے ظفر اورون کو بھیجا اوسنے عطر
ہمکو بھیجین ڈلیان فقط سوغات خشک

ہو کے نثار تجھپہ یون دیتے ہین دم ہمین تلک	تیز ہے تیری پر جفا تیغ ستم ہمین تلک

مطلع ثانی

ہم گئے سیدھے سوے منزل عشق	راہ دیکھی نہ انہین موڑ کی ایک
تیرے مغموم کو ہنسی کی بات	توشش نہ آئی کسی ہنسوڑ کی ایک
غم زیادہ جھنجھوڑنے اور مجھے	گر شکایت کرون جھنجھوڑ کی ایک
دست نہ لگ گئی ہے منہ ورنہ	ہے یہ مزدار سو بندوڑ کی ایک
صورتین ہین فریب کی لاکھون	پر نہین پاتے اوسکے جوڑ کی ایک
روؤن اتنا کہ ڈوب جاے جہان	اتبو یہ بات ہے نچوڑ کی ایک

دل ہزارون کے ٹوٹ جائین ظفر
بات کہدین وہ ایسی توڑ کی ایک

جب تلک دم کی آو جاو ہے ٹھیک	ہمدمو بات جو بناو ہے ٹھیک
روزن دل سے دیکھتا ہون اسے	یان سے اوس یار کا دکھاو ہے ٹھیک
دست و پا باندھے ہے حنا اوسکے	ہاتھا پائی کا آج داو ہے ٹھیک
حضرت دل تمھین بنا سکتا	کون اوسکے سوا بناو ہے ٹھیک
انپی . . . جامہ زیب تو پوشاک	جو بنائے ترا بناو ہے ٹھیک
میرا قصہ نہین غلط سارا	کچھ نہ کچھ وہ تو آدھا پاو ہے ٹھیک

ماہ سے اے ظفر شباہت مین
تیغ ابرو کا اوسکے گھاو ہے ٹھیک

جلد سوم دیوان ظفر

۶۰

ردیف الکاف فارسی

کیون جام مے کے پینے مین کرتا ہے تو درنگ	ساقی ہے دیکھ عرصۂ بزم حیات تنگ
قید حیات ہی مین نہین تنگ تنہا دل	ہووینگی اونکی گور بھی بعد از ممات تنگ
ٹہنیان غنچۂ تصویر باغ مین	ایسا ہو تنگ منہ تیرے لب کی بات تنگ
ہوتی ہے حال کی جو شرح حال	کوتہ زبان خامہ وہان دوات تنگ
دنیا ہے بہ صفات لوالک گلشن وسیع	زندان سے ہے زیادہ پر اخوش صفات تنگ
ہر ایک تمہارے ہاتھ سے	لیکر بغل مین اپنے تجھے ایک رات تنگ

جو شافع امم ہے وہ ہے اپنا پیشوا
اپنے لیے ظفر نہین راہ نجات تنگ

تجھ بن ہے میرا حال یہ وعدہ خلاف تنگ	لکھون جو خط تو ہووے قلم کا شگاف تنگ
وحشت کے جوش مین ہے ترے وحشی کے واسطے	ہر عرصہ گاہ قاف سے تا بقاف تنگ
کھینچے نہ گھونگھٹ کبھو اپنے وہ شہسوار	کشتون کے خون سے ہے تا ہنوز زیر ناف تنگ
زاہد نکل کے سیر خرابات کر ذرا	حجرے مین کیون پڑا ہے ہوا اعتکاف تنگ
یارب پھر آئے وہ سیم بر کہ مین اسے	کھینچون بغل مین رات کو زیر لحاف تنگ
اے دوست تیرے بزم مین جی اپنا کیا کھلے	دل تنگ ہے دشمنون کی ہو لاف و گزاف تنگ

آئے جو ذکر اس دہن تنگ کا ظفر
غنچہ کا قافیہ وہین ہو جائے صاف تنگ

۶۱

ادل جلون کی آہ جا کر عالم بالا مین آگ
ہم وہ ہمدم ہون کی محبت مین جلاؤن کیون نہ دل [illegible]
[illegible]

آج ہو گیا کہ ساتھ یار جو میناءِ میں سحر سے جو | شیشۂ ... جو ... الٹ الٹ

... کہ ہو سکے نالۂ ... | ... الٹ الٹ

چشم سے ... جلوہ نما ... | ... الٹ الٹ

... طلسم کیا ... | ... الٹ الٹ

دست جنون ... پہنچا میں ... | ... الٹ الٹ

گل جو چمن میں ہیں ہزار ... ظفر ... سب ...
سب کا ہو رنگ ... سب ... الٹ الٹ

سوز الفت سے ہو وہ تیرا دل مضطر میں آگ | بھڑکے آگ ... جیسے پتھر میں آگ

میری آہ آتشیں سے کیا عجب جا شفق | پھیلا ہے دامن چرخ ستم پرور میں آگ

کیا ہجوم داغ سوزاں سے بھرا ہے عشق سے | سینے کے مشتعل ہوا ور دل کے ... میں آگ

اوسکے کوچے میں بارش نے آتشبازی میں | ... کسی کے گھر میں آگ

شعلے تیرے دل جلاوں کے اپنے آنسو گرم | تا لگی گرمی سے جل ایک چشم تر میں آگ

شعلے جو ابرو گرداب مت سمجھو انھیں | ہے لگی ہمیں جگر میں پانی ہو کہیں جگر میں آگ

سردی و گرمی سے اوس کا اے ظفر ڈرتا ہے جی
ہوتے ہیں دم بھر میں ٹھنڈے اور وہ دم بھر میں آگ

ردیف اللام

قہقہے سنتے ہیں ... ادائی کے لوگ | تو نے ہنسوائے صنم ساری خدائی کے لوگ

[illegible]

پیہ پینے دل جاں ہیں یا خون غم والم جو پیتے ہو پیالہ	نہ مجھکو ہمیں ہی را ہو دو نہ مجھکو ہمیں رہا تامل
غم و الم سے نجات پاؤں کہیں نہایت مجھے یقین ہوں	بڑا ہو احسان ہے جو اگر اب کرو تو اب ہو قضا تامل
دل اپنا سینے میں ہے ہو مضطر ہم اتو تسکین ہے ترے بن	نظر ہے شیشہ وہ تو انداز غل ترمن ہے ہیچ بیہودہ ترا امل

ظفر درنگ و شتاب ہیں ہیں نکلتے انسان کے کام لیکن
کرے وہ جلدی کی جائے جلدی کرے تامل کی جا تامل

نہ ہے رو کے نکو او آسیہ خط کی نمود اوّل	کر جو دیکھے ہے اس جلوہ کو پڑھتا ہے درود اوّل
جو ہمیں آشنا ڈوبے ہیں اس نے یا جرا دیسے	دلا تو دیکھ اس جا ہو زنجداں میں کود اوّل
شملگ جائیگا جب تو دل تو کوئی شعلہ نکلیگا	ابھی تو ساتھ آہوں کے مرے اٹھتا ہے دود اوّل
کروں کیا دل کا سودا زلف سے بازار الفت میں	نہ ہو کچھ ہمیں سود آخر نہ ہو کچھ ہمیں سود اوّل
یہ ہوئی ہر نقطہ تیری خیال خط مشکین کی	و گرنہ زخم دل میرا الماس تھا مشک سا داو
نصیحت فیسمن دحی نے دی انسان کو عزت	نہ تھا اس خاک کی پتلے کا تو کچھ بھی وجود اوّل
دل سوزاں ہے میرے یہ اڑائی طرز جلنے کی	وگرنہ کاہیکو جلتا تھا یوں آتش پہ عود اوّل
مرے سب ہو گئے بدخواہ تیری خیر خواہی میں	نہ تھا کوئی عدو اوّل نہ تھا کوئی حسود اوّل

اگر پاس اس بت بے مہر کے ہے قصد جانے کا
ظفر دم کر تو پڑھ کر یا عزیز و یا ودود اوّل

تیر مژگان پہ روا تیر بلا کی تمثیل	تیغ ابرو پہ سجا تیغ قضا کی تمثیل

۶۳

[illegible]

[illegible]

ستم دیکھو کہ جب وہ بیٹھتے ہین سامنے میرے	تو کر لیتے ہین دشمن کو مقرر بیچ مین حائل
جدھر دیکھے حباب بار ہی نگہ نظر آئے	نہ ہو دے پردۂ غفلت تو اگر بیچ مین حائل
وہ گریہ کر مرجائے ترا عاشق کہ اسکو کب	نظر آتا ہو اک دریا سراسر بیچ مین حائل

ظفر ہے شوق وصل شمع مین پروانہ تو مضطر
مگر ہو جائے ہے فانوس اکثر بیچ مین حائل

ردیف المیم

در شبان خود نماز از خدا را دیدہ ام	آنکہ از چشم تو پنہان آشکارا دیدہ ام
تا نظر افگندہ ام بر قامت رعنائے تو	جملہ از سر تا قدم ناز و ادا را دیدہ ام
کردہ ام رنگین بحسرت پنجۂ مژگان بخون	تا بدستت سرخی رنگ حنا را دیدہ ام
سالہا گردیدہ ام من در تلاش کیمیا	دیدہ ام اکسیر آن خاک پا را دیدہ ام
تا صحا طرز نگاہش را نمیدانی کہ چیست	پیش ازین من ماجرا اسکی بلا را دیدہ ام
کردہ ام من عمر خود در تیرہ روزی با بسر	گر شبے در خواب آن زلف دوتا را دیدہ ام

چون تو در عالم ندیدم سرکشی صوفی وشے
اے ظفر بسیار رند و پارسا را دیدہ ام

از خرد نے ہوش نے تدبیر پریشاں کرین ہم	دوستو اپنی فقط تقدیر پریشاں کرین ہم
ہاتھ سے قاتل کے کچھ شکوہ نہین ہے کبھی	رکھ کے آپ اپنا گلا شمشیر پریشاں کرین ہم

دیگر

او تک بیوفائے اسکو بھی آدھا تو دینگے ہم
دل کو مرا وفا کا بچھا دے تو دینگے ہم
دل کیا ہے بلکہ جان سے ایمان دین تلک
مانگو گے جو تو بھی تو آدھا تو دینگے ہم
بیتاب دل رہیگا اگر ہو ہین زیر خاک
بیمار کی زمین کو ہلا دے تو دینگے ہم

[illegible]

دیگر

[illegible]

[illegible]

یا رو نہ وہ کو عشق میں دشت سے تم آئیں	اس سے بجا ہے دل کی کچھ اپنے جلے ہیں ہم
ہیں گرچہ مثل شمع سراپا زبان تو کیا	کہہ سکتے پر زبان سے نہیں آگ سے ہیں ہم

دیوانگی اور شور ہے مجنون سے اسے ظفر
کہتا ہے جیسا ملک میں دیوانہ پن ہیں ہم

کیا ہیں [illegible] شمع [illegible] ہم	جیسے کل کبھی [illegible] ہیں ہم
[illegible]	زلف تیری [illegible] ہیں آگ کے بل سے ہم
[illegible] سے پھیرے	روز نے شوق میں [illegible] ہم
تیری چشم مست ساقی [illegible] کرتے ہیں جام ہم	رکھتے ہیں [illegible] دل سے ہم
[illegible] گردن میں [illegible] اپنا ہی	سیکھیں ہیں ناز [illegible] تیری [illegible] سے ہم
شمع [illegible] تیری ایک [illegible]	باندھیں [illegible] دل سے ہم
ہوا [illegible] جہان میں [illegible]	پا گئے [illegible] چشم شوخ کے کاجل سے ہم
[illegible] عریان [illegible] خاک [illegible] پاس	[illegible] غرض [illegible] ہم
گر زمیں [illegible] تو آسمان [illegible] برق	ڈرتے ہیں [illegible] شوخ آنکھ تیری [illegible] ہم
جیسے بیان [illegible] گیا	[illegible] دیکھیے دنیا کی [illegible] دل سے ہم

لاکھ ہماری نکلے بیٹھیں پر [illegible] ہیں ہیو قا ر
سے ترازو پا گئے اونکو ظفر اُس کل سے ہم

[illegible]

[illegible]

صورت تصویر حیران ہو گئے	دیکھ کر اوس یار کی تصویر ہم
ذبح کر تو ہم کو بسم اللہ کر آپ	پڑھتے ہین اپنے لیے تکبیر ہم
موم ہوا اوس سنگدل کا کیونکر دل	آہ ہین رکھتے نہین تاثیر ہم

بعد مجنون عشقبازون مین ظفر
رکھتے ہین تھوڑی سی کچھ توقیر ہم

اے بت طناز قربانت شوم	اے سراپا ناز قربانت شوم
حلقۂ زلف و کمند جان و دل	اے کمند انداز قربانت شوم
چون مسیحا در لب جان بخش تو	صد ہزار اعجاز قربانت شوم
مرغ جانم در ہوای کوی تو	میکند پرواز قربانت شوم
تا بہ قربانگاہ من یکرہ زناز	باز آ تا باز قربانت شوم
تو بہر انداز بنما جلوہ	من بہر انداز قربانت شوم

ہر دم آن ابرو کمان را از ظفر
میرسد آواز قربانت شوم

ردیف نون

چلنا مریض غم کو ترے اٹھ نو قدم	معلوم ہووے ضعف سے زنجیر سی قدم
حد ادب پہ رہتے ہین آداب عشق	آگے نہین بڑھاتے کبھی ہم جو قدم
دیکھے جو تیرے ناخن پا کو ذکی عجب	چومے فلک سے جھک کے ترے ماہ نو قدم

مطلع ثانی

جاں کی قوم سے ہر دو نزدیک آنکے سب دشمن | گر وہ تو دوست انہی دوستاں مجلسی ہیں
عجب کیا خاک سے انکی اگر رُسیدہ ہو نرگس | کہ ہم اِک شوخ کشتہ تیری چشم نرگسی کے ہیں

ظفر روے مصفا اُسکا ہی پیشِ نظر جنکے
نہیں وہ مائلِ نظارہ ہوتے آرسی کے ہیں

دل جگر جو پاس تیرے منچلے دونو ہی ہیں | رکھدیے اُسنے بھی خنجر کے تلے دونو ہی ہیں
گو جلا پروانہ جلد اور شمع نے کچھ دیر کی | لیکن آتش سے محبت کے جلے دونو ہی ہیں
نہ کوئی وہان یار رہتا ہی نہ کوئی آشنا | کرتے اُسکے لا نہیں آرسکے بلے دونو ہی ہیں
جب کیے ہین دیدہ و دل میں نے اُسکے فرشِ راہ | آوس ستمگر نے بھی تاد و نسے ملے دونو ہی ہیں
خوشنما عارض تیرے خط بھی ہے اور زلف بھی | لگتے نظر و نہیں مرے کا فر بھلے دونو ہی ہیں
کیون نہ سمجھون ہمدم اپنا تیغ و خنجر کو ترے | آ کے عالم میرے لگ جاتے گلے دونو ہی ہیں

اے ظفر اُنسے بچاؤن کسطرح مین عقل و ہوش
جب کبھی آئے ہین وہ لیکر ملے دونو ہی ہین

کٹ بپا مین سُنے منصدی ہان جب غیر ملتے ہین | لگی ہی آگ یان تلو و نسے ہم غیرت سے جلتے ہین
ارادہ ہی ترا اگر کوچہ جانان کے جانے کا | ٹھہر تو اے دلِ بیتاب جلدی ہم بھی چلتے ہین
لگا دیتا ہی تیرا غمزہ قاتل اک ہاتھ ایسا | کہ بسمل تیرے خوش ہو ہو کر دو دو ہاتھ اُچھلتے ہین
لبِ لعلین نے اُسکے گر نہین دل خون کیا میرا | تو میری چشم تر سے لال آنسو کیون نکلتے ہین

مطلع ثانی

غم نہیں ہم کو اگر ٹھہرے فلک جب کا ہیں
[illegible]
[illegible]
[illegible]
گردش چشم کا ساقی کے اشارہ ہے یہی
خاک ہو کر تو ذرا بیٹھیے [illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

آسیائی یہ ہوا پھرنے سے معلوم کرتے ہیں
گردش دہر سے [illegible] خطر [illegible]

کہو اس [illegible] کو ہم [illegible] ہیں کیا [illegible]
دو جہاں [illegible]
[illegible]
فرشتہ پر [illegible] آدمی ہیں تو انسان [illegible]
نہ قاصد نے کبوتر کہے یاران عدم رفتہ
جو گشتہ چشم کا اس کے ہو وہ عیسیٰ [illegible]
کرے جو شیطنت و سرکشی اور فتنہ پردازی
جگر [illegible] دل میں سوختہ [illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۶۸

سُنا ہو نوح کے طوفان کو یارو نے کانوں سے
مگر آنکھوں سے اپنے ہمنے وہ دیکھا ہو رونیین

لگے آگ ایسے رونیکو کہ مثل شمع گھل گھل کر
بہا جاتا ترا دلسوز سر تا پا ہو رونیین

ظفر ہم اپنا رونا رونیین جا کر سامنے کسکے
رہا کون اپنے آنسو پونچھنے والا ہے رونیین

صنما ہم کہین تو کیا کہوین
بخدا ہم کہین تو کیا کہوین

مدعی کہنے ہی نہین دیتے
مدعا ہم کہین تو کیا کہوین

حال غم تجھسے کہ چکے یکبار
بار ہا ہم کہین تو کیا کہوین

اپنے رونیکا تیرے ہنسنے کا
ماجرا ہم کہین تو کیا کہوین

نہین فرصت جو کہیے حسرت دل
حسرتا ہم کہین تو کیا کہوین

کہتے ہین سب وفا نہین تجھمین
بیوفا ہم کہین تو کیا کہوین

خاک در کو ترے کہین اکسیر
توتیا ہم کہین تو کیا کہوین

تو تو منہ سے کہے ہے ہمکو برا
پھر بھلا ہم کہین تو کیا کہوین

تجھسے کہوین جو ہو مزے کی بات
بیمزہ ہم کہین تو کیا کہوین

تجھسے وان کچھ کہا نہین جاتا
قاصدا ہم کہین تو کیا کہوین

بن کہے ہی وہ اے ظفر ہمسے
ہے خفا ہم کہین تو کیا کہوین

ایضاً

دیکھیے

[illegible]

[illegible]	[illegible] آنسو ہین
[illegible]	[illegible] پاتے ہین
[illegible]	[illegible]
[illegible] چاہتے ہین [illegible]	[illegible]
ہزار برسات [illegible]	[illegible]
اگر [illegible]	[illegible]

اگر کھلکھلاتے [illegible]

[illegible]

[illegible] زبان [illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible] کر اتنے نہین ہوکے فریادی	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible] زبان [illegible]	[illegible]

زبان پر آیا نہین [illegible] ایک حرف [illegible]

کہ جیسے [illegible] بیان [illegible] ہین

آہ زاری روز و روا [illegible]

تو سنا فرشتے یہان [illegible]

دیکھو [illegible] اسقدر غفلت [illegible]

جیسے ہین [illegible]

ہمنشین ظاہر دوست نامہ بر ہین [illegible]

سیکڑون جہان چلے آتے ہین [illegible]

اور اپنے صورت آئینہ [illegible]

سے چمک کی کیا دکھائی [illegible]

پھر جو مثل برق دیکھو [illegible]

جلد سوم دیوان [illegible]

[illegible]

اپنے غرفہ سے جو تم آپ ذرا جھانکتے ہیں
پھر تو [illegible] کیا یاد [illegible] جھانکتے ہیں

شب کو گلزار پہ اک اوس سی پڑ جاتی ہے
غنچے گل شبنم کے [illegible] جھانکتے ہیں

بیٹھ جو بازار محبت میں مر اگر ہے دل
پوچھتے [illegible] کیا [illegible] ہیں

کوئی گل اور کھلا چاہتا ہے رشک چمن
آپ اک گل پہ نئے رنگ سے [illegible] ہیں

کچھ تو آتا ہے نظر انھیں شب نوردی میں ذرا
خاک صحرا کی جو دیوانے ترے چھانتے ہیں

بل بے نفرت کہ ہمیں دیکھ کے خوبان فرنگ
جلد جلد اور بھی بگھی کو سوا ہانکتے ہیں

دی ظفر جنکو خدا نے صفت ستاری
کھولتے عیب کسی کے وہ نہیں ڈھانکتے ہیں

یوں شعلہ سوز غم سے اٹھا دل کو داغ میں
جیسے [illegible] چراغ میں

رخ پر ترے پسینے کے قطروں سے ہے بہار
کیا پھول چاندنی کے [illegible] میں

ناصح نصیحتیں تری ہم سن چکے بہت
خاموش ہو کہ اب نہیں طاقت دماغ میں

اے مست ناز بیٹھے ہیں تجھ بن بجائے خم
ہم بھر کے اشک دیدۂ تر کے ایاغ میں

ڈھونڈے ہزار کوئی نہ انکا ملے پتا
جو گم ہوئے [illegible] میں

یہ لاغری سے حال ہے دیوانہ کا ترے
اُڑتا ہوا [illegible] میں

دنیا سے جسنے کھینچ لیا ہاتھ اے ظفر
پھیلائے پاؤں کیوں نہ وہ کنج فراغ میں

[illegible]

تمہاری زلف مشکیں کی طرف جو میل کرتے ہیں
[illegible]

جو کہتے ہو وہ ہمسے سب آن سے کہتے ہین
عاجز ہین ہم جسکو ہم اذن سمجھتے ہو
نادان ہین جو ہم آگے نادان کہتے ہین
ہم ابر رحمت کو کیا جانے تو اسے نام
یہ نقشہ دوران کی طوفان سے کہتے ہین
بار رون ہمکو دیکھین عالم آسا دنیا
وہ خدا کو تسا معنی قرآن سے کہتے ہین
جو دو وسے کی کی تکرتے ہین آسا قرآن
جو کہتے ہین سا ہو بے ایمان کی کہتے ہین
[illegible]

بیہد اپنا ظلم ہمسے کہدیتے نہین دانا
کہتے ہین تو انسان کو پہچان کے کہتے ہین

دیگر

غیر اونسے سو طرح کی گفتگو رکھتے تو ہین
ہم ابتک وہ ہمسے ایکسو رکھتے تو ہین
تجھے کو ... نہین ... تیغ زبان
واسطے دشمن ... ستم و ظلم تو ہین

برابر ڈھاکر دیتے ہین سب دیوار و در گھر کے
روان جب چشم سے ہم آنسو ونکی سبیل کرتے ہینا

ترا عاشق ہو یا وامق ہو یا فرہاد یا مجنون
محبت مین سب انکو شامل [illegible] کرتے ہینا

گزارہ کرتے ہین زیر فلک ہو بے سر و سامان
[illegible]

وہ جب آراستہ کرتے ہین بلیٹن تیغ مژگانکی
تو نازو غمزہ کو کپتان [illegible] کرتے ہینا

انھین منظور سب سے پہلے ہے سر کاٹنا میرا
[illegible]

نہ جسکو عقل ہو اور ہو کتابون سے لدا بیچ
ظفر اوس آدمی کو ہم تمسو ریل کرتے ہین

جو کام ہو گریہ سے مرے ایک گھڑی مین
وہ [illegible] دن کی پھیری مین

یہ انجمن گردون کو منتا ہے کہ ہم بھی
[illegible]

ہے آب بقا پردہ ظلمات مین پنہان
دیکھا اوس [illegible] گھڑی مین

جو پارہ دل ہین غزہ تر بہ تہون سے
[illegible]

انسان کو مناسب ہے کرے بات بڑی کیا
[illegible] گھڑی مین

درات کی گھڑیونکی گھڑی دیکھ نہ غافل
[illegible] دل کی گھڑی مین

وہ جیسے ہین دل جانتا ہے خوب ہمارا
ہم اسے ظفر [illegible] اُنکی [illegible] مین

دشمن جو حسینونکو ہم جانکے کہتے ہین
[illegible]

[illegible]

جو تیری چاہ میں ڈوبا وہ کب اُبھرتا ہے — ہزار اوسکو اگر آشنا اُبھارتے ہیں
قمار عشق میں ہی سب بازی اوٹھکے ہاتھ — وہ جان ہار کہ جان اپنی آپ ہارتے ہیں
کب ایک جام سے ہوتے ہیں سیر یا پیاسے — وہ بادہ کش کہ جو پیالے غم کو ڈکارتے ہیں

ظفر جو کھینچتے ہیں ہاتھ اپنا دنیا میں
ہمیشہ پاؤں وہ آرام سے پسارتے ہیں

ترا سا غمزہ و ناز اے صنم کسو میں نہیں — جو تجھ میں ہے وہ خدا کی قسم کسو میں نہیں
بغیر رنج کے کوئی نہیں ہے کار جہان — مگر جو عشق میں ہے رنج و غم کسو میں نہیں
گہر سے اشک کے کیا موتیوں کو دوں نسبت — جو ہیں آب ہے اے چشم نم کسو میں نہیں
اگرچہ ہیں چمن دہر میں ہزاروں گل — ولیک بوئے وفا پائے ہم کسو میں نہیں
نہ صبح میں ہیں نہ زنجیر میں نہ سنبل میں — جو اسکی زلف میں ہیں پیچ و خم کسو میں نہیں
سب اسکو دیکھکے حیران ہیں جو ہے تصویر — ہوا یہ حال ہے گویا کہ دم کسو میں نہیں

خطا و سنے بھیجے کئی لکھکے اسے ظفر ہمکو
پر ایک حرف محبت رقم کسو میں نہیں

خواہ میں ہوں راہ پر او خواہ میں گمراہ ہوں — لیکن اس بت کا فدائے صورت دلخواہ ہوں
گو خمیدہ پشت ہوں میں ضعف سے مثل کمان — پر لگاتا سینۂ گردوں پہ تیر آہ ہوں
خاک میں مجھکو ملا لیکن گذر اس راہ سے — مثل چشم نقش تکتا پر تری میں راہ ہوں

دن کی میری بیقراری مجھسے کچھ پوچھو نہین
شب کی میری آہ و زاری مجھسے کچھ پوچھو نہین
بار غم سے مجھپہ وہ گذرین ایک ایک گھڑی
کیا کہون ہے کیسی بھاری مجھسے کچھ پوچھو نہین

دیگر

خاکپا تجھ حیان کا وہ ظفر ہون کہ ہو اور
پکڑین قدمون کو تو مین اونکے چرن کو پکڑون

عجب اعجاز ہے بلبل ہوا مین
چراغ گل نہ دیکھا گل ہوا مین

مطلع ثانی

جو مشک افشان ہو وہ کاکل ہوا مین
نہ آئے نکہت سنبل ہوا مین

اڑے گر خاک دیوانہ کی تیرے
اٹھے زنجیر کا سا غلغل ہوا مین

ہوا مین آگے کسنے زہر اوگلا
کہ سمیت ہوئی بالکل ہوا مین

ترے کوچہ تلک پہونچی ہے آخر
ہماری خاک جل جل کر ہوا مین

دل سرد آہ سے اسطرح پگھلا
کہ جیسے برف جائے گھل ہوا مین

ہوا ہے مے سے برہم کیونکہ ساقی
پئین خوش ہو کے جام مل ہوا مین

رولائے ہے برنگ شیشہ ہمکو
نہ تجھین خندہ قلقل ہوا مین

ظفر ہے گلشن عالم معطر
گئے ہین بال سکے کھل ہوا مین

مین نہین اس میکدہ مین آج کل سرمست ہون
محو سب عشق ہون و ز ازل سرمست ہون

کہتی ہے مجھسے حذر کر اسکی چشم خانہ جنگ
دیکھ اب مین نشہ جنگ و جدل سے مست ہون

دین اگر آب بقا بھی مجکو جانون آب تیغ
اسقدر جام تمنای اجل سے مست ہون

دیگر

جبکہ ہم جائینگے وہان کیا ہمسے پوچھا جائیگا | غم اگر ہے تو یہی ہے اور تو غم کچھ نہین
بھیجے نیاز مندی کے واسطے تیرے لیے | اپنے آشفتہ سے ہونا آشنا برہم کچھ نہین
صاف کہا جائیگا چشمون میں میرا از دل | دیکھ اتنا پھوٹ بہنا چشم تر نم کچھ نہین
شوخ جو دیکھا تو شمشیر صفاہانی نہین | رو برو اس ابروئے خمدار کے خم کچھ نہین
مشک و الماس و نمک بھر دے ملا کر چارہ گر | واسطے زخم جگر کے میرے مرہم کچھ نہین

خوب ہو وہ اک جہان جسکو کہے خوب اے ظفر
کچھ نہین وہ جسکو کہدے ایک عالم کچھ نہین

ہر رات سبھی اپنے آرام کو سوتے ہین | ہم جاگتے ہین تم بن کو شام کو سوتے ہین
کیا عشق کے صحرا مین بے خوف و خطر عاشق | ظلم کرکے رہ کفر و اسلام کو سوتے ہین
ہر شب ہمین فرقت مین رونے ہی گذرتی ہے | نے صبح کو سوتے ہین نے شام کو سوتے ہین
کرلین تر انظارہ گر خواب مین تو آئے | ہم شب کو جو سوتے ہین اس کام کو سوتے ہین
ہم بستر راحت پر یار و وہ نہ اترا سے | اوسے نہ کہو میرے پیغام کو سوتے ہین
مہکے پڑے اٹھتے ہین خوشبو مین سحر جس شب | ہم لیکے بغل مین اس گلفام کو سوتے ہین

بیہوش او ان آنکھون کے ہم یون ہین تصور مین
گویا کہ ظفر پیکر و جام کو سوتے ہین

خدا کا گھر ہوا سو زاہد تو بتون کے آستانون مین | جگہ سجدہ کی ہر آگے کعبہ پاکے نشانون مین

مطلع ثانی

۷۵

دیگر

میں دل کو جانتا تھا ہمراز دست عشق میں	دیکھا تو ایسا دشمن جان کوئی بھی نہیں
شکوہ ترے ستم کا تو دل سے لب تک بھی	آتا ہے تا زبان کوئی بھی نہیں

کون کسکو اپنے ساتھ رفاقت میں اے ظفر
صبر و شکیب و تاب و توان کوئی بھی نہیں

لب وہ ہیں کہ جنکے بوسے ہوں اگر دو تین	ہلا دے گالیاں منہ سے ہمیں پر دو تین
جواب خط کا نہیں ہے نہ سہی ایک بھی لاتا	روانہ کرتے ہیں ہم روز نامہ بر دو تین
نہ ہو تسلی دل میرے اک جراحت سے	نہ جب تلک کہ ہوں زخم اور کارگر دو تین
زیادہ مجھ سے نہیں قیس و وامق و فرہاد	اگرچہ عشق میں ہیں یہ بھی نامور دو تین
نئے نئے آتے ہیں وہ تین بار ہفتے روز	جہان میں تجھسے جو ہوں وہ فتنہ گر دو تین
وہ جنکے نام مرا لکھ لیے غیر ہر جگہ	کہ وہ ان کے اور اسی نام کے شہر دو تین
چلے جہان سے ساتھ رنج و درد و الم	ہیں ایک سفر میں بھی میرے ہمسفر دو تین
جگر سے میرے اگر ایک خار غم نکلا	چبھو دیئے ہیں حسرت نے نیشتر دو تین

وہ کہتے تھے کہ ہم اک دو گھڑی میں آتے ہیں
نہ آئے اے ظفر اور دن گئے گذر دو تین +

ملا ہمیں اپنی قسمت کیا نکوکار کی قسمت میں	خدا جانے کہ ہر کیا ہم گنہگار کی قسمت میں
نہ پایا بوسہ اس لب کا مریضان محبت نے	نہ تھا یہ شربت عناب بیمار کی قسمت میں

دیگر

اللہ ری شرم آئے جو ٹک جیب کو خواب مین	پنہان رکھا حجاب سے منہ کو نقاب مین
خوشبو ہے جو پسینہ مین اے گلبدن ترے	نے وہ گلاب مین ہے نہ عطر گلاب مین
دل میرا ایک کیا کہ ہزارون ہی اپنے دل	باندھے کمند کا کل پُر پیچ و تاب مین
میرے دل شکستہ مین آکر رہے وہ کیا	رہتا ہے کون ایسے مکان خراب مین
یون آنسوؤن کے ساتھ پیا ہے خون دل	جیسے ملا کے پیتے ہین پانی شراب مین
منت کش اجل نہوے ہم کہ ہو گیا	کام اپنا تیری ایک نگاہ عتاب مین

اوس بیوفا کو دو نہ دل اپنا تم اے ظفر
ڈالو نہ اپنی جان کو دیکھو عذاب مین

ہم کہین اے نگار رہتے ہین	لیک تجھپر نثار رہتے ہین
ہم نہ شعلہ ہین نے شرر ہین نہ برق	پر سدا بیقرار رہتے ہین
نہین اوس گل کو کچھ اثر ہوتا	نالہ کش ہم ہزار رہتے ہین
صورت نقش پا گلی مین ترے	ہم بھی اک خاکسار رہتے ہین
شمع سان سوز دل نہین بجھتا	گرچہ ہم اشکبار رہتے ہین
اپنے دامن مین دولت اشکون کے	گوہر آبدار رہتے ہین
ایک رنجش ہمین سے ہے ورنہ	آپکے سب سے پیار رہتے ہین
چشم مست آسکی لے ہی جاے ہے ہوش	گرچہ ہم ہوشیار رہتے ہین

لشکر شام کو ایک ایک لاور ہے بہت | اگرچہ ظاہر مین یہ ہفتاد و دو تھوڑے ہین

اے ظفر شہ کی سلامی کو برائے گلگشت
گر ملین خلد مین کتنے ہی چمن تھوڑے ہین

غیر نے کہ تیرے رات سحر کی گھر سین | نہ کھلی بات کسی پر رہی گھر کی گھر مین
رات بھر ہم رہے تیرے لیئے بیدار پڑے | کسی جاسوس نے بھی یہ نہ خبر کی گھر مین
دل جلون کو نہین درکار چراغ خانہ | روشنی تھوڑی سی ہو کیا داغ جگر کی گھر مین
اشک گلگون بہے نظر آئے ادھر کیا کیا گل | چشم پر خون سے جب ہم نے نظر کی گھر مین
شمع کی طرح سے یاد قد رعنا مین ترے | ہم نے سولی پہ سدا رات بسر کی گھر مین
چشم کی طرح سے صاحب نظرون نے دیکھو | سیر کیا کیا نہین بے رنج سفر کی گھر مین

مدعی وہ جو چھپے بیٹھے تھے بھاگے چھپ کر
آمد آمد جو ہوئی رات ظفر کی گھر مین

گنہ سے ہم نہین خالی گناہگار تو ہین | پہ اسکی لطف و کرم کے امیدوار تو ہین
بلا سے جان گئی اپنی عشق مین لیکن | وہ ہمکو جان گئے اپنا جان نثار تو ہین
زیادہ بھڑ گئی کیا اور دل مین آتش عشق | نکلتے ہر بن مو سے مرے شرار تو ہین
ز فور شک سے گو سوز دل نہ بجھے | پر اپنی آنکھون سے ہم رہتے اشکبار تو ہین
بلا سے گر جگر و دل مین داغ داغ اپنے | ہمیشہ دیکھتے ہم سیر لالہ زار تو ہین

دیگر

قاصد اخط جو لکھوں یار کو خلوت مین لکھون
کس طرح راز نہان بیٹھ کے خلقت مین لکھون

مطلع ثانی

کبھی ایک حرف نہین تیری شکایت مین لکھون
جو لکھون سو وہ ترے شکر عنایت مین لکھون
یہ جو پڑھتے ہین ... کار ہم ... نماز
اسکو عادت مین لکھون ... عبادت مین لکھون

دیگر

[illegible]

[illegible]

جسنے اوس عالم تصویر کو دیکھا یہ کہا	ایسا تصویر سراپا تو کوئی ہے ہی نہین
قیس و فرہاد ہون کیا عشق مین ہمسر مجھسے	مجھسا دیوانہ و شیدا تو کوئی ہے ہی نہین
تیرے دانتون کے مقابل مین کوئی گوہر کیا	تجھسے کیا بال کہ ہیرا تو کوئی ہے ہی نہین
سر کے بالون مین ترے جیسے کہ ہے مانگ تری	ایسا ظلمات کا رستہ تو کوئی ہے ہی نہین
کس تمنا پہ جیے عاشق مایوس ترا	دلمین اب آسکے تمنا تو کوئی ہے ہی نہین
ہو نہو زلف کے کوچین دل سودائی	اور اب آسکا ٹھکانا تو کوئی ہے ہی نہین
سرو قد کون ہو رعنائی مین ہمسر تیرا	تجھسا یان دلبر رعنا تو کوئی ہے ہی نہین
کیا کرون غم کو نہ سمجھون اگر اپنا غمخوار	دل کے دینے کو دلاسا تو کوئی ہے ہی نہین

قدرت حق کا تماشا ہے ظفر جیسے بشر ایسا دنیا مین تماشا تو کوئی ہے ہی نہین

تمہین نے نہ کین آشنائی کی باتین	کہین اور ساری خدائی کی باتین

مطلع ثانی

نہین ہمکو لازم برائی کی باتین +	بھلون کو ہے زیبا بھلائی کی باتین
غضب ہے کہ دل مین تو رکھو کدورت	کرو منہ پہ ہمسے صفائی کی باتین
لڑاتے ہو محفل مین غیرون سے آنکھین	ضرور تھیا ہین یہ تو لڑائی کی باتین
جو کرتے ہو تم دلربائی کا دعوے	کچھ آتی بھی ہین دلربائی کی باتین

[illegible]

کہیں سیکھے جا پڑے اڑ کر جو برگ گل سمندر میں | تو شرط عشق ہے ہو ساتھ ہو بلبل سمندر میں

مطلع ثانی

اگر ہو عکس افگن یار کی کاکل سمندر میں | تو پیدا جا بجا ہو آب ہو سنبل سمندر میں

پڑے عالم میں جس دم شور گریہ کا مرے اتنا | تو اس طوفان سے ہو ... ہو غل سمندر میں

دکھاؤں گا جو اپنے دیدۂ پر آب کا عالم | تو گرداب کی جا سکیں آنکھیں کھل سمندر میں

گذر جانا نہ سمجھے سہل دریائے محبت سے | ... باندھے کوئی تدبیر سے سو پل سمندر میں

دکھائے آبداری تو جوانی دُرِ دندان کی | تو غرق آب خجلت ہو دُرِ ... کل سمندر میں

عمل وہ ہے ظفر موڑے نہ ہرگز باگ میدان سے
سمندر ہو جو حائل ڈال دے دلدل سمندر میں

کان سے گوہر لو وہ کے دو چار نکالے اچھے ہیں | چشم سے لاکھوں جیسے رشحہ وار نکالے اچھے ہیں

گاہ جلانا گاہ رلانا یہ تو تنے میرے ساتھ | ڈھنگ نکالے خوب ہیں اطوار نکالے اچھے ہیں

حق میں ہمارے اس نے کہی ہیں باتیں لاکھوں بدی کی | ... کلام اس شوخ نے گر کبھی پیار نکالے اچھے ہیں

بات تری کب خالی ہے یا جھڑکی ہو یا گالی ہو | پیارے تو نے مجھ سے تھے پیار نکالے اچھے ہیں

خارج و غم کی خلش سے برسوں ہم بے چین رہے | جیسے تو نے کلیجے سے یہ خار نکالے اچھے ہیں

زلف نے ظالم مار نکالا دل کو تو کیا سودائی تھا | اس کافر نے اور ہزاروں مار نکالے اچھے ہیں

گرچہ زمین یہ خوب تھی پر اپنی زور طبیعت سے | کیا کیا ایسے تو نے ظفر اشعار نکالے اچھے ہیں

دیگر

لیکن اس سے ترک ہمنے آشنائی کی نہین	ہمنے کب اس بیوفا سے بیوفائی کی نہین
وصل بن کوئی دوا درد جدائی کی نہین	ہو دکے بیمار فرقت کو طبیبو نیست علاج
اے صنم تجکو خبر ساری خدائی کی نہین	تو اگر کچھ پوچھتا ہے تیرے دل کی پوچھ
کی برائی جینے یہ جینے برائی کی نہین	وہ بھلا کرتے ہین کہتے ہین بجا مجکو برا
اس سے بہتر جائے کوئی ہاتھا پائی کی نہین	بیٹھے ہین تھام لگ کر دست و پا تن وہ حنا
ورنہ ظاہر کچھ توقع تو رہائی کی نہین	چھوٹنے قسمت ہماری دل دام بلائے زلف سے
بات آئی کوئی اوسکو دلربائی کی نہین	لیگیا وہ دلربا دل کیونکہ مین حیران ہون
اور کوئی صورت نظر آتی صفائی کی نہین	دیکھیے کیا ہو بکدر تبسے سے آئینہ رو

عشق ہی رہبر ہے اپنا عشق ہی ہے رہنما
اے ظفر حاجت کسیکی رہنمائی کی نہین

کہ ہمکو ملنے کی اب آرزو کسو کی نہین	اسی لیے تو ہمین جستجو کسو کی نہین
زبان سے کہنے کے ہم روبرو کسو کی نہین	کہینگے دل ہی مین جو کچھ ہمارے دل مین ہے
وہ ہو تا آگے کبھی سر فرو کسو کے نہین	جھکا ہے جسکے ہم سر اپنا زیر تیغ صنم
یہ ہو تا ہاتھ سے ہرگز رفو کسو کے نہین	ہمارے چاک جگر کا عبث ہے فکر رفو
کہ آتا خواب مین وہ ماہرو کسو کے نہین	امید آنے کی اسکے ہو کسطرح ہمکو
کہ آیا پیچ مین اسطرح تو کسو کے نہین	پھنسایا زلف مین کسطرح اسنے تجکو دلا

دیگر

اس صنم وفا اے ماہ طلعت آزماتے ہین
ہم اپنے کج طالع اور قسمت آزماتے ہین

مطلع ثانی

ستمگر ہم نہین کچھ تیری الفت آزماتے ہین
دل اپنا ہم [illegible] قسمت آزماتے ہین

تجھ بِنا واں ہیں لاکھوں بار کرکے آزمائش ہم — مروت پھیر ترکی اے ہیرہ ست آزماتے ہیں

دمِ عیش و طرب اغیار بھی ہیں یار بنجاتے
ظفر یاروں کو تو وقتِ مصیبت آزماتے ہیں

دل مجھکو ہوا انکہ گنہگار تو ہیں ہوں — دیں اسکو سزا وہ کہ سزاوار تو ہیں ہوں

پیاسا مرے لوہو کا جو ہو کوئی تو وہ ہے — ہوں اسکا اگر تشنۂ دیدار تو ہیں ہوں

ہے کون کہ ایذا ہو جسے اپنی گوارا — ہوں اپنے اگر درپئے آزار تو ہیں ہوں

کہتا ہے مجھے عشق کہ تو غم سے ہراساں — کس واسطے ہے تیرا مددگار تو ہیں ہوں

آنکھوں میں حریفوں کے کھٹکتا ہوں ہمیشہ — سو کھا ہوا اگرچہ روش خار تو ہیں ہوں

بوسہ ترے لب کا مرضِ غم کی دوا ہے — کیوں اور کو دیتا ہے کہ بیمار تو ہیں ہوں

ناصح مجھے کیوں عشق سے مانع ہوا ہے کیا — ہوں رنج و مصیبت میں گرفتار تو ہیں ہوں

جی چاہتا ہے تجھپہ فدا ہونے کو میرا — مرجی کا ہو وے اگر اے یار تو ہیں ہوں

لوں جان تلک بیچ کے مول اسے ظفر اسکو
ہوں جنسِ محبت کا خریدار تو ہیں ہوں

کہاں ہیں بوسۂ لب ہم طلبگار ونکی قسمت میں — نہیں یہ شربتِ عناب بیمار ونکی قسمت میں

نمک تھوڑا سا ہو کاں مارت پہ کر چھڑکے — اگر مرہم نہیں ہے دل افگار ونکی قسمت میں

اڑانے خاک پھرتے کیوں صبا کی طرح سے سرپہ — اگر آرام ہوتا ہے آوار ونکی قسمت میں

دیوان ظفر

۸۳

ساقی شتاب سے مجھے تو بھر کے جام دو	بیٹھا ہون ہجر اس نشے کے انتظار مین
ہم حسن گندمی پہ ہوے کے شیفتہ	کیا کیا ذلیل و خوار ہین قرب و جوار مین
بعد از فنا بھی کم نہوئی سوزش جگر	گرمی ہے اب تلک مرے خاک مزار مین
ساۓ مین زلف کے ہو کہان رخ تابناک	ہے چاند سا چھپا ہوا ابر بہار مین
مثل غبار اٹھ کے جو تیری گلی سے جاے	طاقت کہان ہے اتنی ترے خاکسار مین

اوس رشک گل کو ابھو دیا ہے نے دل ظفر
کہدینگے ہم زبان سے یہ سو مین ہزار مین

راز نہان کھل گیا محفل کے یکسر بیچ مین	خط کھلا جو رکھدیا قاصد نے لا کر بیچ مین
یار کے رد کے کتابی پر نہ سمجھو خط سبز	رکھدیا قرآن کے ہو طاوس کا پر بیچ مین
سر کے بالون مین ہے مانگ اور مانگ مین موتی بھرے	وہ ہے شب وہ کہکشان وہ اسکو اختر بیچ مین
اشک و لخت دل پہ رو کر یون بنا ہے ہار	دانۂ یاقوت و در دو ایک گوہر بیچ مین
عکس بینی کو کہے آئینہ مین وہ مست ناز	دیکھو کیا دریا کے ہو سد سکندر بیچ مین
دل کو سوز عشق مین کیونکر مرے تسکین ہو	چین سے رہتا ہے آتش کے سمندر بیچ مین

اے ظفر وہ ساتھ بھی سوے تو سوے اسطرح
رکھ لیا تکیہ کو پہلو کے برابر بیچ مین ٭

دل اتنا دینا ایسا ہے دل آزارونکے ہاتھو نہین	کہ دیدے جیسے شیشہ کوئی میخوارونکے ہاتھو نہین

دیگر

مطلع

دل لگانے کی باتین اور ہی ہین
جی دکھانے کی باتین اور ہی ہین

مطلع ثانی

رد چھپانے کی باتین لو یہ بھی ہین
سے جتانے کی باتین اور بھی ہین

دل کی باتون کا ہے وہ کانا کسیا
کر تھکانے کی باتین اور بھی ہین

کیا کسی بات سے تم سے خلاف
روٹھ جانے کی باتین اور بھی ہین

تو اگر چاہے آئے یان سو بار
پر بہانے کی باتین اور بھی ہین

کیا بجھاؤ گے میری سوزش دل
دل بجھانے کی باتین اور بھی ہین

آزماتے ہین وہ وفا ہین کسے
آزمانے کی باتین اور بھی ہین

زہر کھاتا ہے بات بات پہ کون
زہر کھانے کی باتین اور بھی ہین

ہم کہان اور کہان قفس صیاد
آب و دانہ کی باتین اور بھی ہین

شمع کیا جانے طرز دل سوزی
دل جلانے کی باتین اور بھی ہین

ہنسنے کی بڑھ کے نسے کس ن بات
شر بڑھانے کی باتین اور بھی ہین

ظفر اگلا زمانہ تھا کچھ اور
اس زمانے کی باتین اور بھی ہین

ہر ایک سے ہین تری اتحاد کی باتین
نہ ہمین سے ہین فقط عناد کی باتین

خدا کے واسطے ان مفسدون کو گھر سے نکال
نکالتے ہین یہ کیا کیا فساد کی باتین

نہیں ہے معتقد شیخ و برہمن عاشق
کرا سکی اور ہی ہین اعتقاد کی باتین

[illegible]

تمہارے گیسو ونکی بینے کیا تقصیر کی پوچھا	جو مجھسے راستی پیشہ سو وہ خم ہو کی گرتے ہیں

ہمارے نیک و بدکو اے ظفر کیا پوچھتا ہے تو
کرو کار بد ہزاروں اور نکوئی کوئی کرتے ہیں

گئی آہ جگر کہیں کی کہیں
میں کہوں بات تو وہ لیجائیں
ہو گا پردہ سے کیا کہ پردہ نشین
لیگئی بوے زلف اڑا کے تری
میری اور تیری چاہ کی اک دھوم
یہ بگولا نہیں بھٹکتی ہے +
کیا لکھوں خط چھپا کے پہونچ گئی
سمجھے اپنا ہے وہ گلہ او نکو

جا ہی پہونچی خبر کہیں کی کہیں
جی میں کچھ سوچکر کہیں کی کہیں
میری پہونچی نظر کہیں کی کہیں
ہاے باد سحر کہیں کی کہیں
پہونچی لے فتنہ گر کہیں کی کہیں
روح مجنون مگر کہیں کی کہیں
یہ خبر نامہ بر کہیں کی کہیں
ہیں نے باتیں اگر کہیں کی کہیں

میری وحشت لیے پھرے ہے مجھے
اندنوں اے ظفر کہیں کی کہیں

ہم خیال زلف و رخ میں اپنی حالت کیا کہیں
تم جو ہمسے صاف ہو تو ہم کہیں کچھ اپنا حال
کوئی بھی دلسوز اپنا جب نظر آتا نہو

رات دن رہتی ہے جو ہمپر مصیبت کیا کہیں
ہے بھری دلمیں تمہارے تو کدورت کیا کہیں
پھر کسیکے سامنے سوز محبت کیا کہیں

[illegible]

تازی کی دم کر زر ہل گئی تھی کیون
ظفر جو خوف سے تیرے اژدہا کانپتا ہے باہم
تجھے اسباب سے جنبش ہری ہل گئی تھی کیون
ہماری جان ہمیشہ رہی ہل گئی تھی کیون
تو گور عاشق دلگیر ہل گئی تھی کیون
جو زرد کی نہ تھا اضطراب دل یا ہائی
شب ہجر میں ہل گئی تھی کیون
زبان شمع کو کانپتی ہل گئی تھی کیون
کہ سارا باندھی تیغ ہل گئی تھی کیون
جو آہ کو نہ ہو زندان میں ہل ہل ہوا

دیگر

شوخی بلا سے شوخ پریرو کی آنکھ مین
وحشت ہے ایسی کہ ہاہوی آنکھ مین
مین اپنے سوز دل کو بجھاؤن تو کس طرح
آنسو نہین ہے بوند بھی آنسو کی آنکھ مین
کی نکھین اس کے چشم کو دیکھی نہین کبھی
ہے شرارت اس بت بدخو کی آنکھ مین

مطلع ثانی

کیا خطا مین نے کہین کیا ہے تقصیرین ہوین	جو ہمارے قتل کی تدبیر ین ہوین
تھل پڑا عالم مین ہم سودائیون کے قید کا	جس گھڑی تیار ان زلفون کی زنجیرین ہوین
ہین جو خوبان عالم تصویر ہم رنگ کلام	تشنگی سے حیران ہین کہ گویا تصویرین ہوین
شیشے ہیں سر باز پر ہین ہی ہوا سینہ سپر	سامنے تیرے جو بھین جبکہ شمشیرین ہوین
حسن کی سرکار سے امداد دل کو عشق کا	دونون زنجیرین تری زلفون کی جاگیرین ہوین
چھوڑ اجب فرہاد نے سر اپنا او مجنون نے پاؤن	عشق مین ثابت تری تو نکی تقدیرین ہوین
عشق کو دنیا تھا مین ترجیح ناصح عقل پر	اسپ بے سے اور اسکے خوب تقریرین ہوین

جو کہ تیرے نال اسین کو اے ظفر
جیب کی سفلہ تو اس سے مین تو تقریرین ہوین

نہ پوچھ کہ گردن یہ زنجیر ہل گئی تھی کیا	تجھے تری دم تکبیر ہل گئی تھی کیون
شکار ہوا اب رہا بت بسمل ہی شاد	گرہ یہ یار کے زنجیر ہل گئی تھی کیون
جو انا ہمدم کی جنبش آیا تھا اب جا	تڑپ سے دل کی یہ تیر ہل گئی تھی کیون
بہت ہی گیا ہے نازک ہوا اسکے لب تک	ہوا سے ریعہ گرہ کیا ہل گئی تھی کیون
جو تیرے خوف ستم سے اڑ گئے تھے ہوا	تو پھر زمین فلک پیر ہل گئی تھی کیون
جہان کو جنبش ابرو سے تو نے قتل کیا	الٰہی اسکی یہ شمشیر ہل گئی تھی کیون

[illegible]

۸۷

گر مجھکو جلا دین رو شن شمع سراپا
ہین منہ سے نہ اف شعلۂ عذار و نہین نکالون

ہمسر ہون جو دندان نبی بیب سے تیرے
سو طرح کرین عیب ستارہ نہین نکالون

مانند نگین سینہ خراشی سے کے بدولت
ہین نام ظفر سینہ فگار و نہین نکالون

دل غم الفت سی مضطر کچھ نہین تو کچھ نہین
چشم آب گریہ سے تر کچھ نہین تو کچھ نہین

نے ہی بت خانہ مین نے کعبہ مین ہے جو دل مین ہے
اور اگر دل ہی کے اندر کچھ نہین تو کچھ نہین

غم ہے کیا ساقی کہ ہستی کا نہین کچھ اعتبار
تو دیے جا بھر کے ساغر کچھ نہین تو کچھ نہین

ہے ترے دلکی کدورت سے مرے دل پر غبار
اور جو تیرا دل مکدر کچھ نہین تو کچھ نہین

خوبیِ تقدیر کے ہین ساتھ ساری خوبیان
اور اگر اے دل مقدر کچھ نہین تو کچھ نہین

قد خوبان گرچہ نخل میوۂ فردوس ہے
نارسیدان ہے ثمر ور کچھ نہین تو کچھ نہین

غم نہین ہونے نہونیکا کہ بے پروا ہین ہم
ہے تو ہے سب کچھ میسر کچھ نہین تو کچھ نہین

خوبیِ جوہر سے ہی انسان کی قدر و منزلت
اور اسمین خوب جوہر کچھ نہین تو کچھ نہین

خانۂ دل کم نہین رتبہ مین بیت اللہ سے
پھر ترے نزدیک کافر کچھ نہین تو کچھ نہین

حسن و خوبی ناز و شوخی سب ہین لیکن کیا کرین
رحم تجھمین اے ستمگر کچھ نہین تو کچھ نہین

تم جو کہتے ہو ظفر کو کچھ نہین ہے آدمی
خیر بہتر بندہ پرور کچھ نہین تو کچھ نہین

جو خوش کلام ہیں کام و دہان پڑتے تھا | جہان کہ [illegible] زبان پڑتے ہیں
کرے ہے چشم وہ عنایت سے تو نظر [illegible] | وہ [illegible] دل کی [illegible] ہیں
جو ہوتے ہیں تری چشم سیاہ کے بیمار | [illegible] ہیں
ارادہ کرتے ہیں دل کے شکار کرنے کا | وہ [illegible] ہیں تیر و کمان پڑتے ہیں
کوئی بلا ہیں جو پکڑ بیٹھا ہے حسرت دل | [illegible] عنبر فشان پکڑتے ہیں
برنگ آتش قدم پھر وہ کوئی [illegible] ہیں | [illegible] آستان پکڑتے ہیں

ظفر تسکین نہیں کیا حال دے کا پتے ہیں
قلم جو ہاتھ میں بسمل [illegible] پکڑتے ہیں

تیر و شمشیر کے [illegible] ہیں ہر جا نشان | [illegible] نشان
آتو جو پل [illegible] کی جا ہاتھ [illegible] | [illegible] نشان
سینہ کا دل سے عرض کیا [illegible] | [illegible] نشان
[illegible] ستم [illegible] پایا تمہیں [illegible] | [illegible] نشان
زخم کھاتے ہیں [illegible] تو دل | [illegible] نشان
[illegible] جانے کا تجھی ہے [illegible] | [illegible] نشان
چشم گریان دل بریان ہم سرد و رنگ زرد | [illegible] نشان
کثرت داغ سے [illegible] | [illegible] نشان

[illegible]

کاسۂ چشم تصور چہرۂ ارکا ہے کبھی
اے ظفر تو تماشا مین نہ جام و جم مین ہو

دیگر

دلبر کو ہین زلف گرہ گیر مین دو تین
ہو کیون نہ دو چار اُس سے کہ وہ قاتل سفاک
پرنازو ادا یہ نگہہ و غمزہ و انداز
دس باتین ہون لمبین تو ادا اسا نے ہسکے
اوس نیچہ کہ تر مژگان سے لگے خوب پیاپے
بیمار شکستہ نے ترے اور بھی ظالم
قربان ترے ہاتھو نکے اے شوخ کماندار
یہ رنج و قلق اور یہ اندوہ و غم و درد

باندھے ہے وہ دل زلف کی زنجیر مین دو تین
سرکتے ہین اور ایک ہی شمشیر مین دو تین
ہین خوب اُسی عالم تصویر مین دو تین
تقریر مین دو تین ہون تحریر مین دو تین
خنجر جگر عاشق دلگیر مین دو تین
دن پکڑے ترے آنیکی تاخیر مین دو تین
کیا تو نے پروئے ہین دل اک تیر مین دو تین
غمخوار لکھے تھے مری تقدیر مین دو تین

اک مین ہی نہین وصل کا خواہان ظفر اسکے
ہین اور بھی پھرتے اسی تدبیر مین دو تین +

نہ کبھی ہون شاد شادی مین نہ غمگین غم مین ہون
فرصت یکدم پر اتنا پھولنا مثل حباب
کیون پھرون آوارہ اسکو ڈھونڈھتا مثل صبا
کیا کریگا اشک باری ابر میرے سامنے
مین جگر افگار ہون کیا عشق مین سوزش سینہ
جو مقدر مین ہے اُس سے نے زیادہ ہو نہ کم

میرا عالم اور ہے مین اور ہی عالم مین ہون
آگیا کیا ہستی موہوم کے مین وہم مین ہون
میرا ہمدم مجھمین ہے اور اپنے مین ہمدم مین ہون
رکھتا اک دریا ہے خون مین دیدۂ پرنم مین ہون
چارہ گر سے اپنے لوا تا نمک مرہم مین ہون
میری نادانی ہے گر مین فکر بیش و کم مین ہون

[illegible]

سے چلا دل ظفر ہے نا حق
مین نہین اُس ستم شعار کی گون

آزردہ تجھ سے ایک لطف پانچ روز تھا	یہ آن کہاں تیری پانچ روز تھا
ہے عمر ہجر وہ بہت فرصت قلیل	کیا خانہ خانہ دل کی ہوس پانچ روز تھا
یہ ہے تجھے جہان پیادہ ہم اک دن نہین نصف	جا ئے وان مسو وہ قفس پانچ روز تھا
وہ پانچ دن خمار ہے ایسے کر دیے کو	ہم نشین نہین تہ تمنا پانچ روز تھا
ضعف ہم کرانے ہے سینہ سے لب تلک	صیاد ایک مرغ قفس پانچ روز تھا
ماتم ترے شہید کا پنجم تلک رہا	جیسے تھا سو ہوا پانچ روز تھا

چھپنے کا راز عشق نہین تیا ہے اے ظفر
کھلجاے گا یہ دیکھنا دس پانچ روز تھا

ردیف الواو

گر نازسے وہ صحن مین گلچین کے پانو	چومے زمین پڑ کے قتل سر شہید کے پانو
وحشت کو میرے دیکھ کر جو بھولے چوکڑی	اک جست مین شکستہ ہون چارون ہرن کے پانو
اے عشق کیا صلاح ہے تیری بتا مجھے	لون شیخ کے قدم پہ پڑون یا ہین کے پانو
آشنا نہ آہ و نالے سے اپنے بلا ہے	اے دل نہین ہے گنبد چرخ کہن کے پانو
شیرین کو پھر نہ ہوس سرخی کف	رنگین کرے لہو سے اگر کوہکن کے پانو

۹۰

[illegible]

اچھا ہو گر چھڑکے نمک وہ مرے دل کی جراحت پر
بلکہ تھوڑا مشک بھی اسمین ہو جو ظفر اور اچھا ہو

وہ ہو دیکھیے سوز محبت سے دل کے داغ کی لو
نہ دیکھی جیسے ہو بھڑکی ہوئی چراغ کی لو

دکھا دے رشک چمن اپنے تو گل رخسار
لگی ہوئی ہے مرے دل کو سیر باغ کی لو

خیال ہے ہمین ساقی کی چشم میگون کا
نہ ہے شراب کی خواہش نہ ہے ایاغ کی لو

عجب نہین کہ مرے سر پہ داغ سودا سے
عیان ہو شمع صفت سوزش دماغ کی لو

جہان سے ہو گئے عنقا کی طرح وہ معدوم
لگی تھی جنہین کہ یار کے سراغ کی لو

تمہارے عاشق وحشی مزاج کو تم بن
کبھی ہے باغ کی لو اور کبھی ہے راغ کی لو

جہان مین گنج قناعت کا ہو وہی خواہان
ظفر لگی ہو جسے گوشۂ فراغ کی لو +

زلفین قطار سے عرق کو ہین تمہارے ایکدو
یا نکل آئے ہین یہ لی ہین ستارے ایکدو

مطلع ثانی

روز تم دشنام دو منھ پر ہمارے ایکدو
پیار سے بوسہ صد افسوس پیارے ایکدو

کھو کے ساری عمر یہ پایا کہ جانے سے ہمنے بھی
آپ کے دو چار ایما اور اشارے ایکدو

اس تپ سوز محبت کا کرون مین کیا علاج
روز لائے ہے نئے مجھے حرارے ایکدو

یارو احوال مرا سنکے کروگے تم کیا
نہ سنو تم میری توقیر کی باتیں نہ سنو

آہیں کچھ اور اگر ہو سکے یاری تو سنو
پر بلا سے مری تم ذات و خواری تو سنو

کچھ کہیں ہم تو سنو تم نہ اسے یکبارگی
ناصحو حال غم عشق سنو تم کیونکر

اور مخالف کہے اگر کبھی یاری تو سنو
ہو دے حالت جو ہماری سی تمھاری تو سنو

اے ظفر سنتے ہو کیوں باتیں کسیکی بیکار
کچھ اگر سننے سے ہو کار براری تو سنو

اگر تم قتل کو میرے کوئی شمشیر لے آؤ
قسم کھائی ہے یار دست سے گھر ہی آپکی

تو ابروہی کی اپنے کھینچکر تصویر لے آؤ
جو تمسے ہو سکے تو کرکے کچھ تدبیر لے آؤ

دیا تھا جنسے کیا اقرار نامہ آپ کو لکھکر
کسینے جو کہا عاشق کو لائیں سامنے تیرے

کہاں ہے وہ ہمارے ہاتھ کی تحریر لے آؤ
کہا کرتے تھے قضا ہی شکل دامنگیر لے آؤ

مقابل کرکے دیکھو خوبی اسکی روئے خوبی کی
دغا کا کب کیا اقرار جنسے ہو دغا اُن سے

نظر پر سورۂ یوسف کی تم تفسیر لے آؤ
بنا کر دل سے تم چاہو کوئی تقریر لے آؤ

کہو اعدا سے یہ گر ہو ظفر کی ہمسری کرتے
تو اُنکی سی کہیں سے لکھ تم تقدیر لے آؤ

کرن کہتا ہے ادا سے نہ چلو یوں ہی چلو
تربت عاشق شیدا پہ اگر چلتے ہو

لیک تم پانو سے دل کو نہ ملو یوں ہی چلو
تو کسی غیر کو ہمراہ نہ لو یوں ہی چلو

دیگر

وہ خال لب کا نکتہ کھلتا ہر کب کسی پر
ڈھونڈین ہزار اسکا اب نکتہ چین لگاؤ

سنگ فسان سے بہتر ہر میری سخت جانی
تمکو اگر لگانی ہے تیغ کین لگاؤ

تو اضطراب دل کو پوچھے ہر کیا ظفر سے
ہوتا برا ہے دل کا اے نازنین لگاؤ

جس سے آرام ہو دل دیجے کسی ایسے کو
نہ کہ دل لیکے دکھا تا رہے جی ایسے کو

بشر اس حور شمائل کو ہو کیا دیکھکے غش
ہوش اڑ جائین اگر دیکھے پری ایسے کو

دلکی اچھا کیا اس زلف نے باندھین مشکین
دینی ایسی ہی سزا چاہیے تھی ایسے کو

رو دے دیکھا جو مجھے اسنے تو ہنسکر یہ کہا
کہ ہمین دیکھکے آتی ہر ہنسی ایسے کو

شکوہ بیجا ہے اگر دلکو بچھوڑے غم عشق
دلمین کبھی ہنسے جگہ آپ ہی دی ایسے کو

خط مرا پھیرتا ہر غیرون کو دکھا تا قاصد
دی نوشتہ نے مرے نامہ بری ایسے کو

دل ہے اس دلبر نازک کا الٰہی کیون سخت
زیب دیتی نہین یہ سنگدلی ایسے کو

جوہر آئینہ ہین ورنہ ہے ایسا غماز
کہ لگا دے نہ کبھی منہ بھی کبھی ایسے کو

اس زمانے مین نہ آتے ہون جسے مکر و فریب
سچ تو یہ ہر کہ ظفر کیسے ولی ایسے کو +

اوس رخ پہ زلف پریشان سمجھو
شب و روز دست و گریبان سمجھو

مطلع ثانی

[illegible]

۹۳

[illegible]

تیغ غم سے کسکا دل سینہ سپر میرا سا ہو
وہ چھپے تیر عشق کے جسکا جگر میرا سا ہو

کس لئے پس نو خط کو تیغ میں کوچے ہٹا
اسکے خط بادے دہان بحر سر میرا سا ہو

ابر سو بار گو برسا ہو لیکن کسی ان
دیدۂ اسکا خونفشان دو دو پہر میرا سا ہو

چھیڑے وہ شامت زدہ کالیکو اسکی زلف کے
سو ان پر چلے دل جسکا نڈر میرا سا ہو

جو ہو ہرجائی پہ شیدا اسکا رسوائی بحال
کوئی نہ پھر خانہ بخانہ در بدر میرا سا ہو

ہوے حسن و عشق کا جب ایک کا ارنگ ڈھنگ
رنگ اودھر تیرا سا ہو اور ڈھنگ ادھر میرا سا ہو

ناصح بیدرد سے اپنا کہوں میں درد دل
جسکا دل پر درد اسکا ہو ظفر میرا سا ہو

گر کے سو بار کھٹر جاتے ہیں تیرے پانو
ایک دم بھی میں لیتے نہیں تھک تیرے پانو

گنبد چرخ خدا جانے گھٹرا ہے کیونکر
میرے ندر بھی چھپے پرد وریت تیرے پانو

دل کا اس سے ہے عجب حال جو چھپن چھپن
آنکھ پیسند کی سی تیغ ہو آئیرے پانو

آنکا پاسے تصور ترے کوچہ میں
کس سے بیٹھی جائے اگر ہے عشق دلگیر کے پانو

کیا عجب دشت سے گر آئے پھر مجنون
تیرے وحشت زدہ پا سے زنجیر کے پانو

لے کیا انداز ترے تیر کی زد پر آ کر
آگے ثابت نہ سکتے ہیں تیرے نخچیر کے پانو

جی یہی چاہتا ہے آنکھیں لگا دوں اپنی
اے ظفر دیکھے اگر عالم تصویر کے پانو

بہار ہیں ایسا ہو نہ تم جی کا دو تو اپنے
مت لا بیتاب نہ ہو
ہوشیار رہو یوں کہ تمہیں ہو تم اگر مجھے مدام
مست کر دیکھنا دل
اسکے ہجر بر باد اپنی خاکساری کو ان ظفر
اسکی خاک و در بدر اوسکی گلی کے ہو رہو

آپ کی ایسی ہی مرضی ہے جو منظور سے دور
بات سے بھی کو گو تم سے ذرا کہہ دو دو
جیتے جی تم مجھے دیکھو کہیں پھر دیا این ہم

شفق میں بیٹھ وہ حور ہی صنم سیدل
دلکو ظالم ہو جان جو دل جان ہو جانان

ادھر نہ دل سے دیکھو ہو کر مجبور
اے ظفر اپنا دل کھو کر
بیٹھ جان کیوں مجھے اپنا نظر کو

وہ ایک دوست چاہیے تو پروا نہیں اگر / دشمن ہمارا ایک سے لے تا ہزار ہو

عیاریوں سے لیتے ہو دل کیسے یاریاں / مطلب کے اپنے یار ہو تم کسکے یار ہو

حاضر ہیں صیدگاہ محبت میں پہلے ہم / ناوک فگن اگر تجھے شوق شکار ہو

سینہ میں داغ عشق کو رہنے دی چارہ گر / شاید یہ بعد مرگ چراغ مزار ہو

دل ہے وہی پسند جو تجھپر فدا رہے / جان ہے وہی عزیز جو تجھپر نثار ہو

کیا حال اسکا ہو کہ ترے جس مریض کا / آنکھوں میں دم ہو اور ترا انتظار ہو

اختر شماریوں ہی میں تجھ بن کرون بسر / ہر چند رات ہجر کی روز شمار ہو

ہوں خاک راہ اسکا پر ایسا نہو ظفر / میرا غبار خاطر نازک پہ بار ہو

سود و زیاں تمہو نکے نہ کچھ وہم بھر لیسے ہو / اے ہمدمو جو ہو سو خدا سے کر لیسے ہو

کرنی بھلا نکے ساتھ برائی بھلی نہیں / نقصان اوسی کا ہو کہ جو کھوٹا کھر لیسے ہو

تجھسا حسین نہ پایا کوئی ہمنے اے پری / پریوں نکے ملک کے بھی تم آئے پر لیسے ہو

دل میرا صاف ایسا ہے مانند آئنہ / کیونکر غبار لوگوں نکے تہمت دھر لیسے ہو

صحرا میں آب گریہ سے دیوانہ کو ترے / تھے جو درخت خشک گئے سب ہر لیسے ہو

یکساں ہے تیرے عاشق شیدا کو مرگ و زیست / حاصل نہ کچھ جیے سے نہ اسکو مر لیسے ہو

کیوں سوتے سوتے چونک پڑے خواب میں ظفر / وہ مار زلف دیکھ کے شاید ڈر لیسے ہو

تجھ پہ ہوا خواہ دل و جان سے فدا ہو	اور تم یہ کہو حیف کہ چل یاں سے ہوا ہو
سر اپنا جھکے اور کہاں غیر در یار	سجدہ وہیں کرتے ہیں جہاں سجدہ کی جا ہو
بوسہ لب میگون کا جو وہ مست مئے ناز	دے عالم مستی میں تو کیا خوب مزا ہو
آزار محبت سے ہیں ناچار اطبا	کیا اس کی دوا ہو کہ جسکی نہ دوا ہو
بر ہم ہوں دو عالم ترے اک جلوے کے آگے	جب دونوں طرف تیرے ترے لٹ دوتا ہو
چشم پہ تانی ہے ہر یوں سایۂ مژگان	تنکے کو اٹھائے ہوئے جیون کاہ ربا ہو
جب جائے گرفتار ہی دلکو مرے ناصح	دل اسکا بھی گر دام محبت میں پھنسا ہو

مسجد سے نہیں کم وہ زمین سجدہ کرا ہے
جس جا ظفر اس یار کا نقش کف پا ہو

عاشق کو اپنے دیکھ کبھی اک نظر تو لو	وہ تم پہ جان دے ہے تم اسکی خبر تو لو
زخمی کیا فلک کو مرے تیر آہ نے	کون ہے شفق نہیں ہے ذرا دھیان کر تو لو
لے دو نگا اپنی جان تلک بیکر تمہیں	اے نالو ہاتھ آئے جو قسمت اثر تو لو
عاشق تو مر ہی جائیگا یہ کیا ہی ہے	خون لیتے اپنے سر پہ ہو ناحق اگر تو لو
بوسہ نہ دو گلے نہ لگو تم پلنگ پر	پر منھ کو اپنے پھیر کے کروٹ ادھر تو لو
بیٹھے کہا کہو تو مسیحا کہوں تمہیں	کہنے لگا کہ کہنا ابھی پہلے مر تو لو
منھ کیا کرو گے نامہ دو پیغام قاصد	تم جا کے اسکے سامنے نام ظفر تو لو

جو اسکی زلف مین ہی مشک ناب کیسی بو
تو ہے پسینے مین رخ کے گلاب کیسی بو

الٰہی خیر ہو آئی ہے کوے قاتل سے
جو خون عاشق پر اضطراب کیسی بو

جلا یا سینہ مین کیا دلکو آتش غم نے
کہ ساتھ آہ کے آئی کباب کیسی بو

تصور رخ مہوش مین ہم اگر روئین
ہر اشک مین ہو گل ماہتاب کیسی بو

نجا او لطف و عنایت پہ اسکی حضرت دل
نکالتی آمین بھی ہے اک عتاب کیسی بو

کہان ہے سنبل پیچان مین اے نسیم چمن
کسیکی طرہ پر پیچ و تاب کیسی بو

نہ لیجے منہ سے ظفر نام پارسائی کا
تمھارے منہ سے ہی آتی شراب کیسی بو

حضرت دل بیٹھے ہو گر کام سے بیٹھے رہو
میرے گھٹنے سے لگے آرام سے بیٹھے رہو

شاعرو مضمون زلف و رخ نہ اسکا آئے ہاتھ
فکر مین گر صبح تک تم شام سے بیٹھے رہو

جا سکے دیر و کعبہ مین کیا لوگے تم اے غافلو
ہاتھ او ٹھا ؤ کفر اور اسلام سے بیٹھے رہو

بیٹھنے سے پاس بدنامی کا ڈر ہے کیون نہ تم
دور اپنے عاشق بدنام سے بیٹھے رہو

چرخ تک جکڑین سب ہان کیونکہ یار و زیر چرخ
بچ کے تم اس گردش ایام سے بیٹھے رہو

اے اسیر و اب نہ پر مین طاقت پرواز ہے
کیا کروگے تم نکلکر دام سے بیٹھے رہو

وہ دکھائے گا کبھی تو جلوہ اپنا اے ظفر
تم لگائے آنکھین اپنی بام سے بیٹھے رہو

[illegible]

یا ہمین دل بیتاب ہم چلین نہ چلین
کہ بار کہتے ہین ہم و ان بہن بولا سا چلو
جو ساتھ غیر ہو تو مسنتے ہوے چلے جاؤ
جو ہم تمھارا ساہون ہم ہو تو مونہ بنا سا چلو
ہزار راہ مین ہر رخ سے پہچان لینا ہم
قدم قدم پہ رہ عشق مین چھپا سا چلو
جو حضرت دل پاؤن تم جا سکے چلو

[illegible]

ظفر [illegible]

بلکہ دل مین اور ہے آتش سوا لگتی ہے
آنسوؤن سے کوئی بجھا سوز دروں
[illegible]
درد دل

درد دل بلبل کا کر سکتے نہیں گوش شنو | کان کیوں گل کے [illegible]

چھپے ہاتھوں میں تمہارے ہے جو کسی شمع کا نو | [illegible]

اے ستمگار و نہ تو گر ستم کو [illegible] اس | [illegible]

حضرت دل او کسی کی [illegible] نہیں اس سے کرو | [illegible]

تم جو کہتے ہو لگا تو خنجر پر [illegible] | [illegible]

زلف کو عارض پہ اسکے کیوں ہلاتی ہے صبا | دل پہ اک [illegible] بار لگتی کہو

جس جگہ لگتی سخن میں [illegible] طبیعت آپ کی
اے ظفر و ان [illegible] ہے فکر رسا لگتی کہو

جو کہو انصاف سے بات اک ذرا لگتی کہو | اے [illegible] خدا لگتی کہو

حضرت دل تم جو لگ چلتے نہ زلف یار سے | کیوں تمہارے جان کے پیچھے بلا لگتی کہو

قتل ہی ہونا تھا قسمت میں گر اے ہمدمو | کار گر کیوں دل پہ وہ تیغ ادا لگتی کہو

گر نہ ہوتا تمکو سایہ اون قد و قامت کے کچھ لگاؤ | کیوں بجہری اشکوں کی آنکھوں بار لگتی

گر بری ہوتی نہ قسمت اور بھلی ہوتی نصیب | بات میری کیوں بری تمکو بھلا لگتی کہو

گر نہ ہوتا دل مرا خون حسرت پابوس میں | پانو میں اس شوخ کے کیونکر حنا لگتی کہو

سوسن آزاد ہو یا سرو آزاد اے ظفر
اس گلستاں میں نہیں کسکو ہوا لگتی کہو

[illegible]

[illegible]ہی نظرِ فتنہ کی تری جانب
کہ وہ دیکھیں چشمِ منتقم سے کیا اشارا ہو

نہ ہوں کیونکہ آسمان نعل کفش پا تیرا
کہ جب تلک مہ نو ہیں کوئی ستارا ہو

وہ ماہ پارہ دکھائے جو اپنا جلوۂ حسن
کتان کی طرح دل ماہ پارا پارا ہو

وہ دشمنوں کو حرارت جواب بھاتی ہے
کہیں نہ رات سے آئینہ کا یہ حرارا ہو

ظفر وہ کونسا دانا جہاں میں ہے کہ جسے
اس آسیائے فلک نے نہ پیس مارا ہو

مرا جو نامہ بر وہ انکے پہنچ جاوے تو کیسا ہو
خوشی کی نامہ بر وہ انسے خبر لاوے تو کیسی ہو

ستاتے کیا ہو تم ہر دم کہ لو اب ہم سے جاتی ہیں
یہ سنکر جان سے کوئی گذر جاوے تو کیسا ہو

دل شامت زدہ کیوں چھیڑتا ہے زلف کو اسکی
ابھی برہم وہ ہوکر تجھپہ جھنجھلاوے تو کیسا ہو

بجھاتے ہیں ہم اپنی سوزش دل آب گریہ سے
یہ دل میں آگ دونی اور بھڑکا دے تو کیسا ہو

ہوا حال ایسا اپنا سنکے اسکے حسن کا شہرہ
خدا جانے کہ وہ صورت جو دکھلاوے تو کیسا ہو

نہ چل اے فتنہ رفتار اس طرح اٹکھیلیوں سے تو
کہ ناحق خاک میں کوئی جو ملجاوے تو کیسا ہو

ذرا دم لینا جب ہوتا گوارا اوس صید افگن کو
اگر یہ صید ناوک خوردہ چلاوے تو کیسا ہو

چلے تو ہیں چمن کو ہم کہ چلکر جی کو بہلائیں
وہاں بھی گر دل دیوانہ گھبراوے تو کیسا ہو

جلایا تو ہے تمنے دل ہمارا آتش غم سے
یہ آہ آتشیں سے آگ برساوے تو کیسا ہو

جو یہ بیزار ہو مجھسے خفا ہو نام سے میرے
وہ میرا ذکر محفل میں جو سن پاوے تو کیسا ہو

[illegible]

[illegible]

رشک خورشید قیامت ہو وہ پنجا پانو
گر قدم رنجہ کرو راہ عنایات سے یہان

اپنے تم سوختہ کے داغ جگر پر رکھو
تم قدم آنکھون پہ رکھو مرے سر پر رکھو

دم کبھی لینے کی نہین ضعف سے طاقت اسکو
تہمت نالہ نہ تم اپنے ظفر پر رکھو

چمن مین پکھنی نگارین جو اس نگار کے پانو
نصیب ہو اگر اس شاخ گل کی پابوسی
شکار گاہ مین آئے جو وہ شکار افگن
خط ایک پہونچ سکیگا تو بخیلا وان کو
نگاہ مست تری گر پڑے نہ دلپہ کہین

کہے بہار کہ ہین واہ کیا بہار کے پانو
کرون ہزار کی منت پڑون ہزار کے پانو
تو کیا مجال کہ پھر اٹھ سکین شکار کے پانو
قلم ہون چار کے ہاتھ اور قطع چار کے پانو
نشے مین کر رہین لغزش شراب خوار کے پانو

ظفر اوگے ہے وہان سے ہمیشہ گل مہندی
جہان تھے دھوکے حنابستہ میرے یار کے پانو

ستم اور بھی مجھپہ وہ چند کر لو
اگر میرے دل کو رضامند کر لو

مطلع ثانی

جو لب برگ گل ہین شکر خند کر لو
ذرا بند دیکھو نہ غرفہ کو اپنے
وہ چھیڑا ہی ڈرہے مجھے حضرت دل

ملا کر گل و قند گلقند کر لو
ہمین سے کہو آنکھین تم بند کر لو
کہ بادر تم اوسکی نہ سوگند کر لو

دیکھو
اُدُو کھسو میں سے اسے صنم آؤ
نہیں ان ات کی قسم آؤ
قاصدو لاؤ جلد خط کا جواب
ایک دم جاؤ ایک دم آؤ
اسے بتو میرے خانہ دل کو
دیر تم سمجھو یا حرم آؤ

۱۰۱

آؤ اے مہربان ادہر آؤ
میرے گریہ سے ہے اگر منظور
تو دُہ دلؔ خوب ہے بے عشق
مجکو دیر و مغان مین دیکھتے ہی
بدگمانی ہے تو نہ آؤ تم
اتنی تاثیر ہے کہان کہ جو تم
دیکھو کیا میرے دیدۂ خونبار
بوسے دینے تو جاؤ غیر کے پاس
خانۂ دل کو سمجھو اپنا گھر
اتنی فرصت کہان رقیبون سے
آگئی جان میرے ہونٹون پر

تم چلے ہو کہان ادھر آؤ
سیر آب روان ادھر آؤ
لیکے تیر و کمان ادھر آؤ
سے پیر و مغان ادھر آؤ
گر نہین کچھ گمان ادھر آؤ
سُنکے میری فغان ادھر آؤ
آج ہے گل فشان ادھر آؤ
دینے کو گالیان ادھر آؤ
ہے یہ حاضر مکان ادھر آؤ
کہ جو تم اک زمان ادھر آؤ
اتبو اے میری جان ادھر آؤ

اے ظفر میرے دردِ دل کی تم
گر سنو داستان ادھر آؤ

صفا میری طرح سے کسکا ایدل ہے تو منہ دیکھو
تماشا قدرتِ حق کا ہے اُسکے حسن کا جلوہ
مرا میل طبیعت کچھ جتاتے ہین جو یار اُسکو

مثالِ آئنہ یہ اتبو اس قابل ہے منہ دیکھو
مقابل اُسکے ہو سکتا یہ کامل ہے منہ دیکھو
تو وہ ہنسکر کہے ہم میرے مائل ہے منہ دیکھو

اور سکا گھر دل مین تھا جسکا ہوا رسوا ہجوم
ہم سے پوچھو اگر اوس یار کا گھر پوچھتے ہو
جان کر ہوتے ہو نادان کہ تم جو ہم سے
باعث دردِ دل اور دردِ جگر پوچھتے ہو

قطعہ

غافل ہو کہ نوبت [illegible]
ساعت [illegible]
[illegible]

دیگر

[illegible]

دیگر

نگاہ یار سے گم ہو گئے نہ بھولے سو
جو ڈر ہے جان کا تو اس نگاہ کی نقصان ڈرد

ہیں اس گلی میں ہیچ بہت مشل نقش پا	پھر جائے جیسے دشت کو بالشت بھر تو ہو
ایمان بھی اسکو دیدون مگر جیسے صنم	گمراہ ہو رہا ہے ذرا راہ پر تو ہو
سو فتنہ وہ اٹھائے مگر ایسا فتنہ گر	دل چاہتا ہو ویسا کوئی فتنہ گر تو ہو
کیوں کھینچتے ابھی ہو سینہ سے اپنا تیر	رہنے دو اسکا دل میں ذرا میرے گھر تو ہو
میں ایک نظر پہ نذر کروں اسکو جان و دل	لیکن یہ چشم یار کے مد نظر تو ہو
ہو جائے کیونکہ موم دل اے سنگدل ترا	اس آہ بے اثر میں بھی کچھ اثر تو ہو

تھوڑی سی گر ظفر کی سنے داستان غم
اسکی نشست ایک جگہ دو پہر تو ہو

مصحف رخسار پہ کافر ترے گیسو ہیں دو	ہو تماشا حافظ قرآن پہ جو ہندو ہیں دو
انکو تیغ اصفہانی اور خراسانی کمان	پو چھتی ہے یہ جو اس قاتل کے ابرو ہیں دو
کیوں نہ ہو کشت امید دل ہری کھو نسے تمام	کیسے ہیں اسکا چھوڑیں یہ تو وہ کہو ہیں دو
اس سہی قامت کی بستان میں جو طلسم قد ترا	ایک نخل سرو میں جیسے لیمو ہندو ہیں دو
دلکو اک تسکین ہو جاتی ہو وقت اضطراب	جبکہ آنکھوں سے ٹپکتے کبھی آنسو ہیں دو
درد دل ہے اک طرف درد جگر ہو اک طرف	درد فرقت میں بھی ہم درد ہم پہلو ہیں دو

اس خراب آباد میں بستے ہیں دو نیک بد
صلح جو بھی ہیں ظفر وہ گرستیزہ جو ہیں دو

دیگر

ظفر ڈر دیکھ شوخ دلربا سے ڈرد

دیگر

ہم نشیب کو آ کے ہم سا بتقبل بیچارہ

دیگر

گذر نباہی یہ سمجھو کو بے طلب آئے تم	ہم منہہ سے نہین تمکو کہنے کے چلے جاؤ
گر ہی نشانی تم چھلا نہین دیجاتے	تو گل ہی ہمین دیکر چھیلکے چلے جاؤ
بازار مین ہستی کے اے غافلو آکر تم	جھگڑے نہ نکالو تم لے دیکے چلے جاؤ
اے زاہد و اس بت کا گر دیکھو تم اک جلوہ	بتخانہ کو دھوکے مین کعبے کے چلے جاؤ
شکل اچھی کہانسے ہو طالع جو نہ اچھے ہون	بس قرعہ نہ رہا تو تم پھینکے چلے جاؤ

کعبہ ہو کہ بتخانہ سجدہ مین ظفر اسکے
ماتھے کو زمین پر تم ہان ٹیکے چلے جاؤ

یارو کچھ اگر خط مین ہو تحریر تو پڑھ لو	یہ کیونکہ کہون مین خط تقدیر تو پڑھ لو
تم ذبح کرو صید محبت کو جو اپنے	یہ تمکو مناسب ہے کہ تکبیر تو پڑھ لو
اکسیر تو موقوف ہے قسمت پہ عزیزو	پڑھتے ہو اگر نسخۂ اکسیر تو پڑھ لو
تصویر کو کہتے ہو کہ کسکی ہے تصویر	گر نام مرا ہے سر تصویر تو پڑھ لو
اے بسملو اتنی نہ کرو مرنے مین جلدی	منہہ سے کلمہ تم تہ شمشیر تو پڑھ لو
پیدا ہو خط مصحف رخسار پہ اوسکے	اے حضرت دل پڑھتے ہو تفسیر تو پڑھ لو

تم اے ظفر اونکے لیے کوئی عمل جب
کچھ رکھتے زبان مین ہو تاثیر تو پڑھ لو

کہے جو عدو سچ نہ جانا کرو	برا مانتے ہو تو مانا کرو

مطلع ثانی

۱۰۴

قطعہ

گر نہیں بیٹھے ہم بیٹھا ہم کو کہا جائے
کیا کریگا بیٹھا میان کہئے تو رہو
ٹھہرے یہ ہر گز نہ ہم وہان کہئے تو رہو
تاب بیکی ہم بیمار دل بیتاب بن کی آہ جہان
ہم جہان بن تیری تاب ہم جہان کہئے ساتھ رہو
اے بجا تو اسے ہم وہان کہئے تو رہو
ہم جو کہا ہوا گر وہان کہئے ساتھ رہو

ہم قصد کرتے کوچہ جانان مین ہر سحر
مرد خدا پرست ہے مشغول کے کام
دیر و حرم مین جاتے ہین جو دلکو چھوڑ کر
دے کیون نکلنے تیر کو آغوش سے کمان
دے ہے نصیب مجکو جو ہر کام مین شکست

مسجد کو کوئی جاے ہے کوئی کنشت کو
دوزخ سے نہ ڈرے نہ وہ چاہے بہشت کو
مار یگے اپنے سر سے وہ کیا سنگ و خشت کو
الفت ہو راست رو ہے اگر کج سرشت کو
تکتی خط شکستہ سے کیا سرنوشت کو

گر ہے کمال عشق مین منظور اے ظفر
کر اختیار سلسلۂ اہل چشت کو

تیغ ہو غیر از نگاہ یار ایسی کا ہیکو
ہے سوا الماس کے بھی تیز دندان تیغ
چشم فتان پر ہے کہ الشوخ گر مفتون ہو
گر نہ پیچاے لہو عاشق کا ظالم تیر اے تیر
جو تمہارے غمزہ پر فن کے آنے مین فریب
وہ جو آیا خواب مین شب بد مرے جاگ نصیب
کیا مری ہمسائگی سے بڑھ گیا پردہ ہوا
ٹھہر جا دم بھر کہ جا دو دم ابھی تیر ہو سا
اے ظفر گر جا پڑین کوچہ مین اسکے بے نقاب

تیز ہو تی ہر میان تلوار ایسی کا ہیکو
تاب رکھتا ہو دشمن دار ایسی کا ہیکو
ہو وے نرگس باغ مین بیمار ایسی کا ہیکو
تو رکھے سرخی لب خار ایسی کا ہیکو
کرتے ہین عیار کی عیار ایسی کا ہیکو
ور نہ آنے دولت بیدار ایسی کا ہیکو
کی بلند ان شوخ نے دیوار ایسی کا ہیکو
کر رہا بلند ہی ہے تو اے یار ایسی کا ہیکو
خاکسار و نگی ہے مٹی خوار ایسی کا ہیکو

ردیف الکاف
مخمس

ہم راستان کہئے تو رہو

جہان مین ہیں جو وہ کیا بات ہی انکے ہاتہ مین
ہمارے [illegible] شکار بزور اب [illegible] ہاتہ مین
[illegible] کی جہان [illegible] دکی ہاتہ
[illegible]

دیگر

[illegible] زلف کا نقشہ
[illegible] صورت
[illegible] کا نقشہ
[illegible] صورت
[illegible] کا نقشہ

میرے حال بد کے سننے کا نہین انکو دماغ	دلربا قسمت سے کیا نازک دماغ آیا ہی ہاتہ

ہاتہ دنیا سے اٹھایا ہی جنہون نے اے ظفر
رہتے ہین وہ با فراغ انکو فراغ آیا ہی ہاتہ

بغیر بادہ بھی اس شوخ خود پرست کی آنکہ	نشے مین حسن کے ایسی ہے جیسے مست کی آنکہ
جہان ہے گھر ہی مین دشمن گھر کے پیش نظر	کرے ہے سیر ہمیشہ بلند و پست کی آنکہ
خدنگ حسرت دیدار کو ترے منظور	نشست ہو تو جگہ خوب ہے نشست کی آنکہ
جہان مین جنکو حکومت ہے انکو نیند کہان	کہ لگنے دیتی نہین فکر بند و بست کی آنکہ
لگائے دیکھیے کب تیر وہ کمان ابرو	لگائی صید محبت نے سمت شست کی آنکہ
دکھائے محتسب شہر طمطراق ہزار	کوئی جھپکتی ہے رند قدح بدست کی آنکہ

گیا ہے ٹوٹ ظفر دل کدے ہے اشک نہین
ہجوم پارۂ دل سے نہر شکست کی آنکہ

اگر وہ لے دل پر اضطراب ہاتہ بہ ہاتہ	تو ساتہ جان بھی دو نہین شتاب ہاتہ بہ ہاتہ
نصیب ہمکو نہو بوسہ اور ترے لب تک	ہمیشہ پہونچے یہ جام شراب ہاتہ بہ ہاتہ
صد آفرین تجھے قاصد کہ لایا لکھوا کر	ہمارے خط کا تو نے جواب ہاتہ بہ ہاتہ
مزا تو جب ہو کہ یہ گرم گرم اے مینوش	دل برشتہ کے پہونچین کباب ہاتہ بہ ہاتہ
خطا ہے کیا مرے دلکی کہ باندھے ہے مشکین	تمہارا طرۂ پر پیچ و تاب ہاتہ بہ ہاتہ

دیوان ظفر

١٠٥

بستہ فہم جسکی بنانا ہے واعظ
کسی حور وش کا ہے وہ گھر کا نقشہ
نہین بات کوئی بھی خالی ستم سے
یہ ہے از ذہن اس ستمگر کا نقشہ
ادا نارسا ہے کلک خیال اپنا دل پر
ہمیشہ ظفر اپنے دو بستر کا نقشہ

دیگر

اٹھان ترے پستان اور ترے تیر کا نمونہ
ابرو ترے کمان و شمشیر کا نمونہ
[illegible] کا نمونہ
سو داز دون [illegible] کا نمونہ
وہ خال کیا نظام ہے [illegible] کا نمونہ
پار دیکھو غور سے ہے [illegible] کا نمونہ
تو اور ماہ کنعان کیا حسن بین [illegible]
دونون کا ایک سا ہے تصویر کا نمونہ
آنکھو نکا [illegible] وہ بلا کا نظام
تیغ اجل ہے ابرو [illegible] تحریر کا نمونہ
ہو گیا

لو ہو گیا ظفر وہ آزردہ تجھے دیکھا
اس نالہ و فغاں کی تاثیر کا نمونہ

کوچہ میں [illegible] وہ صنم مجکو گر جگہ
باقی بہت نہ سجدہ سے پشت بھر جگہ

دل سے نہیں نکلتا کسی طرح تیر غم
پکڑی ہے اپنے چارہ گرو اسقدر جگہ

وہ کانٹا [illegible] کھٹکتا ہے یہ شاخ [illegible]
[illegible] سب [illegible] ہو وقت سحر جگہ

[illegible]
بلبل کے بیٹھنے کے لیے شاخ پر جگہ

آ بیٹھا [illegible] یار
بہتر جو اس سے کوئی نہ آئی نظر جگہ

دیر و حرم میں جا کے ہے شیخ و برہمن
کیا ڈھونڈتے ہیں تو ہے موجود ہر جگہ

تکیہ بنا کے [illegible] میں [illegible] فقیر وار
ہم آ کے کوئے یار میں کر لی ظفر جگہ

دل [illegible] کو بیچا نکلے ساتھ
نہیں جائیگی اگر جائیگی تو جان کے ساتھ

[illegible] الفت ہو مانوس دل آشفتہ
جیب [illegible] پریشان کے ساتھ

[illegible] سے جنوں کی [illegible] تیری
چاک ہو جائیگا سینہ بھی گریبان کے ساتھ

[illegible] نوک [illegible] سبب عشاق چلا
نہ وہ [illegible] کافر [illegible] سامان کے ساتھ

[illegible] درد غم و داغ کو وہ ساتھ اپنے
گئے دنیا سے [illegible] سامان کے ساتھ

زلف کو مصحف رخسار سے اپنے سر کا
کر وہ ہندو [illegible] کیا کام ہے قرآن کے ساتھ

برنگ نقش کف پا تمہارے کوچہ مین
ظفر پڑا نہ رہے کیونکہ خاکسار پڑا

ہر جگہ ایک نیا رنگ ہے اللہ اللہ
واہ کیا جلوۂ نیرنگ ہے اللہ اللہ

کوئی صورت نہین ایسی کہ پسیجے کافر
دل صنم کا مرے کیا سنگ ہے اللہ اللہ

تیرے دندان مسی زیب کی کافر ہر رخ
کیا ہی زیبِ دہن تنگ ہے اللہ اللہ

تیرا اس سیکدہ مین اے بت سرمست غرور
کچھ عجب رنگ عجب ڈھنگ ہے اللہ اللہ

ننگ اور نام سے ہین عشق مین جسکے گذرا
نام سے میرے اوسے ننگ ہے اللہ اللہ

کیا ترا چہرۂ پرنور ہے سبحان اللہ
کیا ترا خط شب رنگ ہے اللہ اللہ

سب گلگیر ک سے لے تا بزبان ہر خار
سب پہ گلشن مین اک آہنگ ہے اللہ اللہ

برگ گل بھی تھا گران جسکے تن نازک پہ
اوسکی چھاتی پہ فلک سنگ ہے اللہ اللہ

چھوڑ کر اس بت کافر کے ظفر در کا طواف
آپ کو کعبہ کا آہنگ ہے اللہ اللہ

یون ترے رخ کا لیا ہے مری جان بوسہ
جیسے قرآن کا لین صاحب ایمان بوسہ

ہین وہ مجنون ہون کہ رکھتے ہی بیابان مین قدم
پاؤن کا لے ہے مرے خار بیابان بوسہ

منھ لگا کر جو ابھی تو نے کیا ہے گستاخ
لے ہے عارض کا ترے زلف پریشان بوسہ

جائے خوشبو نہ مرے منھ سے جو دے خوابمین بھی
گل رخسار کا وہ رشک گلستان بوسہ

۱۰۷

مطلع ثانی

خدا محفوظ رکھے اس بت کو نرگس کے ... | بلا وہ ناگ ہے کالا معاذ اللہ معاذ اللہ
جگر تو دیکھو میرا کہ ایک آہ میں ... | ... ستم کیا کیا معاذ اللہ معاذ اللہ
... شب ... جو بیٹھی زلف شبگون کو | ... ہوا کیسا معاذ اللہ معاذ اللہ
جو سوئے قتل عشاق وہ خنجر ... | ... کیا آتش ... معاذ اللہ معاذ اللہ
جو سر گرم طپش ہے دل ... | ... معاذ اللہ معاذ اللہ
قد جانان کو دوں تشبیہ کیونکر نخل ... | ... معاذ اللہ معاذ اللہ

کیا غارت ... ظفر دنیائی ... سے
بڑی آفت ہے یہ دنیا معاذ اللہ معاذ اللہ

گراں ہے اسکو نزاکت سے پیرہن کا بوجھ | نہ کھینچ ... نازک یہ نو تن کا بوجھ
ہزار کوہ اگر ہوں اٹھیں گے ہم ... | پر اٹھ سکے گا نہ اک تخم ... کا بوجھ
فلک زمیں پہ ابھی گر پڑے جو تھام نہ لو | ستون آہ سے ... کا بوجھ
... | ... نہ سکے ... بدن کا بوجھ
گراں ہے ... | ... کا بوجھ
... | ... شیدائے خستہ تن کا بوجھ

نہ ہوتی سر پہ یہ گٹھری ظفر گناہوں کی
ہلا سکتے ہو تا اگر ... کا بوجھ

ہوتا جو نہیں غنچۂ افسردہ پرستِ شگفتہ
شاید ہے یہ میری دلِ پرغم کا نمونہ

ہے ساغرِ مے جامِ جہان بین کے مشابہ
میخانہ ہے اک سلطنتِ جم کا نمونہ

جو عرش سے تا فرش ہے سب اسمین ہے موجود
ہے اسے ظفر انسان یہ عالم کا نمونہ

فرد رہتے ہیں اُسی مردِ خوش آئین کا ساتھ
ترک کرتا نہیں دنیا میں ہے جو دین کا ساتھ

ہیں رفیق اپنے غم و رنج و الم یاس و تعب
ہمکو بھاتا ہو ہمیشہ انہیں دو تین کا ساتھ

ہے تماشا نگہِ یار کہ دل ہے ہمراہ
ورنہ کر سکتا کبوتر نہیں شاہین کا ساتھ

خوشنما اُس لبِ لعلین پہ ہو یون خطِ سبز
جیسے رنگین کو خوش آئے ہر رنگین کا ساتھ

سینہ کوبی نہ سمجھ اسکو دمِ آہ و فغان
مطربِ خوش نے کیا واچ کیا ہیں کا ساتھ

نہ رہا یار نہ غمخوار نہ مونس نہ رفیق
مگر اک غم نے دیا عاشقِ غمگین کا ساتھ

زلف پر پیچ نہیں عارضِ جانان پہ ظفر
چمنِ حسن میں ہے سنبل و نسرین کا ساتھ

دل کو وہ رنج دے آمین اللہ
اور یہ سب سے آمین اللہ

کوسا اُس دشمنِ جان نے جو مجھے
دوست کہنے لگے آمین اللہ

تجھسے آنکھیں ہے ملاتا آہو
تنکے چنتا پھرے آمین اللہ

آمین آمین ابھی ہو جائے زبان
مہر باں کرے آمین اللہ

ردیف یائے تحتانی

سوچا کیا ہے عشق میں اے دل ۔۔۔ جو ہو گزرنا تھا سو ہو چکا کر بیٹھ

قصہ اُٹھ بھاگنے کا کر نہ ظفر
تو جو وان بیٹھ بیٹھ کر بیٹھ

نہیں کہیں کہیں تری چشم فتنہ گر کی پناہ ۔۔۔ یہ وہ بلا ہے کہ جس سے خدا کی پناہ

سوائے تیغ و شمشیر بسا بیان بین نکلی ۔۔۔ [illegible]

پناہ مانگتا ہے جسکو دیکھ کر ہر شخص ۔۔۔ [illegible]

خفا ہے تیرے مُجھ پہ جمنے یاد نہ مانا ۔۔۔ [illegible]

بھری ہے تیغ ہوا سا قیامت شمشیر ۔۔۔ [illegible]

بچے نگاہ سے دل کیسے یا ظالم ۔۔۔ [illegible]

قبول ہو دُرگاہ میں تری ظفر
تو وہ جہان میں ہو کافی ہے اک خدا کی پناہ

کُشکل اپنے جو کر دکھا لی اللہ ۔۔۔ دل میں کیا ہے بت کا فر نے آ لی اللہ

ہو گیا مجھ سے مکدر وہ مرا آئینہ رو ۔۔۔ دیکھیے ہوتی ہے کس طرح صفائی اللہ

گل میں کیا خار میں کیا تو میں کیا نار میں کیا ۔۔۔ اللہ ری تری جلوہ نمائی اللہ

لائی بو کس گل خوبی کی ہے یاد صبا ۔۔۔ کہتی ہے صَل علی ساری خدائی اللہ

روز آتا ہے وہ سر تیغ ستم سے دو چار ۔۔۔ کس سے یہ طرز ستم اس نے اُڑا لی اللہ

[illegible]

اشارہ فہم تیرا کون ہے یہ فہم ہے کسکو
نپایا دیر و کعبہ مین پتا ہرگز ترے گھر کا
ہمین سرباز ہین دم دینے والے تیغ ابرو پر

کوئی پہچانتا ہوگا تری چتون ہمین دیکھے
اگر نکلا تو پھر نکلا ترا مسکن ہمین دیکھے
تہِ شمشیر رکھدیگا کوئی گردن ہمین دیکھے

ظفر جو زاہدان پاکدامن ہین الگ ہمسے
کبھی تجھے اس سے پہلے بھی دامن ہمین دیکھے

ترا دیوانہ یہ کیا آٹھ پہر تکتا ہے
ترے رخسار صفا کی طرف آئینہ سان
کیسے گذرتا ہے وہ اس نگہ سے اپنا
ہم فرقت سے ہر یہ حال کہ یہ آنکھوں آ
کیا کہین چھپا تکتے دیکھا تجھ اے پردہ نشین
جبکہ تکتا ہے نشانہ کو کمند ار مرا

گاہ تکتا ہے ادھر گاہ ادھر تکتا ہے
ہو کے حیرت زدہ ہر ایک بشر تکتا ہے
در سے راہ کوئی آہ بشر تکتا ہے
منتظر کو جیسکا مرے یا دیدہ تر تکتا ہے
ایک عالم طرف روزن در تکتا ہے
پہلے میرا ہی وہ دل اور جگر تکتا ہے

کوئی ٹھہراتا نہین وصل کی صورت اُسسے
صورت اک ایک کی ناچار ظفر تکتا ہے

بات انکی جو مری بات پہ اونچی نہوئی
آنکھ اونچوں سے جدھر لڑتی تھی اے پردہ نشین
تیری تلوار سے ہمنے نہ بچایا سر کو

منہ گریبان مین ڈالا نظر اونچی نہوئی
کبھی یہ پردہ کی دیوار ادھر اونچی نہوئی
اے ستمگر کبھی اپنی سپر اونچی نہوئی

کیا زمانہ سے کشتی کرا سنے
تمھارا سا بہت پہلوان اچھے اچھے
اگر تم سا م کمان و ابرو کو دیکھین
تو دین پھینک تیر و کمان اچھے اچھے
ترسے چشم بیمار کے اسا
ہزاروں ہین بیمار یہان اچھے اچھے
جو دل تک لینا ہے
کہ ہین اور بھی دلستان اچھے اچھے
ظفر ہے وہ آدمی تمھارا سا سخن ہین
کر سچ ہین آتش زبان اچھے اچھے

[illegible]

جدائی مین ترے دیتا ہے آنسو دیدۂ ساقی	شراب ... دل بھر بھر کے پیمانے
اور ادھر ... دل کو اور ...	سدا ... پیمانے ... پیمانے
تری آنکھوں کے بیمار ...	پینے ... پیمانے
دل ... آیا وہ خوشۂ انگور ...	... پیمانے
[illegible]	[illegible] پیمانے

مے ... کا ایک قطرہ بھی نہین ساقی
ظفر ... یون ہین کھالی ہیں پیمانے

آج بوسہ پر لڑائی ہوتے ہوتے رہ گئی	... پائی ہوتے ہوتے رہ گئی
شکر ہے وہ ... چلتے ...	وصل مین ... جدائی ہوتے ہوتے رہ گئی
آہ وہ آئینہ رو ... رہا	... صفائی ہوتے ہوتے رہ گئی
وہ ڈوبے چاہ مین ہوتے اگر ہم آشنا	لیکن ... آشنائی ہوتے ہوتے رہ گئی
توڑتا تھا تو تو زنجیر در زندان جنون	لیا ... رسائی ہوتے ہوتے رہ گئی
مہربان صیاد ہو کر ہو گیا نامہربان	... رہائی ہوتے ہوتے رہ گئی

اے ظفر دیکھا بھلائی کا اثر دشمن سے بھی
کل اگر ... برائی ہوتے ہوتے رہ گئی

بہائے جاتا آنسو ...	... رہو

دیگر

وہ چاند سا ... روشن ... کان کا بالا ہے
... داغ مین ... کے ... جو بالا ہے
معلوم کیا ... دل مین کالا ہے

[illegible]

نہیں فراغ کہاں جو ہین طالب دنیا / ہمیشہ رہتے ہین دنیا ہی کے طلب مین پھنسے

پھنسا نہ پھر نہ کوئی کسی سبب سے پھنسا / تمھارے ہاتھ سے ہم رنج بے سبب مین پھنسے

اگر آج صحن چمن ہی تو ہمسکو زندان ہے / کہ ہم ہین الفت خوبان غنچہ لب مین پھنسے

نہیں ہے دام محبت اسکا کوئی بھی نکالی
بڑا لشان محبت ظفر ہین سب مین پھنسے

ستمگر تمسے بھلائی ایسی کی + / تمنے ہمسے برائی ایسی کی

ہم نہ بھولے کبھی وفا کی راہ / عشق نے رہنمائی ایسی کی

ظاہر اصاف اور دل مین غبار / کی تو اوسنے صفائی ایسی کی

کیا نا آشنا ہمین سب سے / آپ نے آشنائی ایسی کی

پہونچا زلفون تلک تیرے شانہ / کیونکہ بیدار رسائی ایسی کی +

کٹ گئے سر ہزارون اک دم مین / اوسنے تیغ آزمائی ایسی کی

کیونکہ اس بت نے تابع فرمان / ہے خدا کی خدائی ایسی کی

کی بگڑ کر کبھی جو بات اوسنے / ہمسے کچھ بن نہ آئی ایسی کی

اک ہمین سے ظفر نہین اوسنے
جس سے کی بیوفائی ایسی کی

طاقت نہین پھرنیکی عادت لیے پھرتی ہے / یا صرف مجھے میری ہمت لیے پھرتی ہے

113

[illegible]

اور آئینہ حیران کو ہو حیرت دونی

تو نے کیوں آنسے سے رو کا قاصد اشک کو	جو خبر دل کی مرے اے دیدہ تر گم ہوئی
پوچھتے ہو کیا ٹھکانا دل کا بحر عشق میں	کشتی اس دریا میں جو غرقاب ہو کر گم ہوئی
داغ سوزاں جب دکھایا آپ نے دل کا مجھے	دیکھتے ہی تابش خورشید محشر گم ہوئی
گر نہ راحت کی تمنا تو کر میرے واسطے	وہ تو دنیا ہی سے اب ہو جان مضطر گم ہوئی
بل بے ناکامی کہ اس تشنہ کا جو حلق تک	پہونچا بس تھا اسکا غنچہ آب خنجر گم ہوئی

لیگیا دل سے متاع صبر کو کون اے ظفر
سچ بتا یہ جنس اب گھر میں سے کیونکر گم ہوئی

تھی ترے دیدہ کی ہر دم مجھے حسرت دونی	تجھے دیکھا تو ہوئی اور طبیعت دونی

مطلع ثانی

ہوتی جاتی ہے ادھر سے جو محبت دونی	اور بھی ہوتی ادھر سے ہو عداوت دونی

مطلع ثالث

چاہے گر کوئی فلک سے کہ ہو راحت دونی	تو یہ ممکن ہی نہیں ہے اور اذیت دونی
میرے داغ دل سوزاں کا پڑا جو پر تو	ہو گئی تابش خورشید قیامت دونی
تری زلفوں کو ہوا دیکھ کے سودا دونا	تری آنکھوں کو ہوئی دیکھ کے وحشت دونی
میرے گریہ نے سمندر کو دیا دل جانانے غبار	بلکہ اس سے تو ہوئی اور کدورت دونی

[illegible]

[illegible]

۱۱۵

عدم کی راہ میں گیسو نہ کر بیٹھا کھینچ ہاتھ کھڑا | گرو ان زلف و نقش و پا کے ... پا نہیں ...

سبب کیا ذکر ہے تو وہاں ان خوبرویوں کی
ظفر یہ ہیں سے اسرار نہاں پائے نہیں جاتے

بزم میں اگر سمجھیں چپکے تو رہنا چاہیے
کچھ نہ کچھ آ ہی گئی پر منہ سے کہنا چاہیے

اس ستمگر کو دل اپنا ابتو ہنسنے دید یا
جو کرے ہم پر ستم وہ ہم کو سہنا چاہیے

ہاتھ سے ساقی کے لینا جام ہر مشکل نہیں
اپنی قسمت چاہیے اور اپنا لہنا چاہیے

اے پری رو پاؤں میں زنجیر ہو گردن میں طوق
تیرے دیوانے کو زیبا فرا یہ گہنا چاہیے

چاہتے ہیں پاؤں کے تلوے خلش کو خار کی
دشت میں مجنوں کو پھرنا پا برہنہ چاہیے

چاہ کر تم پھر گئے یا ہم کو انصاف سے
چاہ میں صاحب کسے دینا او لہنا چاہیے

حسن اس مہوش کا چمکے شب جو پیر سو دو چند
چاند کو پھر کیونکہ غیرت سے نہ گہنا چاہیے

اے ظفر مل بیٹھنا اچھا نہیں سو تست ہیں
کنج عزلت میں الگ ہی سب سے رہنا چاہیے

لب ترے ہیں یاد ہو یاقوت لال کیا ہے
وا تجھ پہ آگئے تیرے الماس لال کیا ہے

پر نور ہے جبیں کیسی مانند ماہ تابان
ابرو ترے ہیں وہ خمیدہ مثل ہلال کیا ہے

دیکھے ہر جو تجھ کو ہوتا ہے محو حیرت
انکو دیا خدا نے دیکھو جمال کیا ہے

جو دل پھنسے ہیں آ کے ان میں پھر چھوٹتا نہیں وہ
کاکل ہیں زلف تیری کیا جانے جال کیا ہے

[illegible]

[illegible]

الفت اُن کے یہاں رکھتے ہیں ہم آنسو	وہ اگر نامہ ہے تو نامہ بہ ... ہے
کہو دل سے نہ رکھے اسکا خیال اے مژگان	کاٹنے اسواسطے ... ہے
شعلۂ دل کو بجھا نہیں آب گریہ	بلکہ بھڑکاتا اسے ... ہے
دل کی اپنی یہ ہے اسلیے خاطر نظر	کہ تو آشفتہ ہے ... ہے

گر کہے کوئی برا اونکو نہیں وہ نہ برا
جو ہیں اچھے ظفر انکے لیے اچھا ہے سب

آج تیری تیری شمشیر کچھ کہتی تو ہے	مجھسے ... قتل مری ... کچھ کہتی تو ہے
سن لو جو ہے تماشہ زندہ نہیں ہوا ...	کرکے برپا غل ... کہتی تو ہے
تو خدا جانے پری پیکر ہے یا بشکل حور	مجھکو خلق سے عالم ... کہتی تو ہے
ہو تو دل میں تیرے اثر اے سنگدل	حال میرا آہ ... کہتی تو ہے

اے ظفر وہ بے خبر سن لیگا سب تیری خبر
تیرے دل کی آج یہ تقریر کچھ کہتی تو ہے

نہ ہم براہ وفا ہوئے نہ تم طرز ستم چوکے	جو اپنی بات تھی اس سے نہ تم چوکے نہ ہم چوکے
جو مضمون چاہیے تھا خط میں لکھنا ہمکو ...	کیا ہی تیز قلم انداز وہی یک قلم چوکے
گئے دیر و حرم کو چھوڑ کر جو آستان تیرا	مرے نزدیک یہ شیخ و برہمن اک قسم چوکے
یہ اپنی دم شماری تھی کسی کی دم سے کوئی دم	چلا جس دم وہ عیسیٰ دم ... ہم بھی دم چوکے

وعدۂ وصل کسی سے ہے ظفر آج اونکا
وہ جو جاتے ہین شتاب اتنی شتابی پہ ہے

دل ہے سرگرم فغان چشم ہے گریان رہتی
چین گرمی میں ہو یان نہ شب باران رہتی

ایک دھجی بھی جنون ہاتھ سے تیرے باقی
جیب سے میرے نہین تا سر دامان رہتی

وہ اٹھا دیتا جو آئینۂ روشن سے نقاب
روشنی کیا تری اے مہر درخشان رہتی

ہاتھ دامن تلک اسکے نہین پہونچا میرا
مجھسے تا حق ہے اجل دست و گریبان رہتی

ہمکو درکار زمستان میں ہے کیا آتشدان
گھر میں ہو گرمی آہ دل سوزان رہتی

عالم میرا جو ہجران میں اگر دیکھے یار
سبکی انگشت تحیر تہ دندان رہتی

جب وہ کہتے ہین کہ رہتی نہین ہم جانے ہین
سنتے ہی پہر تو لب میں تا ہیر جان رہتی

تیر اسکا مرے سینہ مین جو باہر ہوا
ورنہ ارمان دل تو حسرت پیکان رہتی

چین کرتے ہین جو ان ہمنشین دن پڑے
ہم یہان لوٹتے ہین خاک پہ بے چین پڑے

خاک ہو جائین جو مہر و وفا مین لیکن
ہم رہین اسکے ہمیشہ تہ نعلین پڑے

کیونکر اس چشم کا آجائے تصور ہمین
جب کہ حسرت سے نظر اپنی سر عین پڑے

دید ار اسکی محبت مین ہے جان کیونکر
کیا کرین جیکہ ادا کرنا ہمین دین پڑے

تیر کے ہم نہ تیر سے اپنی او ...
خواہ اب خرقہ پڑے خواہ خیارین پڑے

117

دیگر

کوئی عاشق جو درِ یار سے ...

جب عدو شوخ کے ہو کوچہ سے نسیم آتی
ہر چمن کے بیچ بو پر گلہائے نعیم آتی

کسطرح چمن میں ہو سنبل پسند اسکے
ہے بو جسکی کاکل کی شمیم آتی

یہ عشق کی دولت ہے بخشش میں کسی کی
ہر چند نظر مجھکو ہے دیدہ یتیم آتی

گزرا روز ہزار اوس کی الفت میں جوانی
یہ عمر جان کر اسپر بحال سقیم آتی

تا فہم کوئی سمجھے کیا راز محبت کر
یہ فہم میں سب لیکے جز و فہیم آتی

یاد اوسکی مرے دم میں گریہ میں شب
کسطرح بتدریج دن ہو قدیم آتی

یہ چہرہ زرد اور یہ آنسو مجھے کافی ہیں
پھر دل میں نہیں ہے مرض و بیم آتی

ناحق ہے علاج اے دل زار محبت کا
کچھ کام نہیں ہمیں تدبیر حکیم آتی

مژگان کا خیال اسکے دل میں مرے آتا ہے
اسطرح ظفر جیسے ہو فوج غنیم آتی

بے وحدت کی ہمکو مستی ہے
بت پرستی خدا پرستی ہے

یوں ٹپکتے ہیں اشک مژگان سے
جیسے کوئی گھٹا برستی ہے

دل کو ہم بیچتے ہیں بوسہ پر
اسکو لے لیجے جنس سستی ہے

مثل فوارہ سر بلند نہ کر
کہ بلندی کے ساتھ پستی ہے

نہیں بیٹھا ہے کھیل کھلا کر گل
اوسکی ہستی یہ اور پہ ہنسی ہے

رنج و غم کو خدا رکھے آباد
تا بہ دل میں ایسی بستی ہے

اُسکو سزا کچھ جسنے تجسے آنکھ لڑائی واجب ہے
چشم عنایت تجھ پہ پہلے چشم نمائی واجب ہے

دل میں کدورت میری طرف سے دیکھ تو رکھا ہے اتنا
میں ہوں تجھسے صاف تجھے بھی مجھسے صفائی واجب ہے

ایک جگہ پر رہنا سہنا بات نہ کرنی الفت سے
لطف ہے اس مل بیٹھنے میں کیا بلکہ جدائی واجب ہے

میٹھی چھری ہیں باتیں تمہاری جھوٹی نہیں اللہ تو
جانتی کرنا ایسے عذر ابسے ساری خدائی واجب ہے

گالی جھڑکی سب ہے گوارا منہ سے تمہارے ہم نہ رکھو
کہنا اسکا جو حق ناحق جسمیں کہی واجب ہے

پھرتے راہ عقل میں ہیں ہم بھٹکے بھٹکے مدت سے
حضرت عشق اب ہمکو ہماری راہنمائی واجب ہے

ہے یہ نسخہ خوب ظفر کام آئیگا اسکو یاد رکھو
کوئی بُرائی لاکھ کرے پر تمکو بھلائی واجب ہے

کسی تدبیر سے تقدیر پہچانی نہیں جاتی
مگر تقدیر میں تدبیر پہچانی نہیں جاتی

خط اُسنے کس سے لکھوا کر ہمیں بھیجا ہے ای قاصد
بتا دے تجھسے یہ تحریر پہچانی نہیں جاتی

ہوا دل انمیں پابند بلا پر یہ خدا جانے
کہ ہے وہ زلف یا زنجیر پہچانی نہیں جاتی

بتائینگے ہمیں جو ہر میں جو اُس تیغ ابرو میں
سپہر میں کبھی شمشیر پہچانی نہیں جاتی

مگر بے نشان فکر عمارت تو کر دو دن میں
یہاں تو ٹوٹ کر تعمیر پہچانی نہیں جاتی

خط نوخط کو میں ہوں دیکھکر حیران کہ کیسے
لکھی قرآن کی تفسیر پہچانی نہیں جاتی

جدائی سے ترے دو دن میں ایسی ہوگئی صورت
کہ شکل عاشق دلگیر پہچانی نہیں جاتی

شرف یہ خاک کو کیسا دیا ہے خاکساری نے
کہ ہے وہ خاک یا اکسیر پہچانی نہیں جاتی

تصویر دیکھ ہی کہ نقاش چین نے کھینچی ۔ بت دیکھتے اسکی صورت دل پر برہمن نے کھینچی

یارب ارادہ کسکے شبخون کا ہے جو شب کو ۔ شمشیر کہکشاں کی چرخ بریں نے کھینچی

بھر آئے اشک وہیں آنکھوں میں بہہ ہو کے ۔ جب آہ دل سے تیرے اندوہگیں نے کھینچی

ہو کر مقابل اسکے رخسار سے فلک پر ۔ شب کو بہت خجالت ماہ مبین نے کھینچی

تھا جس طرف لگا دیکھ اپنے دیکھنے کا ۔ دیوار اس طرف کو پردہ نشین نے کھینچی

تھی میری تشنہ خون دیوار جس طرف کی ۔ جسوقت بوند شکل و دہن میں نے کھینچی

صدمے ظفر اٹھائے کیا دل نے عاشقی میں ۔ تکلیف ساتھ دل کے جان حزیں نے کھینچی

ان دونوں ابرووں کے جو خوب خم کو سمجھے ۔ وہ کیا بیان کسیکے تیغ دودم کو سمجھے

مطلع ثانی

خوباں ہو وہی کہ ہم ہیں جو اس صنم کو سمجھے ۔ گو اسپہ ہر مسلمان کافر ہی ہمکو سمجھے

یوں تن مرا گلوں سے باغ و بہار دیکھے ۔ باغ خزاں رسیدہ باغ ارم کو سمجھے

شکوہ کرے جو عاشق کچھ چشم پر غضب کا ۔ عین عنایت اسکی ظلم و ستم کو سمجھے

طے منزل محبت کرتے ہیں پیکے آنسو ۔ اس راہ میں ہیں چشمہ ہم چشم نم کو سمجھے

کوئی رفیق و مونس ہمکو نظر نہ آیا ۔ ہمدم جہاں میں اپنا ہم اپنے دم کو سمجھے

عاشق کو ہے مساوی دنیا میں رنج و راحت ۔ نہ وہ خوشی کو جانے مطلق نہ غم کو سمجھے

[illegible]

ظفر بار مژگان مین کیا آنسوؤن نے گہر
پرو لیے ہین در خوشاب ایسے اچھے

آئے جب اس خاک کدہ مین گردش افلاک سے
ہو گئے دیوانے کس گلگون قبا کو دیکھ کر
کھائی ہے اس صید الفت کو نصیبونکی قسم
ایکدن دھو یا نہین جاتا ترے دلکا غبار
خواب مین اک گلبدن کو جو لگا یا تھا گلے
آنسوؤن مین پارۂ دل ہین کہین لخت جگر

خاک سے بن گئی اور بن گئے ہم خاک سے
گل نظر آتے ہین گلشن مین گریبان چاک سے
ذبح ہو کر جو بندھے ظالم تری فتراک سے
روز بہ جاتے ہین دریا دیدۂ نمناک سے
آتی اک تک ہے بو سے گل مری پوشاک سے
چشم دریا بار مین جیسے گہر تیراک سے

تاب کیا مہتاب ہو برق اہ ظفر ورنہ عشق
تاب شمشیر نگاہ قاتل سفاک سے

خط اپنے آدمی نہین گر لیکے اڑ گئے
اتکو نہ سیر کیجئے جاتان مین جانور
ہم اس چمن مین ٹھہرے تو کیا مثل رنگ گل
پروانے خاک ہو کے اڑے سوز عشق سے
الله رے تیرا حسن کہ پریون کے بھی حواس
ڈھونڈھون کہان مین آپکو مجھکو ہے خیال

تو کیا فرشتے یہانکی خبر لیکے اڑ گئے
دانے کی جاے منہہ مین گہر لیکے اڑ گئے
دم کوئی دم نسیم سحر لیکے اڑ گئے
پرزہ سلامت اپنے نہ پر لیکے اڑ گئے
تیری بلائین رشک قمر لیکے اڑ گئے
کیا آپ ہین کدھر سے کدھر لیکے اڑ گئے

رات دیکھا جو ہم نے نا سحر دشت کہ
دیکھنا ہم سا بھی ہو ار تاراں کون ہے
ہم نہ کہتے تھے ظفر تجھسے کہ دیکھا دو نہ دل
دیکھ اب ہم ہین کیا تو ہے پشیمان کون ہے

دیگر

بت پرستون سے سوا ہے جیہ بانا کون ہے
ان بتون مین جلوہ گر ہے [illegible]

اے ظفر جسطرح تو سر باز جاتا ہے نڈر
اسطرح کوچہ میں اس قاتل کے جاتا کون ہے

جو اسنے چاہا نہ میرا برا بری تو نہ کی — بھلا دی کی تو نہ کی پر بھلا بری تو نہ کی
تھو نصیب میں صحت تو کیونکر ہو صحت — مگر طبیب نے میری دوا بری تو نہ کی
الٰہی کیوں ہے برا اسنے مجھکو ٹھہرایا — برا جو اسکو نہ میں نے کہا بری تو نہ کی
بتوں کی جان کو رو رو کے عشق میں ہے — بلا سے تجھپہ ہو کی جان فدا بری تو نہ کی
مجھے یہی ہے غنیمت کہ مجھسے کوئی بات — جو تو نے کی کبھی اسے خوش ادا بری تو نہ کی
کرے ہے ظلم و ستم کیوں وہ بیوفا ہم پر — کہ اس سے ہمنے اگر کی وفا بری تو نہ کی
بتوں نے کی جو بھلی ہمسے وہ بھلی ہی سہی — پر اسنے ہمنے بھی فکر خدا بری تو نہ کی
کرے وہ مجھسے برائی تو کیوں برا مانوں — اگر برے کو بری دی سزا بری تو نہ کی

ظفر بھلائی میں دی اسکی تو نے جان اپنی
صد آفریں تجھے صد مرحبا بری تو نہ کی

بلا سے لے اجل یا صنم مرے وہ جو آئے — ایسا تو ہو یار سے کہ یہ آئے نہ وہ آئے
وہ پاک نظر یار تجھے دیکھنے کو آئے — جو چشم کو آب گہر اشک سے دھو آئے
دل صاف ہو جسکا وہ چھپائے نہ کبھی راز — منہ پہ کہے دل میں صفت آئینہ جو آئے
پھر نام نہ لے مدرسہ میں جانے کا ملّا — یکبار مرے ساتھ جو میخانہ میں ہو آئے

[illegible]

وہ اور ہیں جو عشق کا دم بھر کے رہ گئے
ہمنے تو جسدم آہ بھری مر کے رہ گئے

تھا قصد یہ کہینگے کچھ اُنسے ہم اپنا حال
دیکھا جو اُنکو چین جبیں ڈر سکے رہ گئے

یہ حال ضعف سے ہو کہ مانند نقش پا
جس جا پہ ہمنے پانوں دھرا دھر کے رہ گئے

دیکھا جو اُسکا جلوہ تو حیرت سے رات کو
دیدے کھلے ہوے سحر و اختر کے رہ گئے

یک شب رہا بغل میں تو دل کے دل ہی میں
ارمان تیرے عاشق مضطر کے رہ گئے

آئے وہ جب کہ کہہ نہ سکے کچھ بھی اُنسے ہم
حسرت سے اک نگاہ فقط کر کے رہ گئے

کتنے ہی طائر دل و جان پھنسکے اے ظفر
پھندے میں اُسکی زلف معنبر کے رہ گئے

جو ہمسے تم صنم اُکھڑے اُکھڑے
تو بولو نہ یوں دمبدم اُکھڑے اُکھڑے

ہوا ہمکو معلوم ہے وہ نقطہ دہن
جو پڑتے ہیں اُسکے قدم اُکھڑے اُکھڑے

نظر آئے اُس سرو قامت کے آگے
نہالان باغ ارم اُکھڑے اُکھڑے

ترے رنج دوری میں ظالم ہمیشہ
رہا ہمسے دل دل سے ہم اُکھڑے اُکھڑے

رفیقان راہ محبت کے اپنے
ابھی ہیں سینہ میں دم اُکھڑے اُکھڑے

پڑے ہیں آنکھوں کی گردش سے دیکھو
مکانات دیر و حرم اُکھڑے اُکھڑے

طبیعت ہو اُکھڑی ہوئی کیوں خط میں
لکھیں حرف وہ کیا قلم اُکھڑے اُکھڑے

مزے آگے اب بلہوس جم سکے کیا
جہاں پانوں انکے ستم اُکھڑے اُکھڑے

۱۳۳

[illegible]

وہی اچھا ہے کہ جو سمجھے کسیکو نہ بُرا
بلکہ گر کوئی بُرا بھی ہو تو اچھا سمجھے

مرگ کو جانتا ہے زندگی اپنی عاشق
ملک الموت جو آئے تو مسیحا سمجھے

اے ظفر اوڑ گئی دنیا سے محبت بالکل
آدمی دوست کو اس وقت میں عنقا سمجھے

کبھی غیروں کی سی تمنے کبھی میری سی کہی
کوئی اونکی سی کہی اور کوئی میری سی کہی

اوسکے کہنے پہ بجا دیکھ کہ جسنے تجھسے
ابھی تیری سی کہی تھی ابھی میری سی کہی

کیسا ہی دوست تھا وہ تم ہوئے دشمن اُسکے
آپ کے سامنے جسنے ذرہ بھی میری سی کہی

شکر صد شکر کہ جو بات کہی تھی میں نے
آ کے اوروں نے بھی اُنسے وہی میری سی کہی

روز تم کہتے تھے اپنی سی خدا جانے کہ آج
تمہیں کیا آیا کہ تمنے ابھی میری سی کہی

کہتے تھے حضرت دل اور تو سب اُنکی سی
لیکن افسوس کہ کچھ تھے بھی میری سی کہی

اُسکے کہنے کا ہوں قائل ظفر اُنسے جسنے
کچھ کہی یا کسی ڈھب سے کہی میری سی کہی

تجھسے دل کو اپنے لگایا جو کچھ ہے سو تو ہی ہے
تجھکو ہمنے اپنا پایا جو کچھ ہے سو تو ہی ہے

ایک تجھی کو جانتے ہیں ہم اور کسی کا ہم نہیں محرم
کون ہے اپنا کون پرایا جو کچھ ہے سو تو ہی ہے

چرخ بریں سے لیکے زمیں تک اور زمیں سے چرخ بریں تک
دیکھا جہاں تو وہاں تو نظر آیا جو کچھ ہے سو تو ہی ہے

ماہ کو بھی اور اختر کو بھی لعل کو بھی اور گوہر کو
سب کو تو نے ہی چمکایا جو کچھ ہے سو تو ہی ہے

125

چمکن نہ نہین بستر آرام پہ جسکو دکھلائے نہ صورت مجھے وہ کان ملاحت	آرام تری یاد بر و دوش مین آئے آواز تو اب آپکی سرگوش مین آئے

گنجایش اشک اپنی ظفر کیا ہو فلک پر
یہ دانے کہاں جھوٹے سے سر گوش مین آئے

وہ ہر طرف دکھا رہی اپنی نمود ہے سودا اُسیکا خوب ہے بازار عشق مین غنچہ جو ہے مثال دہان گل برنگ گوش دشمن ہم اپنی جان کے ہین آپ عشق مین کیونکر چھپاؤن سوز محبت کہ چرخ تک اللہ ری نازکی کہ وہ رخسار لالہ گون	جاتی مری نگاہ نہین کاہل جو دست جسنے سمجھ لیا کہ خدا ہے وہ مسجود ہے آپسمین کچھ تو ہو رہی گفت و شنود ہے نے ہر کوئی رہا نہ ہمارا حسود ہے ساتھ آہ کے گیا جا دل کا دود ہے صدمہ سے اک نگاہ کے ہوتا کبود ہے

ہے کس ستم کی تجکو ظفر خواہش داد
ہر دم جو تیر اور دزبان یاد دود ہے

جسنے بنایا ہے ہمین ہمکو قسم اُسی کی ہے ہین جو یہ زخم کارگر سینہ مین تا بہ جگر جسکا یہ ہے شعلہ جو تری شمع کی طرح لو لگی ہے کہتے ہین جسکو دل وہ اصل ہے خانہ خدا	اپنے خمیر خاک مین خاک قدم اُسی کی ہے کرگئی کام اسقدر تیغ ستم اُسی کی ہے سوزش اُسی کی دل مین ہے چشم مین نم اُسیکی ہے نقش ہے سب عمارت دیر و حرم اُسیکی ہے

اور اسے ابرو و کمان سے کہیں کم تو ستم سا
پر اسے ہین تیر نہین اور نہین کمان بڑی
ہم ایک بات پہ تو دس سے ہلا کان بھلو
یہ کیسی تھوڑی اسے شیخ زبان بڑی
لگا سکے کوئی کیا تھا رخسار حسن کو عیب
نہیں بھی چاند پہ ہے داغ مہربان بڑی
کھڑے سے آج اور بھی اس بار
ظفر بھی یہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

دیگر

[illegible]

تیرے مژگان بھی ظالم ہوگئے ہیں جیسے کشتہ	نقطہ ابرو ہی تیری کیا نظر خم سی آتی ہے

قطعہ

ہم اُنکے گھر میں جائیں اور اُنکے پاس کیا بیٹھیں	نہ غمازی ہمیں آتی ہے نہ جاسوسی آتی ہے

گذارا ہی ظفر ان لوگوں کا ہوتا ہے
کہ جنکو چاپلوسی اور کانا پھوسی آتی ہے

منہ چھپا فرصت عمر ہی تیری شرارت بنگئی	آتش دوزخ بہار باغ جنت بنگئی
دیکھو صحبت کا اثر مجنون جو بیٹھا میرے پاس	میری اُسکی دو ہی دن میں ایکصورت بنگئی
جب نظر آئی تجھے میں مجھکو صورت یار کی	بت پرستی واسطے اپنے عبادت بنگئی
ترک کی اے بیوفا میں نے نہ تیری دوستی	گرچہ اسمین میری دشمن ایک خلقت بنگئی
یون تو تصویرین مصورنے بنائیں سیکڑون	پر تری تصویر خوش قامت قیامت بنگئی
باتوں باتوں میں بگڑ بیٹھا جو بس تو کبھی	جان ہی پر اپنی پھر اے ہمدرد بنگئی

ہم نہ تھے آگاہ رستے سے محبت کے ظفر
رہنما اس راہ میں پر اپنی قسمت بنگئی

اشک آنکھوں میں دم گریہ جو بھر کر پیگئے	پیگئے دریا وہ کیا بلکہ سمندر پیگئے
ہوگئی بالکل مریضان محبت کو شفا	وہ جو تیرے آستان کے دھوکے پیھر پیگئے
خشک ہونے ہی نہیں ہرگز مرے زخم جگر	اے ستمگر اسقدر وہ آب خنجر پیگئے

[illegible]

دکھائی اپنی چشم مست کی جب اُسنے کیفیت ... نہ کی حیرت سے ہرگز بند اپنی آنکھ ساغر نے
اگر یاور نہیں تو چھانکر شگاف سے دیکھو ... چھپا رکھی ہے آتش عشق کی سینہ مین پتھر نے
ترے رشک قد رعنا نے جب شمشاد کو کاٹا ... چمن مین کام آرہ کا کیا قمری کے شہپر نے

ظفر سیراب ہو کیونکر نہ سارا گلشن عالم
کیا ہے چشمہ جاری فیض کا اس دیدۂ تر نے

پسند آئے مکو اگرچہ بے نیازی حد سے بیحد ہے ... ولیکن اسپہ بھی بندہ نوازی حد سے بیحد ہے
بہا جاتا ہون سر تا پانون تک گُھل گُھل کے اشکون مین ... برنگ شمع میری جانگدازی حد سے بیحد ہے
بچھائی ہے فلک نے کچھ عجب شطرنج عالم مین ... کہ اس کجباز کی تو دیکھو بازی حد سے بیحد ہے
سر منصور سولی پر یہ کہتا تھا جو حق پوچھو ... تو عاشق کے لیے یہ سرفرازی حد سے بیحد ہے
الٰہی خیر ہو مفتون ہوا دل چشم پر اوسکی ... کہ جسکے غمزہ مین جادو طرازی حد سے بیحد ہے
رہے فرہاد و مجنون نپر اپنے عشق کی حد پر ... مگر عاشق کی تیرے عشقبازی حد سے بیحد ہے
دم مُردن مرے کیا جانئے آئے یا نہ آئے تو ... کرو دم بازی تم لی در حیلہ سازی حد سے بیحد ہے
سحر سے شام تک اک اک گھڑی ہے دن قیامت کا ... کہون کیا مین شب غم کی درازی حد سے بیحد ہے

جو رکھو امتیاز اپنی نگاہ اوسکی محفل مین
کرو ان تو اے ظفر بے امتیازی حد سے بیحد ہے

ہو کس سے خفا رنجش کا باعث مہربان کیا ہے ... طبیعت کیون ہے رنجیدہ نصیب دشمنان کیا ہے

[illegible]

[illegible]

وفا کا نام ہیں جو تیرے روبرو ہیں لیتے
وہ جیتے جی ہی سے پہلے ہمارے قدم ہیں چھو لیتے

بناتے تیرے ہی مژگان کو نشتر فصاد
جو تیری زلف کے سودا زدہ لہو ہیں لیتے

قریب مصحف رخ تیرے خط سے ہیں گیسو
کہ ہاتھ میں نہیں قرآن بے وضو لیتے

جو لیتے سرمہ ہم اپنے پئے بصارت چشم
تو خاک پا تری یا تری خاک کو لیتے

ہمارا جام سے کیا کام چلتا اے ساقی
کہ جب تلک نہ کوئی ہم خم و سبو لیتے

نکلتا ہے جو ہمیں تیر غمزۂ چشم
اجل کا سر پہ نہ احسان ہم کبھو لیتے

کرو ہیں آہ و فغان کیونکہ سامنے آ نکلے
کہ ہیں وہ پہلے ہی میرا دبا گلو لیتے

جلا جلا کے رُلاتے ہیں شمع سا ان مجکو
وہ ۱۵ پند بزم میں ہیں میری بو لیتے

جہاں میں کوئی نہیں لیتا اپنے واسطے غم
ظفر ہیں ایک ہمیں ہیں یہ آرزو لیتے

[illegible] تلاطم ہے
کہ ان ہنگام طوفان ہی سمندر میں تلاطم ہے

[illegible] حاصل
کہ پڑ جاتا ابھی اک آب خنجر میں تلاطم ہے

[illegible]
ڈبو دیتا جہانکو اسکا دم بھر میں تلاطم ہے

[illegible]
یہ عالم ہے کہ گویا آب گوہر میں تلاطم ہے

[illegible] پریشانی
تو پڑ جاتا وہیں اک موج جوہر میں تلاطم ہے

[illegible] ساقی
پڑا مستی سے آن آنکھوں کے ساغر میں تلاطم ہے

[illegible]

۱۳۹

سخت جالی سے یہان ٹوٹ پڑی شاخ امید
وہان یقین بات کا کیونکر ہو کہ دنمین بار
پیرہن چاک کرے باغ مین ہر گل اپنا
اپنے عشاق کی لازم ہو تحسین لداری

پھل جو قاتل تری شمشیر جفا کا ٹوٹے
عہد و پیمان جہان اہل وفا کا ٹوٹے
کبھی ہنستے مین جو بند اسکی قبا کا ٹوٹے
کہین ایسا نہو دل اہل وفا کا ٹوٹے

اے ظفر مین ہون وہ آوارہ کہ جسکے ہمراہ
دو قدم چلتے مین دم باد صبا کا ٹوٹے

آتش عشق جو سینہ مین مرے تیز رہی
اُس ستمگر کے ستم کون اُٹھا سکتا ہے
عوض ساغر مے ساقی گلفام بغیر
گردن دل مین ہمیشہ مرے مانند کمند
کیونکہ بیمار محبت کی ہوا امید شفا
کی اجل نے جو یہان آنے مین اتنی تاخیر

آہ کہ شعلہ فشان گاہ شرر ریز رہی
جان کیا جانے مری کیونکہ ہم انگیز رہی
چشم تر خون جگر سے مرے لبریز رہی
اے ستمگار تری زلف دلاویز رہی
نہ دوا ہی رہی نے طاقت پرہیز رہی
منتظر کیا تری اے قاتل خونریز رہی

اے ظفر حق مین ہمیشہ مرے چشم جانان
فتنہ انگیز رہی اور بلا خیز رہی

نہین ہے کس مین آپ سے دیکھو سبھی مین ہے
سہا و ماہ یہ کیا چشم مین اگر ہو نور

کہ لیکے عرش سے تا فرش وہ سبھی مین ہے
تو اُسکا جلوہ رو سے نکو سبھی مین ہے

[illegible]

دیگر

[illegible]

کسیکو قتل کیا تو نے بھی ابھی قاتل	لہو مین ہے تری تیغ دو دم بھریکی بھری
بھری تھی دل مین ہمارے جو تیری حسرت وصل	وہ اپنے ساتھ گئی تا عدم بھریکی بھری

پڑھا نہ حرف کتابون کی ہے ظفر گٹھری
رہی سرہانے دھری یک قلم بھریکی بھری

ہم شب جو اُنکے در کے رہے آڑ مین پڑے	دربان ہمارے واسطے کھٹر کاڑ مین پڑے
دل جل گیا ہمارا جگر بھن گیا تمام	الفت تمہاری شعلہ رخو بھاڑ مین پڑے
جاتے کہان ہو چھپ کے لیا ہمنے تمکو تاڑ	مدت سے یان ہین ہم بھلی سی تاڑ مین پڑے
دیوانے تیرے نکلے جدھر ہو کے دشت مین	دامن کے ٹکڑے رہگئے ہر جھاڑ مین پڑے
بجوف دل کا شعلہ چڑھا بام چرخ پر	شہتیر آہ و نالہ کے جیب پاڑ مین پڑے
اس سخت جان پہ دانت لگی بیٹھے اجل	دندانے اسکی تیغ کے جو پاڑ مین پڑے
فرہاد و قیس کی ہین یہان نقش ہڈیان	مٹی ہماری بھی اُٹھی ٹھرواڑ مین پڑے
شب کو شراب خانہ مین مینہ توڑا کیا	اور مست انیڈتے رہے بوجھاڑ مین پڑے

لوٹا دل آن نگاہون نے مژگان کو کر شریک
جو چور ملکے اسے ظفر اس دھاڑ مین پڑے

اپنے پہلو مین جو دی آپنے کمظرف کو جاے	نہ رہی خدمت عالی مین ہمین حرف کو جاے
یار کے روے کتابی پہ لب لعلین ہے	خوب موقع پہ ملی سرخی شنگرف کو جاے

[illegible]

اے ظفر جو یاں کریم الطبع مہمان دوست ہیں
اپنے کھانیکا مزا کب انکو بے ضیافت آئے ہے

بلا سے جام فلک اشتباہ سے گر جائے
نگر نگوں کسی کی نگاہ سے گر جائے

نہ کر تو شانہ کو ہر تار میں ہیں سو سو دل
کوئی نہ دل تری زلف سیاہ سے گر جائے

گمان ہوتا ہے تارا اگر کبھی شب کو
عرق کی بوند رخ رشک ماہ سے گر جائے

اگر ہو کوہ بھی ہو جائے جل کے خاکستر
جو برق سوختہ جانوں کی آہ سے گر جائے

چڑھائے مہر اوسے سر پہ مثل تاج شعاع
جو تار زر ترے زرین کلاہ سے گر جائے

جو قصد مہر کرے میرے محضر خون پر
تو مہر ہے کہیں دست گواہ سے گر جائے

گرائے چاہ زنخدان میں کون دل اپنا
مگر وہ آپ ظفر اپنی چاہ سے گر جائے

فقط کیا پاس ننگ و نام ہیں سیکھے ہو بھولے
کہ ہم تو عشق میں سب کام ہیں سیکھے ہو بھولے

بھلائے ہوش ایسے تیری چشم مست نے ساقی
نہ پائے کاسہ گر اب جام گر سیکھے ہو بھولے

چمن میں ہمنے سیکھے تھے جو کچھ انداز اڑنیکے
وہ اے صیاد زیر دام ہیں سیکھے ہو بھولے

محبت نے تمہوں نکی جنکو کافر کر دیا بالکل
وہ سب رسم و رہ اسلام ہیں سیکھے ہو بھولے

سکھائے کیا کوئی شیوے انھیں مہر و محبت کے
کہ وہ تو ابد ال ناکام ہیں سیکھے ہو بھولے

وظیفہ ہے ہمارا جیسے ذکر زلف و رخ تیرا
ہم اپنا ورد صبح و شام ہیں سیکھے ہو بھولے

آنکھوں مین مستونکے ہے تیغ سیہ تاب اسنے دی
یاد دیا یہ سرمہ دنبالہ دار آنکھوں مین ہے
گر گئی کل ایجو اہم اپنی نظروں سے ظفر
خاک ایسے یار جب سرمہ دار آنکھوں مین ہے

دیگر

مطلع ثانی

[illegible]

دیگر

[illegible]

ہر ایک بات پہ ہوتے ہو تم غضب برہم	تمہین نہ دینے تھے دل ہم اس غضب کے لیے
ہنسے چمن مین صبا گل جو سامنے اوسکے	تو گوشمال مناسب ہے بے ادب کے لیے
سوا ترے لب جانبخش کے نہین کوئی	علاج اس ترے بیمار جان بلب کے لیے

نہ دیکھا اوسکے رخ صاف کے مقابل ایک
ہزاروں آئینے ہے ظفر طلب کے لیے

وہ کہتے ہین بھلے ہین ہم بھلا اسکی تو ہنسنے کی	یہ سچ ہے بات برے ہم ہین برائی کی تو ہنسنے کی
ہوئے سب بہرہ ور تجھ سے نباہی جب وفا تم نے	مگر تیری گوارا بیوفائی کی تو ہنسنے کی
نہوتے دوست ہین سے گر تو ہوتی خلق کیون دشمن	عدو اپنی اگر ساری خدائی کی تو ہنسنے کی
خراباتی و صوفی دونون قائل ہوگئے اپنے	جو رندی کی تو ہنسنے پارسائی کی تو ہنسنے کی
تمہین کیا گرچہ رونے پر ہمارے لوگ ہنستے ہین	کرا اپنی نا صحو یہ جگ ہنسائی کی تو ہنسنے کی
کسی نے بھی نہین ہمکو ڈبویا آپ ہم ڈوبے	کہ تجھ سے بحر خوبی آشنائی کی تو ہنسنے کی
نہ دیکھو آئنہ کو تم صفا کیا خاک ہے اسمین	ہمارا دل صفا دیکھو صفائی کی تو ہنسنے کی
کہا زلفون نے آنکے منھ پہ تم ہو کج ادا بیشک	مگر ظاہر تمہاری کج ادائی کی تو ہنسنے کی

جو کچھ چاہا کیے تھے آنکے دست و پا حنا بستہ
ظفر موقع پر اُنسے ہاتھا پائی کی تو ہنسنے کی

مجال کس کی تمہاری جانب کرے جو کوئی نگاہ اونچی	بندھی ہے چلمن جھکے ہے آگے غرفہ کے خواہ نیچی خواہ اونچی

[illegible]

تو نے حال مرا کیا کہ مری جانب سے
پوچھو تو اسے ناصح مشفق میرے
پھر دوا چارہ گر دل کی جراحت میں نمک
بھرتے ہیں کان ترے کان ملاحت بھرتے
اپنے دامن کو ہیں کیوں خون جگر بھرتے
آستین ہو پسکے کیوں سنگ جراحت بھرتے

جبکہ دل میں ہے ظفر قامت دلدار کی یاد
دل سے آہیں وہ رہیں تا بہ قیامت بھرتے

جو تیری یاد جلوۂ قامت میں سو گئے
گویا وہ عرصہ گاہ قیامت میں سو گئے
ان غافلوں نے دیکھا تماشا جہان کا کیا
جو مست ہو کے نشۂ غفلت میں سو گئے
جو تیرے انتظار میں جاگے تمام عمر
حیران ہوں کس طرح سے وہ تربت میں سو گئے
ہمخواب ہونا خواب میں بھی یکشنے نہیں
بخت اپنے ایسے تیری محبت میں سو گئے
جس روز دیکھی ہے تری چشم سیاہ مست
شب زندہ دار عین عبادت میں سو گئے
ہم سوتے زیر خاک نہ آرام سے مگر
جاگے بہت تھے رنج و مصیبت میں سو گئے
جتنے جگا کے فتنۂ خوابیدہ حرص نے
سب آ کے میرے کنج قناعت میں سو گئے
سہلاتے تلوے پاؤں کے چھالے ٹوٹنے اس طرح
مجنون کے پاؤں تا دمِ وحشت میں سو گئے
خواب عدم سے چونکے تھے مشتاق ہم ترے
دیکھا نہ تجکو اور اسی حسرت میں سو گئے
کرتے ہیں بعضے لوگ جو انکار روز حشر
کیا نالہ کش تری شب فرقت میں سو گئے
سو گئے ہزار فتنے قیامت کے اے ظفر
اہل دول جو نشۂ دولت میں سو گئے

دکھاتا اہل دین کو پھر زور و شور دنیا ہے
پراو سکے زور سے اسکا ایں گز زور دنیا ہے
یہ دنیا دار ہیں گیا اتنا کی پیادر گور دنیا ہے
کہ دنیا دار مرتہ اور مردہ خور دنیا ہے
ہمیشہ کام میں نقش ان کا ساسہ ہو دنیا ہے

[illegible] آنکھوں سے [illegible] دامن میں [illegible] اس [illegible] کو پہچانا چاہیے
[illegible] بیہوش و ہوشیار کو پہچانا چاہیے
[illegible] یار کو پہچانا چاہیے

[illegible]
روزن نہیں تو [illegible] کو چاہیے ظفر
دیوار میں نہیں تو کواڑ و نہیں ڈھونڈھیے

رہے پیاسا ترے آب دم خنجر کا لے قاتل	کوئی سیراب گر آب بقا سے ہوئے کیسا ہی
اٹھائے ہاتھ کب تیر اجفا کش جی سے الفت کے	اگرچہ سنگ وہ تیری جفا سے ہوئے کیسا ہی
ترے بیمار کو دار الشفا ہوئے ترا کوچہ	اگر مایوس وہ اپنی شفا سے ہوئے کیسا ہی
رہے محتاج کیا اکسیر خاک پا کا وہ تیرے	کسی کا دل غنی گر کیمیا سے ہوئے کیسا ہی
کشش دل کی وہ آفت ہے کہ تجکو کھینچ ہی لائے	کشیدہ تو اگر اپنے مبتلا سے ہوئے کیسا ہی

تجھے پہونچے نہ کیا آزار اسکا ظفر در زینہار او ستمگر
پریشان گر غبار اسکا ہوا سے ہوئے کیسا ہی

معشوقوں کی نگاہوں میں آجا اڑ و نہیں ڈھونڈیے	اور کو کہیں کو جا کے پہاڑ و نہیں ڈھونڈیے
کیونکر بچے کی ہے بگڑتے ہوا سے دم	پائیں نہ پاؤں کی نہ بگاڑ و نہیں ڈھونڈیے
گر سوز غم کہیں ہے تو عاشق کے دل میں آ	یہ آگ وہ نہیں جسے جھاڑ و نہیں ڈھونڈیے
خطرہ پڑے پڑے ہو کے گھبرا جائیگا کہاں	دیوار و در کے اپنے دراڑ و نہیں ڈھونڈیے
دریا کی سیر کیجیے ان آنکھوں میں آنکر	ہے یہاں ہے وہ لطف تو اڑ و نہیں ڈھونڈیے
یاروں کی کیجیے کثرت اغیار میں تلاش	جا کر گلوں کے کانٹوں کی باڑ و نہیں ڈھونڈیے
کشتی لڑے ہے عشق سے دل ایسا پہلوان	نکلے نہ گر ہزار اکھاڑ و نہیں ڈھونڈیے
پیکان یار سینہ میں میرے کہاں ملے	جبتک دل و جگر کی تہ آڑ و نہیں ڈھونڈیے
دو چار اب بھی دامن معشوقوں کی دھجیاں	نکلیں جو خار دشت کی جھاڑ و نہیں ڈھونڈیے

[illegible]

کیا کہین خوش ہین غم عشق سے ہم کیسے ایسے	کرنہ خوشنود ہوئے ہم کسی شے سے ایسے

مطلع ثانی

عیب سے دل کے ہوئے نالے نہون نے سے ایسے	اور جو ہوجین بھی تو ہرگز نہون سُنے ایسے
تجھسے ظالم سے اگر دل نہ لگاتے اپنا	سہتے کیون ظلم و ستم عشق مین اپنے ایسے
اتنو سب ہو گئے اے شوخ فریبے معلوم	پہلے آگاہ نہ تھے ہم تری ایسے ایسے
سارے دیوانے نہون ہمسر قیس و فرہاد	ہون تو وحشت زدہ اکثر و ہین پہلے ایسے
دام مین کسکی گرہ مین کہ ہوسود اولکا	حلقۂ زلف ہی کے پاس ہین پہنچے ایسے

چشم ساقی کو ہوئے دیکھکے جیسے بدمست
اے ظفر ہم نہ چھکے ساغر مے سے ایسے

اوس لعت کا سایہ ہے دل زار پہ بھاری	اسطرح کو نہون رات ہو بیمار پہ بھاری
تجھ بھیجے ترے نیچۂ نازک پہ نہ صدمہ	تیغ سے ستمگر تیری تلوار پہ بھاری
ہے لخت دل اشکو نہین گرانبار ہی غم سے	یاقوت کے ہر ہو نہ منکے ہار پہ بھاری
معلوم ہوا پشت خمیدہ سے کہ شاید	کچھ بوجھ ترا ہجر نگو نسار پہ بھاری
اے عشق عجب کیا کہ گران جانی فرہاد	ہو جائے ترے ہاتھ سے کوہسار پہ بھاری
ہو غیر نہ پہلو مین ترے اسکے عوض کاش	پتھر ہو مرے سینۂ افگار پہ بھاری
قیمت مین اگر بوسے کے تو جان بھی مانگے	کچھ مول نہ ایسا ہو خریدار پہ بھاری

۱۱۳۵

[illegible]

کم نہیں حلقۂ زنجیر سے چشم آہو | وحشی اوس چشم کے ہیں وادی وحشت میں پھنسے
صید تصویر بھی جس جائے گرفتار سی ہے | ہیں یہاں طائر تصویر بھی حیرت میں پھنسے
ہے ترا تار نظر قصہ کمند عاد [illegible] | کہ یہاں سیکڑوں دل ایک اشارت میں پھنسے

ہم نہ پھنستے کبھی زندان محبت میں ظفر
لیک پھنسنا ہی لکھا اپنی تھا قسمت میں پھنسے

تو نے بے مہری لیا ہے ہوئی ایسی تو تھی | یار کی رنجش بجا ہے ہوئی ایسی تو تھی
کیا کہیں سنکے کہا کیا نزکہتا تھا کہ اب | گفتگو کل برملا ہے ہوئی ایسی تو تھی
دل تو کیا تھا زلف کا اوس کی بھی کہہ کر چھوڑتی | آج برہم وہ بلا ہے ہوئی ایسی تو تھی
خاک ہو کر اوس گلی میں خاک برباد اپنی کی | خاکساری اے صبا ہے ہوئی ایسی تو تھی
اور تو جتنے نہیں تقصیر سنا اے مہربان | بال گر چہرہ پر تنا ہے ہوئی ایسی تو تھی
پیسا جو [illegible] ہمارا ہی بیاہ ہے | تیری شہرت برملا ہے ہوئی ایسی تو تھی

کہو لیا تو برہم ہوکے تو چھیڑا تھا جتنے زلف کو
اے ظفر اوس کی خطا ہے ہوئی ایسی تو تھی

زلف شب گوں کی رہی تا دیر آنکھوں کے تلے | آج سارے دن رہا اندھیر آنکھوں کے تلے
اے تصور رہتی ہے قربان کر تو اوس یار کو | لا کے ہم چاروں طرف سے گھیر آنکھوں کے تلے
لکھنے بیٹھے ہم جو خط انکو تو گریہ نے دیا | حرف پر مٹنا کے پانی پھیر آنکھوں کے تلے

[illegible]

زبان سے گالیان ہی تو سوا دینا رہا ہمکو ستم تیرے اُٹھائے پر نہ اوٹھے اُس گلی سے ہم	کبھی سے بدزبان تو نے نہ یہ اپنی زبان چھوڑی زمین ہینئے بھی پکڑی تو نہ پھر کے آسمان چھوڑی

ظفر کھو آئے دل بیخود اپنی بیخودی مین ہم
خدا جانے کہ کسکو دی کدہر پھینکی کہان چھوڑی

اے نیکخو بتادے کہ بدخوئی کس لیے	تو بیدلی سے کرتا ہے دلجوئی کس لیے
گر زخم تازہ کوئی جگر پر لگا نہین	تو چشم خون کے آنسوؤن سے روئی کسلیے
یہ وار ہیدار ہے یہ در ہے قیام	یہان جو مقام دیر کرے کوئی کسلیے
خاک شہید ناز کا رکھا تھا کچھ پتا	یان ناز و بو جو تو نے نہین لوئی کسلیے
ہم زلف خم بخم کو کبھی چھیڑتے نہین	پوچھو وہ ہمسے کرتی ہے خوئی کسلیے
منہ دھو یا آنسوؤن نے ہمارا ہزار بار	لیکن نہین سیاہی دل دھوئی کسلیے
اُس گل کی بو دماغ مین ہو جب بسی ہوئی	پھر ڈھونڈھین ادہر ہم کوئی خوشبوئی کسلیے
اپنی بدی سے آپ ہین بدنام بدشعار	بیہودہ گو جو کرتے ہین بدگوئی کس لیے
پایا نہ ہجر یار مین کچھ زندگی کا لطف	عمر عزیز ہمنے یو ہین کھوئی کس لیے

لہر اور حباب تمکو ظفر گر نہین پسند
ٹانکی کلاہ خاص مین ہے توئی کس لیے

در در پھرین نہو کر حرص و ہوا کے بندے	بیٹھین خدا کے در پر گر یہ خدا کے بندے

ظفر ہمکو تو تھی آخر خریداری مین بیہوشی

دیگر

[illegible]

نہیں ہے اپنی مجھے نا خوشی کا غم ہرگز
اگر خوشی تری اے بیوفا اسی میں ہے

غنیمت اپنی سمجھ زندگی کو اے غافل
ترے لیے تو بھلا اور برا اسی میں ہے

نمک چھڑکتے وہ قاتل کو میرے زخموں پر
کہ زخم کھانے کا آتا مزا اسی میں ہے

سمجھ کے ڈال قدم بحر آشنائی میں
کہ ڈوب جانا ظفر آشنا اسی میں ہے

انعام میں جاں اپنی بھی ہم پیک کو دیتے
قاصد نے ترے وصل کی جب خوشخبری دی

لکھتا اسے نالے میں سے حال دل اپنا
پر گریہ نے میرے مجھے فرصت نہ ذری دی

جو کچھ تھا تر و خشک دیا عشق نے مجھکو
دی ہونٹوں کو خشکی مری آنکھوں کو تری دی

دل اسکو دیا سخت اگر سنگ بلا سے
پر آہ کو یارب مرے کیوں بے اثری دی

گل پھولے سماتے نہیں گلزار میں تو نے
آنے کی خبر کسکی نسیم سحری دی

محروم رکھا مجھکو بھی قسمت نے جو میری
گر چہ نہ دیا کوئی ہنر بے ہنری دی

دی مثل نگیں پہلے اسے سینہ خراشی
جسکو کہ زمانہ نے ظفر ناموری دی

دیے جواب جو اسنے نہ قاصد آ کے
کچھ آ گیا تر اشاید لیا دیا آڑے

یہ نکلیں دیکھیے کیونکر کہ اڑ گئے ظالم
جگر میں ہو کے ترے ناوک جفا آڑے

اگر نصیب میں سیدھی تو ڈر نہیں ہمکو
بلا سے ہے وہ ہوں ٹیڑھے ترچھے یا آڑے

دیگر

[illegible]

مطلع ثانی

[illegible]

کہین تم نے بھی جاؤ دلکو میرے پاس سے جلد گیا
ہلال آسا ہے جیسے ابروے خمدار یہ تیری

جواب خط مین کہتا ہے جو قاصد بات تسکین کی
ڈرے ہے گردش چشم بتان مہروش سے دل

مجھے کرنی پڑی درزات اسکی پاسبانی ہے
نہ تیغ مغربی ایسی نہ تیغ اصفہانی ہے

خدا جانے بناوٹ ہے کہ یا اسکی زبانی ہے
خدا اس سے بچائے سیلانی ناگہانی ہے

ظفر اس عالم پیری مین بیٹھے وہ ارادے ہین
کہ جسمین تھک کے رہجاتی جوانونکی جوانی ہے

ہمارے دوست لگائے سے مہ جبین نہ بنے
وہ ہمسے دور ہین ہم کسطرح انھین دیکھین

ترا وہ حسن ہے حیرت فزا جو دیکھے اسے
ہماری آنکھو نسے برسین جو اشک صبح و شام

ہم اوسکو یار بناتے ہین سو طرح اپنا
نہو جو ہمدم دکھ چشم اپنا عکس فگن

بنے جو ابر سیہ آسمان پہ دود فغان
خیال زلف مین ہوتا ہون پریشان جو تجھ

لگانے والونکی اللہ کرے کہین نہ بنے
کہ جب تلک یہ خیال اپنا دور بین نہ بنے

تو کیونکہ دیدۂ حیران مہ جبین نہ بنے
تو شرخ سیر ہوٹی سی کیون زمین نہ بنے

نہ نصیب سے یارو دل حزین نہ بنے
رخ صفا پہ ترے خال عنبرین نہ بنے

تو کیون کہ برق جہان آہ آتشین نہ بنے
کہ تار اشک کہین تار آستین نہ بنے

خدا کرے کہ ظفر وان تبی رہے اچھی
بلا سے بنتی ہماری یہان نہین نہ بنے

تو ہوا گھی کی آتش سا کھل کر گری کہ جو پہونچی
سواے قاصد اشک ور کوئی سا بھی
ہمارے دل کی نہ ہمکو کبھی خبر پہونچی
بتاؤ عشق مین ہے ایسی کونسی تکلیف
کہ جو مجھے نہین اے شوخ فتنہ گر پہونچی
تمھارے ساتھ ہی ہو جائے جان بھی رخصت
کرون مین کیا اجل میری دیر پہونچی

دیگر

جو دل مین آرزو ہے عاشق سرباز کی تیرے	اگر نکلے کی قاتل وہ تہ شمشیر نکلے گی
ہمیشہ سوچ ہر اسکی کمند زلف پیچان ہے	ہماری گردن دل کیونکر اسے تقدیر نکلے گی
ہمارے عشق کو بعد از فنا منظور ہو شہرت	کہ اُس کوچہ سے اپنی نعش بے تشہیر نکلے گی
مصور گرچہ اولتے ہیں کے ورق سارے مرقع کے	پر اوسکی سی نہ ہرگز ایک بھی تصویر نکلیگی
یہی باتین بنا تا ہو وہان جسوقت جائیگا	نہ منہ سے بات ناصح کی جو ہم تقریر نکلے گی
کریگا ذبح جسدم اپنے تو صید محبت کو	زبان خنجر بران سے بھی تکبیر نکلے گی

نکل جائیگا سینہ کو فلک کے توڑ کر دم مین
ظفر جب دل سے اپنے آہ مثل تیر نکلیگی

بظاہر کیا ہوا ہمسے اگرچہ خشمگین یون ہے	وہ لے آزردہ وہ دلسے نہین ہمکو یقین یون ہے
ہمدرد پر مہربانی اور ہم پر ظلم رانی ہے	ستمگر ہے یہ کیا شیوہ کہین یون ہے کہین یون ہے
نہ جبتک سینہ کاوی ہو نہ جبتک روسیاہی ہو	کوئی ہوسکتا روشن نام مانند نگین یون ہے
چمن مین چاہئے کو اوس نکلے جسطرح ناگن	عرق آلودہ رخ پر اُسکی زلف عنبرین یون ہے
کبھی بیتاب ہو جاتا ہو زیر خاک بھی عاشق	نہ سمجھو زلزلہ اسکو یہ ہلجاتی زمین یون ہے
نہین کم کچھ بھی صلا ہمکو غمگین اپنے ہونیکا	اگر ہم ناخوش رہین اُنکی خوشی سے ہمنشین یون ہے

ظفر ابر سیہ مین جسطرح ہو کوندتی بجلی
عیان زلفون سے اُسکے تاب رخ آتشین یون ہے

[illegible]

مطلع ثالث

[illegible]

خیال بوسہ میں لب چاٹتے ہیں اپنے ہم ہر دم	لب شیرین سے تیرے چاٹ پائی واہ کیا اچھی
اڑا دی جو ہماری خاک ساری اسکے کوچہ سے	شکی ہم خاکساروں سے یہ تو نے اے صبا اچھی
خجالت کش ہے یہ بھی دیکھ تجھکو ماہتابی پر	خدا نے وہ بنائی شکل تیری مہ لقا اچھی
ارے کیا کی مسیحا تو نے کر اپنا سا ارکمیو نکا	نہیں تقدیر سے کوئی مس کیمیا اچھی

ظفر کو شربت دیدار سے تو اپنے تسکین دے
مریض غم ہے وہ اسکے لیے یہ ہی دوا اچھی

ہم جو لگے دروازہ پر زنجیر سے کھٹ کھٹ کرنے	پھر تو وہ اس کھٹکے سے کچھ گھر میں لگے سٹ پٹ کرنے
کیا جانے ہیں کسنے سکھائے تمکو ایسے مکر و فریب	نقد دل و جان لیکے ہمارا آپ لگے تل پٹ کرنے
عشق نے تیرے ہمکو ظالم دی ہے کیسی چاٹ لگا	خون جگر کو اپنے لگے ہم یوں جو مزے سے چٹ کرنے
نکلے دیکھو کیسے ہٹیلے ہو کر اب تر طفل سرشک	جوں جوں روکا ہمنے انکو اور لگے یہ ہٹ کرنے
کون آئیگا سچ بتاؤ کسکا تمکو کھٹکا ہے	شام سے دروازے کے جو بند لگے تم پٹ کرنے
غیر سے ہنستے بولتے ہو تم کھو لکے منہ بے شرم و حجاب	کیا باعث جو دیکھکے ہمکو آپ لگے گھونگھٹ کرنے

اپنے دل دیوانہ سے تم آ گئے ایسے تنگ یہاں
جو کہا اسنے تمکو ظفر وہ آپ لگے جھٹ پٹ کرنے

میرا وہ پیر ہے کہ جو پیروں کا پیر ہے	رضوان کو خاک اوسکے قدم کی عبیر ہے

مطلع ثانی

[illegible]

ردیف ی

[illegible]

مطلع ثانی

[illegible]

[illegible]

کھولی جو تو نے زلف کھلے دل نہ بند ہو کے
کھلتے نہ یہ تو بستۂ زنجیر پر کھلے

اُس مہ جبیں کو دیدۂ انجم بھی دیکھ کر
حیرت سے رہ گئے فلک پیر پر کھلے

دروازہ اُسکے گھر کا گجر پر کھلے ہے صبح
کہدو کہ میرے نالۂ شبگیر پر کھلے

جیسی ہے جیسی اُس ابروئے پُرخم پہ خوشنما
جوہر کہیں بھی ایسے نہ شمشیر پر کھلے

نامہ نہ کھل پڑا ہو کہ مرغ نامہ بر
جاتے ہوا میں ہیں پر روشن تیر پر کھلے

ڈرتا ہوں آہ و نالے سے ایسا نہو کہیں
میری محبت اُس بت بے پیر پر کھلے

گر خونِ دل سے میرے مصور بنائے رنگ
کیا خوب اوسکے چہرۂ تصویر پر کھلے

جلتا کہ ہنس کر کہ ہیں سب چشم اشکبار
تیروں کے زخم سینۂ نخچیر پر کھلے

روشن دلوں سے کہنے کی حاجت نہیں ظفر
سب میرے مدعا ہیں اگر پیر پر کھلے

ہمیں ہیں رنج بھی ہے اور راحت بھی ہمیں ہیں
جہنم بھی ہمیں ہیں اور جنت بھی ہمیں ہیں

کسی سے دوستی ہمکو کسی سے دشمنی ہمکو
محبت بھی ہمیں ہیں اور عداوت بھی ہمیں ہیں

کہیں مشہور ہم عاقل کہیں ہیں مست لایعقل
کہ ہشیاری بھی ہم ہیں اور غفلت بھی ہمیں ہیں

مثالِ آئنہ دیکھو ہمارے غور سے جوہر
صفائی بھی ہمیں ہیں اور کدورت بھی ہمیں ہیں

کبھی ڈرتے ہیں پشے سے کبھی لڑتے ہیں شیروں سے
کہ بے جرأت بھی ہم ہیں اور جرأت بھی ہمیں ہیں

ہمارا اس جو دریا در حر مہرہ دونوں ہیں
کہ بے ہمت بھی ہم ہیں اور ہمت بھی ہمیں ہیں

[illegible]

کیون ہوا بسمل ترا امت کُش تیغ اجل
دل ہوا خون یا جگر یہ تو نہین ہمکو خبر

اوسنے اس قاتل کی جبین جبین دیکھی تو تھی
لیک پر خون چشم تر پر آستین دیکھی تو تھی

کہدیا ہوتا ستمگر سے ظفر کے دل کا حال
بیقراری اسکی تو نے ہمنشین دیکھی تو تھی

جسوقت ذکر سید مظلوم چل پڑے
خنجر تلے بھی کرتے رہے سجدہ شاہ دین
صغرا جو دیکھے باپ کی شکل انپر خواب مین
کہتے تھے شہ کہ بیٹے کیا ظالمون کا کیا
زخمی جو ہوکے شاہ گرے ذوالجناح سے
کہتے تھے شہ کہ مر نیکی عباس کی خبر
سر پر پڑین حسین کے کیا کیا مصیبتین +

کیون جھڑی نہ چشم سے آنسو نکل پڑے
کیا دخل کچھ ہو طاعت حق مین خلل پڑے
کسطرح سوتے نہ شب کو اچھل پڑے
جو کچھ ہے میری جان کے یہ بدعمل پڑے
اک تہلکہ نہ کیون سر دشت و جبل پڑے
ایسا نہو کہ سُنکے سکینہ دہل پڑے
پر بل ہے حوصلہ کہ نہ ماتھے پہ بل پڑے

کیا خاک راہ دین پہ وہ بیدین تھے مستقیم
دنیا مین مال و زر کی طمع مین پھسل پڑے

قطعہ

میدان مین شاہ کے رفقا جب رکھین قدم
اور یہ کہے کہ جیسے آباد چل کے خلد

کسطرح آکے پانو تلے انکے اجل پڑے
خالی ہین تم بغیر تمھارے محل پڑے

۱۴۳

یہان تک مجھسے نفرت ہے کہ میرا ہاتھ دامن کو
اگر لگجائے ہو پوشاک کے سبب دھلوائی جاتی ہے
ظفر یون قدر سے دانا ہو تم پر سامنے اُسکے
خدا جانے کہان پر آپکی دانائی جاتی ہے

سب قبر و مزار پر ہو آے
جا کے ہوشیار وہان + جا کے بیہوش و بیخبر ہو آے
بچھڑ کے چشمہ زیارت محسنون سے ہم ہو آے +
ذرا و کعبہ مین کی کب ہم نے
ابھی وان جاکے نامہ بر ہو آے
میری قسمت کا بھی ہم سے درند
یہ کلام اپنا غلط پر ہو آے
اے صبا بیت دیجا کے گلشن تک
پیغمبر مو سوختہ جگر ہو آے
آسمان جاکے آوبیکار ہم بہتر +

نامہ بر یار تلک اوسکا پہونچنا معلوم	سپینہ لکھ لکھ کے جو خط قمر مین حقیقت سے بھرے
ترک الفت نہ کرون کیونکہ تری اے بے مہر	بیمروت سے کوئی کیونکہ مروت سے بھرے

چاہیے اوسکو ظفر صاف دردن پاک ضمیر
دل جو قاے کرے کینہ سے محبت سے بھرے

سر مہ سے چشم مین گر صید فگن تو نکلے	مردمک تیر نگہ ہوتے کو آہو سے نکلے +

مطلع ثانی

تجھسے کیا کام دلا ہے دلبر گل رو نکلے	جبکہ کچھ بھی نہ محبت کی ذرا بو نکلے
ڈرہے ہم غمزہ قاتل سے یہ خون جسم مین خشک	بوٹیان کاٹو تو اک بوند نہ تو ہو نکلے
مارے تیشہ کو نہ پھر کوہکن اپنے سر پر	عشق مین کام جو لے قوت و بازو نکلے
خار خار غم و حسرت کا ہے دل مین یہ ہجوم	کہ مسام تن سے کانٹے کے عوض مو نکلے
سنکے احوال مرا گرچہ ہون تپھر پانی	سنگدل پر نہ تری آنکھ سے آنسو نکلے
نہ تو دل حور کو دون مین نہ پری کو اپنا	دون اوسے جسمین کہ کچھ تیری سی خوبو نکلے
ہو وہ کسواسطے منت کش شمشیر اجل	جسکا دم دیکھکے قاتل ترا ابرو نکلے

پاسکے رمز و کنایے کوئی کیا اوسکے ظفر
جسکی اک بات مین سو طرح کا پہلو نکلے

ہم کئی بار اوسکے گھر ہو آئے	نہ ملے گھر مین وہ مگر ہو آئے

قطعہ

دیکھیں جاتے ہیں دو آتے ہیں
جیسے اوس در پہ اسا ظفر ہو آے +
اب نہین کوئی پوچھتا ہم سے
کہ چلے ہو کہاں کدھر ہو آے

دو عالم کو ہم مے پرستی مین بھولے
مگر ایک ساغر کی مستی مین بھولے

بگولے کے مانند پھرتے رہے ہم
خیال بلندی و پستی مین بھولے

جو ہو عشق نہ پھر تو پھر کوئی رستہ
نہ جنگل مین بھولے نہ بستی مین بھولے

اسے بتکدہ کعبہ ہے کفر و ایمان
خدا کو نہ جو بت پرستی مین بھولے

وہ مفلس نہین اوسکو سمجھو تونگر
نہ اوسان جو تنگدستی مین بھولے

نہین یاد کیا جانے کیا تھا عدم مین
کہ بالکل وہ ہم آکے ہستی مین بھولے

پھرے میکدہ سے چلے خانقہ کو
ظفر راہ میکش جو مستی مین بھولے

اس جفا کا کیا ہو کوئی گلا تمسے کرے
تمنے جیسی ہمسے کی ایسی خدا تمسے کرے

شمہ دنیا منظور ہو جسکو تمہاری چاہ مین
وہ نہین چاہے دل اپنا آشنا تمسے کرے

جو ستم ہمپر کرے چاہے سپہر بے حیا
پہر کرے آشنا نہ وہ ہمکو جدا تمسے کرے

یہ نہین ممکن کہ وہ مدعی ہے جا کے تم
کیا کوئی اظہار اپنا مدعا تمسے کرے

ہین لب خندان تمہارے چشمۂ آب حیات
گر کرے کوئی طلب آب بقا تمسے کرے

باز آنیکے نہین ظلم و ستم سے اپنے تم
کوئی عاشق گرچہ کیسی ہی وفا تمسے کرے

جسکو تم چاہو کرو تیغ نگہ سے اپنی قتل
جان کیا کوئی سوال خون بہا تمسے کرے

جاؤ تم جسدم تمہارے ساتھ جائے میری جان
مجکو شرمندہ نہ تاثیر قضا تمسے کرے

۱۴۵

عشق بازی کا ہے نہ باز آ [illegible]

جب فلک ہے جان اپنی جان پہ کھیلے جا اپنا

جو کہ بیٹھے رہیں یہان غافل نہین جا اپنا

یان گزاران وحسرت ساتھ سالے جا اپنا

اے ظفر جیسے بنا جان کے پیچھے عشق کے

جان ہی کے ساتھ اپنی چھیڑ جا اپنا

دیگر

ان بتون کی دوستی ایمان کا نقصان ہے
اور نہ دل لگانا جان کا نقصان ہے
ہم دو سال دل مین ٹوٹا ہے مجھے شرمندگی
نقصان ہے
اور جا نے ہین کہ سارے سوز عشق
ہوتا اس ترک سے ترک ان کا نقصان ہے
وہ جنس ناقص ہو بازار عشق
ہوتا دوکان مین دوکان کا نقصان ہے
ظاہر آتا ہے کہ ہم سا جو شخص جنون
کا جیب اور دامان کا نقصان ہے

اے ظفر

اے ظفر بھائی کا گر بھائی نہین دشمن تو پھر
چاہتا انسان کیون انسان کا نقصان ہے

کیا کیا وہ ہمین دیکھتے ہین خشم سے بیٹھے
کہتے ہین برا سب ہمین محفل مین تمھارے
ہاتھ آیا نہ بوسہ لب شیرین کا تو ہم ہاتھ
جینکو ہے یہ معلوم کہ یان ہم ہین مسافر
زلفین نہین چہرے پہ وہ دو مار سیہ ہین
جو دل مین تمھارے ہے وہ سب جانتے ہین ہم

ہم پوچھتے ہین اشک جو دامان سے بیٹھے
کچھ کہتے نہین سنتے ہو تم کان سے بیٹھے
ملتے رہے شل مگس ارمان سے بیٹھے
بے فکر ہین وہ کیون سر و سامان سے بیٹھے
اوس حسن کی دولت پہ نگہبان سے بیٹھے
ہر چند کہ ظاہر مین ہین ان جان سے بیٹھے

اس منزل ہستی سے ظفر اٹھ گئے سب یار
اور جو رہے باقی وہ ہین مہمان سے بیٹھے

آج مہتابی پہ کیا کوئی مہ دلخواہ ہے
پا برہنہ ہے جہان مجنون تیرا اوس دشت مین
جانتا ہر کوئی بھی مجھسا خدائی مین نہین
یاد مین اوس قامت رعنا کے ہم ہین نالہ کش
مجکو ڈر ہے یہ کہین اس چاہ مین جائے نہ ڈوب
ملے پری یہ جو بگولا خاک کا ہر دشت مین

چھپنی پھر پانی مین دو با شرم سے جو ماہ ہے
نیش جاے خار ہو اور خار جاے کاہ ہے
حسن پر مغرور اپنے وہ بت گمراہ ہے
سرو شمشاد چمن سے بہتر ابھی آہ ہے
دل کو اس چاہ زنخدان کی نہایت چاہ ہے
تیرے وحشی کا یہی بس خیمہ و خرگاہ ہے

کسی سے وعدہ خلافی ظفر نے کب کی ہے
کہ برخلاف ہوا اُس سے اک جہان یون ہے

ہم بزم غیر مین ہو مے بیحجاب پیتے
ہم خون دل ہین اپنا جاسے شراب پیتے

اُس مست نے جو دیکھا آئینہ مین ہونٹونکو
سمجھا کہ دو نگر ہین دریا مین آب پیتے

اس بزم مین نہوتا گر پاس آبرو کا
آنکھون مین اشک بھر کر ہم کیون شتاب پیتے

کرتے ہین زندگانی ہم یون بغیر تیرے
دن رات غم ہین کھاتے اور خون ناب پیتے

نسخہ مرے مرض کا پاتے نہین اطبا
دھو دھو کے ہین وہ آپ ہی اپنا کباب پیتے

یون آن لبون کا بوسہ جیسے عرق مین تر ہو
شربت مین ہین ملا کر اکثر گلاب پیتے

قلیان کو گرچہ عالم مکروہ ہین بتاتے
پراے ظفر ہین اسکو سب شیخ و شاب پیتے

نہ کیونکہ شوق کی گرمی سے دل کا داغ جلے
وہ کہہ گئے ہین کہ آئینگے ہم چراغ جلے

مری طرح سے جو آتش نفس ہو تو بلبل
تو ایک نالہ سے تیرے تمام باغ جلے

پڑے جو صحن مین تیرا عکس روے آتشناک
تو آفتاب سے کیونکر دیکھ کر ایاغ جلے

اگر ذرا تری وحشت زدون کا نالہ گرم
شرر فشان ہو تو دامان کوہ و راغ جلے

اوٹھا دے پردۂ فانوس کو جو تو اے شمع
تو خوب بزم مین پروانہ با فراغ جلے

نہین ہے سوز محبت مین کچھ ہمین پروا
بلا سے جان جلے دل جلے دماغ جلے

کہتے ہم اپنا حال تنہائی ۔ تمکو تنہا اگر کہین پاتے

غیر تو ہے ظفر کہا شکون سے
ہم ہین تر تیری آستین پاتے

عاشق پڑا ہوا جو تیرا بیخودی مین ہے ۔ پڑتا اُچھل ابھی تری اک گدگدی مین ہے

اے ساربان جو نالہ مجنون مین ہے اثر ۔ تاثیر کا ہیکو وہ تری اس صدی مین ہے

واعظ رموز عشق سے واقف نہین کہ وہ ۔ او لجھا ہوا مسائل نالابدی مین ہے

تم غیر کی زبان سے بلاتے ہو کیون زبان ۔ لطف زبان زیادہ ملے سے جدی مین ہے

جو کچھ کتاب عشق جنون مین ہے اے ظفر
مسئلہ ایمین ہے نہ بات نہ وہ بیدی مین ہے

بلا ہین تیری زلف و کاکل کے پھندے ۔ نکلتا ہر دل یہ کوئی کھل کے پھندے

مطلع ثانی

پھنسا ہیکو یون خوب بلبل کے پھندے ۔ جو بنجائے تار رگ گل کے پھندے

خلائق سے آزاد کوئی نہین ہے ۔ پڑے پاؤن نہین یہ تو ہین کل کے پھندے

کیا ہیکو ساقی نے پابند الفت ۔ لگا کر خط ساغر مل کے پھندے

نظر آے اوس زلف کے قیدیون کو ۔ چمن مین خم و پیچ سنبل کے پھندے

کبھی بھول کر بھی نہین یاد کرتا ۔ پڑے ہم ہین کس پر تغافل کے پھندے

زاہد خدا کے واسطے پڑھتا نہیں نماز
سراپا یہ پکتا ہے جنت کے واسطے

مانند شمع یوں تو سراپا زبان ہو نہیں
لیکن نہ سوز دل کی شکایت کیو اسطے

کیا قہر ہے کہ مجکو وہ سفاک اے ظفر
کرتا ہے قتل غیر کی غیرت کے واسطے

کوئی نکلتی یہ دل بلبل کی پھانس ہے
اسمیں تھا یہ خار رگ گل کی پھانس ہے

خالی نہیں خلش سے محبت کے کوئی بھی
یار و کھٹکتی جان میں یہ گل کی پھانس ہے

سبزہ کی نوک دل میں قدح کش کے جا چبا
صد خار خواہش قدح مل کی پھانس ہے

مشاطہ کیوں کلیجہ سے میرے نکالتی
تو انگلیوں سے شانہ کاکل کی پھانس ہے

کیونکر کوئی نکالے کہ دلمیں چبھی ہوئی
مژگان چشم مست تغافل کی پھانس ہے

چھتی ہے ایسی دل میں جو ساقی کے بغیر
گویا صدایہ خندۂ قلقل کی پھانس ہے

جلدی نہ کر کہ دل سے نکلتی ترے ظفر
سوزن سے یہ تو دست تامل کی پھانس ہے

دانتوں سے ہاتھ سخ ہیں بہات کاٹ کے
کرتے ہیں صبح ہجر کی ہم رات کاٹ کے

کیوں اہل بزم کاٹتے ہیں شمع کی زبان
بات اپنے کی کسیکی نہیں بات کاٹ کے

کہتا ہوں دلکو زلف کی ناگن سے کر حذر
جاتی پلٹ ہے دیکھ یہ بدذات کاٹ کے

قاصد کو ہی بہانہ مرے آنسوؤں کا جوش
کہتا ہے وہ کہ جاؤ تھا برسات کاٹ کے

اے ظفر پہلے ہوئی تھی آشنائی آنکھ سے
دل بنا ہے یار پیچ اُس جعد عیار سے
وہ دکھاتا ہے ترا رو در جدائی آنکھ سے
جو حقیقت کان سے سنتے تھے رو در روشنی
اوسکو تو کچھ بھی نہیں دیتا دکھائی آنکھ سے
چشم نرگس ہو گئی کیا چشم تری چشم سے
[illegible] پیتے تو نہیں تری چورائی آنکھ سے
آنکھ سے تری چورائی تک سے ہم سے
دیکھ پایا سے جو اُسا دست حنائی آنکھ سے
[illegible] زرد و کیا سا اشک گلگون سا نگار

دیگر

جب وہ ملنے کی قسم کھا بیٹھے
ہم غم ہجر میں سم کھا بیٹھے
کیا عجب دیکھ کے رخسار ترا
گل پہ جو گلزار ارم کھا بیٹھے
کیونکہ اوٹھ پائیں وہ تم پاس سے دل
کہ فریب آپ کا ہم کھا بیٹھے

جھکا یا سر نہیں ہے جسنے تیری زیر تیغ اپنا
کب اوسکی گردن لے بیداد گر پیچے سے او نیچی ہے
نہیں ہے اہل چمن میں گر بلندی سا تیرے پیچھے
کہ ہو تی ڈر کہ کیون شاخ شجر پیچھے سے او نیچی ہے

ہوا منظور پردہ ہمسے جو دیوار پردہ کی
بنا لی اندنون اُسنے ظفر پیچھے سے او نیچی ہے

گرچہ یان آکے وہ اک بوسہ بدم کھا نہ گئے
پر غنیمت ہے کہ آنیکی قسم کھا نہ سکے
ہم پہ غم کھائے محبت میں جو اتنے ہمنے
کیون ہمیں پہلے ہی سے حضرت غم کھا نہ گئے
دیکھا اوس شک گلستان کو جو ہمارے بعد
گل پہ گل آسپہ جو گلہائے ارم کھا نہ گئے
آئے دعوت میں مرے گھر مگر ایسے بیزار
پان بھی ہاتھ سے تم میرے صنم کھا نہ گئے
جوش گریہ سے مرے کب نہ چڑھا اک دریا
نہ فلک غوطہ کہاں ہی دیدۂ نم کھا نہ گئے
لیگئے حضرت ناصح نہ یہاں سے تشریف
جبتلک خوب سا ایک بیک کے وہ دم کھا نہ گئے

اے ظفر عشق کی لذت سے گئے وہ ناکام
اوس کماندار کے جو تیر ستم کھا نہ سکے

اے صنم دیکھی جو تیری خودنمائی آنکھ سے
گر گیا سارا تماشائے خدائی آنکھ سے
روز یہ گردون گردان لگ رہے چکر نئے
اسکو کیا گردش کہیں تو نے سکھائی آنکھ سے
صافی باطن جو نہیں جو دلمیں او راز نہاں اور
ہو عیان آئینہ ساں دل کی صفائی آنکھ سے
بل بے غفلت جانتے ہیں اسپہ بھی تجکو بھلا
دیکھتے ہیں ذرہ بھر تیری برائی آنکھ سے

[illegible]

تیری چشم عتاب اے ساقی	بادہ کش جام جسم سمجھ لین گے
تیرے گریہ سے میرے دل کا راز	سب وہ اے چشم نم سمجھ لین گے
اتجو دیتے ہین دل اونہین اپنا	ہون گے جو رنج و غم سمجھ لین گے
اوس ستمگر پہ ہونگے وہ عاشق	جو ستم کو کرم سمجھ لین گے

دل مین سمجھے ہین کیا مدد اپنے
اے ظفر اوسے ہم سمجھ لین گے

زلف کا پیچ جو وہ کان ملاحت مارے	ہون گرفتار بلا سیکڑون شامت مارے
جوڑا وہ غیر سے بندھوائین بلا سے اونکی	سنگ چھاتی پہ کوئی صاحب غیرت مارے
جاکے چوری سے اوسے شب جو جگایا تہنے	کہ کہین چیخ نہ وہ باعث دہشت مارے
دیکھے اس جلوہ قامت کو جو کوئی لب بام	در دیوار سے سر تا بہ قیامت مارے
نہ سُنے وہ کسی ہمدم سے کہ دم کب نکلا	چپکے چپکے مجھے ایسا غم فرقت مارے
قتل عشاق کا جب قصد کرین وہ آنکھین	پہلے تیغ ابروئے پُرخم کی اشارت مارے

اے ظفر عشق کے ہاتھو نسے ہوئی خاک بسر
مارے مارے پھرین دنیا مین مصیبت مارے

نہین کچھ سہل راز عشق کا اے دل سمجھنا ہے	یہ مشکل بات ہے اسکا بہت مشکل سمجھنا ہے
مجھے سمجھا رہا ہے کیا جو تجھے دل سے سمجھا	نہ سمجھا یہ تو ناصح میرا بیجا صحل سمجھنا ہے

پہ چھپائے بہار راز دل اور رونا تو وہان بن چھپائے بھی
اور اتنی بات یا قسمت چھپانے سے نہین چھپتی
سیہ اونکی جا بجا ہین تو وہ کیون ناحق چھپاتے ہین
زری ہو یا بجلی کی عادت چھپانے سے نہین چھپتی
بلند نگہ شعلہ فانوس سے آنکھ چھاون کی
کنعن مین سوزش [illegible] قدرت چھپانے سے نہین چھپتی
ظفر آنکھین کہے دیتی ہین تیری کیا چھپاتا ہے
الفت کی کیفیت چھپانے سے نہین چھپتی

وہ نہ آئے مجھکو کیا کیا بدگمانی ہو گئی
بس کہ تیری زلف کے سودا میں ہم دیوانہ ہیں
ہم نے جب سے تم سے لگایا دل
[illegible]

دیگر

کہیں سے جب تمھارے واسطے سوغات آجاوے
تماشا ہو جو وہ سوغات ہمسایہ کے گھر جاوے
کہیں ایسا ہو یا تو آج بھی وہ بات آجاوے
سمجھ میں جو کسو کے اسکی گردش آجاوے
ابھی تو کچھ نہ ہے باقی جو ان سے بات آجاوے
[illegible]

خاک دولت ہو ہمیں ڈھونڈتے پھرتے ہو تم	تھا فلک غفلت ہو ساری ملک ہستی میں بھری
ہو گیا ناقوس کا دم بند بتخانہ میں آج	ہم میں جو اک آہ شوق بت پرستی میں بھری

اے ظفر جسکا بنایا ہو خدا نے دل غنی
رہتی ہے اسکی طبیعت تنگدستی میں بھری

دیر جانے میں تجھسے گو نامہ بر ہو جائیگی	دل کو دل سے راہ ہو اونکو خبر ہو جائیگی
جانہ مہتابی پہ شب کو بہر سیر ماہتاب	دیکھ چشم ماہ کی تجھکو نظر ہو جائیگی
پڑ رہینگے کشتگان ناز کوچہ میں ترے	کچھ زمیں انکو عنایت ہاں اگر ہو جائیگی
اوس بت کافر کی ہو گر جنبش مژگاں ہی	دیکھنا خلق خدا زیر و زبر ہو جائیگی
وصل کی شب رو رہا ہجراں کا تجھ ذکر تم	دیکھو روتے روتے ہی ہمکو سحر ہو جائیگی

اے ظفر کچھ فکر کرو انکا کہ یاں تو چند روز
زندگانی ہے بہر صورت بسر ہو جائیگی

سچ کہیے نہ ڈر سے چشم ہوش ربا سے	ایمان رہے جان اگر جائے بلا سے
بخت اپنے کہاں ایسے ہیں بیدار کہ شب کو	ہم آنکھیں ملیں خواب میں آنکے کف پا سے
ایمان نہ عزیز اسسے نہ دین ہے تجھے اے دل	کیا وہ صنم بے مہر ملائیگا خدا سے
خون اپنا گراؤں جو گرے انکا پسینا	اور ہائے ستم وہ مرے لوہو کے ہوں پیاسے
طاقت نہیں اتنی کہ جو تنکا بھی اٹھائیں	گر ضعف میں ہم رنگ ہیں ہم کاہ ربا سے

[illegible]

[illegible]

کرتا ہے پاپیون پہ زد و کوب کیا ملک
انکو تو ہین انہین کے ظفر پاپ مارتے

مارے ہوس کو خود نہ مرے وہ مرد عاقل زندہ ہے
جنکو طلب ہے حور و نکی وہ مرتے ہین پر ہے عجب
ہاتھ اٹھائے جان سے جو وہ جاستا قاتل کے
چارہ گر دکیا کہتے ہو تم تیغ کے گھائل جینے سے
باندہتے ہو کیا فتراک سے جلدی اسکو اور تڑپنے دے

آپ کو مارا سینے تو کیا حرص تو ابدال زندہ ہے
تیری امید وصل پہ عاشق حور شمائل زندہ ہے
کوئی نہین پھر آتا جاکر اسکے مقابل زندہ ہے
کوئی اس شمشیر نگہ کا دیکھا گھائل زندہ ہے
دیکھ ابھی اے صید فگن یہ صید بسمل زندہ ہے

خط تو اسکو لکھکر بھیجا پر ہے ظفر یہ سوچ ہمین
جاکر قاصد کوئی پھر آتا انسے مشکل زندہ ہے

کھاتے ہمیشہ غم ہے لہو پیتی جان ہے
تم آپ میرے ساتھ ہوئے غم مین مبتلا
گو غم ہین سوز اور آہ و فغان مین تار
گذرے سو گذرے دل پہ محبت مین تجھکو کیا

کسطرح سے نہ کھائے پیے جیتی جان ہے
بنتے تری برائی نہین جیتی جان ہے
لیکن جگر کے تار کو کب سیتی جان ہے
تو کہہ کہ تجھپہ عشق مین کیا بیتی جان ہے

دیکھ اس غزال چشم کی تو ہی ہرن ظفر
سر لیتی پر شکار وہ جون جیتی جان ہے

دیگر

[illegible]

١٥٢

[illegible]

[illegible] کی راہ پہ دیکھی

[illegible] قوم کی راہ پہ دیکھی

[illegible] بھولا دیا سمجھا [illegible] کی راہ پہ دیکھی

[illegible] سمجھا [illegible] ویرانی [illegible] کی راہ پہ دیکھی

[illegible] طفیل ظفر [illegible] کی راہ پہ دیکھی

دیگر

ابرو کی بھی [illegible]

تلوار [illegible]

عجب احوال ہے میرا کہ جب جب اسکو لکھتا ہوں	تو دل کچھ اور کہتا ہے قلم کچھ اور کہتی ہے
اٹھا دیتا ہے جو پردہ ذرا تو روئے زیبا سے	وہیں خلق خدا تجکو صنم کچھ اور کہتی ہے
اثر ہے عندلیب زار کیا ہو تیرے نالون کا	کہ گوش گل میں باد صبحدم کچھ اور کہتی ہے
یہیں کھلتا مرا حال پریشان اے صبا ان کو	کہ وہ کیا قدر سے سر کی قسم کچھ اور کہتی ہے
بچا لی جان کیونکر دیکھئے قاتل کے ہاتھ سے	کہ اسکی آب شمشیر ستم کچھ اور کہتی ہے

تباہی عشق میں ہے عقل کو لی بات کہتی ہے کی
ظفر جب پوچھتے ہیں اس سے ہم کچھ اور کہتی ہے

اگر وہ بخت اچھے ہے تجھے تقدیر اچھی ہے	وہاں تو عظمت اچھی ہے بیاں تو تدبیر اچھی ہے
لگے وہ قاتل ہے ہرگز کسیکو گرچہ بد بھی ہے	برا بھی خواب گر اس کے کہیں تعبیر اچھی ہے
وہ یارہ ہو وے رنجش تا نہ اسکے سنا کر کے	کوئی اس قاتل سفاک کو شمشیر اچھی ہے
وہی تحریر میں ہوگا جو ہے تقدیر میں لکھا	مگر قاصد تو کچھ منہ سے سنا تقریر اچھی ہے
وہ دیکھیں کیونکہ کھینچ کر بیٹھی ہیں یاں تصویر لاوت	محبت جذبۂ دل میں ذرا تاثیر اچھی ہے
[illegible] تو نام بھی مہر و محبت کا	مجھے جو سیدھا [illegible] آگے برا اچھی ہے

ظفر ہم دیکھتے ہیں ہر ورق کو اس مرقع کے
کہ شاید ہمیں دکھلائی کوئی تصویر اچھی ہے

دیگر

۱۵۹

[illegible]

ناگن ہی باغ میں کوئی لہرا رہی ہے یہ	یا زلف تیری چہرہ پہ کھا کے بل پڑی
جھمک سی میں گیا تری آنکھوں کے سامنے	اور ان سے میر بجان کے پیچھے اچھل پڑی
دریا میں میری چشم سے گرتے ہی اشک گرم	بیٹھی تھی زیر آب جو ماہی اچھل پڑی
میں ہوں وہ خوں گرفتہ مری شکل دیکھ کر	تلوار تیرے ہاتھ سے قاتل اگل پڑی

فرہاد و قیس کا تو ظفر شہرہ ہو چکا
اب اپنی دھوم جانب دشت و جبل پڑی

تجھسے جو عہد وفا میں اے صنم اچھے رہے	بت پرستی میں خدا کے آگے ہم اچھے رہے
ان ہی کو جلتے رہے کیا خوب ہم خورشید وار	شمع کو بھی مانند شبنم چشم نم اچھے رہے
ہو رہے لے شیخ ول کے آستانے پر پڑے	چھوڑ کر دروازہ دیر و حرم اچھے رہے
تیری تلواروں سے عشاق کی جو بے تکلف ہو سکے	وہ تو ہیں اچھے نہیں تو نہیں ہم اچھے رہے
ہو گئے اچھے جو وہ بھی صاحب دام و درم	ہیں ہمی اچھے جو بے دام و درم اچھے رہے
ہم نے سو میں تمہاری نرگس بیمار کے	دم رہا جب تک رہے بیمار ہم اچھے رہے

کوچہ مہر و وفا میں خاک ہو کر اے ظفر
جو رہے اس یار کے خاک قدم اچھے رہے

گو کہ ظاہر میں ہر اک شے خاک سے پیدا ہوئی	فی الحقیقت گردش افلاک سے پیدا ہوئی

مطلع ثانی

قصد آج اپنا ظالم کچھ ہو بیٹھا ہے یون ہے
نوب اوس طرح [illegible] کی بلائین ہے
نامہ بر جاتا ہوا جب [illegible] ہوا ہے یون ہے
پہنچے جا کے اور اسطرا اثر نامہ نہ ہو
دل کو بت چوم سا تو کچھ ہا ہے یون ہے
[illegible] کی قسم [illegible] بیان کی
[illegible] سے ہوون اور جیا ہے یون ہے
نظارہ تو [illegible] کمان کاوہ [illegible] یون ہے
فلک کو [illegible] ربا [illegible] ہے

چمن میں جب ہوا سے بیچ شاخ گل لچکتی تھی	تو اوپر ہر گل کے بلبل آکے جھکتی تھی

مطلع ثانی

جگر گیا آہ میری آگ جو ہو کر بھڑکتی تھی	تو زیر ابر بجلی ڈر کے مارے جا دبکتی تھی
پلائی شبنم نے گل کے شراب ایسی مستی میں	زبان نغمہ سنجان چمن ہر دم بہکتی تھی
بہت کی اشکباری پر ہوا ٹھنڈا نہ داغ اپنا	ہماری آتش دل بلکہ اور اس سے دہکتی تھی
یہ تھی لب پر مسی گویا کہ تھی کالی گھٹا چھائی	چمک دانتوں کی جیسے ایک بجلی سی چمکتی تھی
دیا جب شمع نے پانی گر چھینٹا اپنے مژگان کو	مگر یہ شاخ جو سوکھی ہوئی تھی کیسے پھپکتی تھی
گیا جو ہی سے شب میں ان کے جو حال تھا میرا	اگر تیا کلیجہ کتا تھا ہمری چھاتی دھڑکتی تھی
مرے سینہ پہ ہو جاتا تھا ہر آک ایک آبلہ پیدا	جہان شب بوند اشک گرم کی ہر پچکتی تھی

قطعہ دیا دوست اپنا آج بارے آبلا ہمسے
کہ دہنی آنکھ اپنی یہ کئی دن سے پھڑکتی تھی

کلا بتی جان بہت بیوجہ ترا ہے یون ہے	کوئی ڈرتا نہیں دنیا میں خدا سے یون ہے
خون ہوگا ترے ہاتھوں سے کسیکا قاتل	ہوتا معلوم ہمیں رنگ حنا سے یون ہے
جب تلک ہوسکے ترا شربت دیدار نصیب	جاتی اپنی تپ غم کوئی دوا سے یون ہے
بس اجل دیکھتی رہ جاتی ہے تو آنکھوں کو	قتل کر ڈالتا اک تیغ ادا سے یون ہے

دیگر
بہاری یا خاک سے بل ورنہ آلودہ صحرا ہے
نظر آتا ہمیشہ جو غبار آلودہ صحرا ہے
شرر باری سے میری سا کو سوزانی کر بیٹھی
یہ میری آتش سودا شرر آلودہ صحرا ہے
[illegible]
کہ یکسر کر ریا خون شکار آلودہ صحرا ہے

[illegible]

[illegible]

یہ بکواس ناصح کی کب چھوٹتی ہے	اگر چھوٹے تو میرا دم کھا کے چھوٹے
محبت کا تیری مزا میرے دل سے	نہ سوز غم تیغ سم کھا کے چھوٹے

مرے دل سے یہ داغ دریائے غم میں
نہ غوطہ ظفر دمبدم کھا کے چھوٹے

گالیاں اگر سننا جاتا تو ہے	پر غنیمت ہے وہ آجاتا تو ہے
پوچھتے گریہ کا ہو کیا ماجرا	چشم سے دریا بہا جاتا تو ہے
گھر میں تیرے گر نہیں آتا نہ آئے	وہ مرے دل میں سما جاتا تو ہے
بات وہ کرتا نہیں لیکن ادھر	چھپکے چھپکے دیکھتا جاتا تو ہے
نالہ بلبل ہے کیونکر بے اثر	رنگ بوے گل اڑا جاتا تو ہے
دیکھیے لکھا ہو کیا تقدیر کا	لیکے قاصد خط مرا جاتا تو ہے

خواب میں آکر کبھی وہ اے ظفر
فتنۂ خفتہ جگا جاتا تو ہے

نے فقیری چاہیے نے بادشاہی چاہیے	قسمت اچھی چاہیے فضل الہی چاہیے
انکو چاہا اوسکو ہمنے جان جائے یا رہے	چاہ اوسکی ہر طرح اے دل نباہی چاہیے
نام روشن کرکے کیا لیگا کوئی اسکے واسطے	پہلے مانند نگیں اک روسیاہی چاہیے
سبزہ رنگوں کی محبت رکھتے کاہش میں جنھیں	رنگ چہرہ کا ہمیشہ اونکے کاہی چاہیے

۱۵۷

ظفر ایسی نہیں ہے کوئی محفل اپنے زمانہ میں
جہاں کچھ قدر گوہر کی اور سخن کی ہو نہیں سکتی

دیگر

یاران بزم لطف ہی جھل سکے اوٹھ سکے
سیر وہ ست وہ وقت نہ چھل سکے اوٹھ سکے
بیٹھا جو بزم بیت کو تری بزم میں تو ہم

[illegible]

جہاں کے ختم ہیں سب اس لب و دہان پہ مزے
کہ جس کے ذکر سے برسوں ہیں زبان پہ مزے

بہشت میں بھی وہ ہوں پاہوں خدا جانے
ہمیں نصیب ہیں جو اسکے آستان پہ مزے

رہینگے آب دم تیغ کے ترے قاتل
مدام میرے لب زخم خون چکان پہ مزے

ترے ستم نے ستمگار تیرے عاشق کو
سکھائے خوب محبت کے امتحان پہ مزے

ہزار شربت قند و نبات کے قربان
تمہارے بوسۂ لعل شکر فشان پہ مزے

ترے شہید محبت کا سر تو اے قاتل
اوڑا رہا ہے عجب طرح کے سنان پہ مزے

ترا سخن وہ مزے دار ہے کہ حشر تلک
رہینگے اسکے ظفر طبع نکتہ دان پہ مزے

اصل بد ہو جسکی اسکے کیون نہوں جوہر برے
ہیں ترے لوہے کی تلوار ہیں برے خنجر برے

مطلع ثانی

سچ تو ہاں یوں ہے نصیب اپنے نہو نگر برے
وہ برا کیوں کہتے ہمکو ہم کہو نکر برے

یا الٰہی خیر کیجو دیکھیے ہوتا ہے کیا
آج آتے ہیں نظر قاتل کے کچھ تیور برے

دیکھ کر ظفر نے تمہاری چشم افسون ساز کے
دل مرا ڈرتا ہے یہ کافر ہیں جادوگر برے

اتنو باز آ تو برائی سے کہ تیرے واسطے
ایک عالم سے ہوئے ہم آ پری پیکر برے

نانتے ہیں کب برا ہم تم کہو ہمکو برا
ہم برے ہیں ہم برے ہاں سچ ہے آ دلبر برے

لبِ جانبخش کا تیری اگر بوسہ اُسکو یان ملتا ہو | مریضِ عشق کو تیرے نہین حاجت دوا کی ہے
حیاتِ جاودانی کیون نہو اُسکے شہید و نکو | کہ تاثیر آب تیغِ یار مین آب بقا کی ہے

ظفر شکوہ نہ کر اُسنے تجھی سے بیوفائی کی
بتا اوس بیوفا نے اور کس سے یان وفا کی ہے

بنا تے محل کیا ہو یان اچھے اچھے | بہت بن چکے ہین مکان اچھے اچھے
محبت کو لازم ہو جب بدگمانی | تو کیا دل مین گذرین گمان اچھے اچھے
نہ سمجھا کوئی نکتہ اوس خال لب کا | حیران ہین ہوئے نکتہ دان اچھے اچھے
دکھاوے کبھی وہ اپنے مژگان و ابرو | تو دے پھینک تیر و کمان اچھے اچھے
سنتا نہین کوئی میری کہانی | اگرچہ ہین وان قصہ خوان اچھے اچھے
تجھے دیکھ کے ہر چمن چمن کے گلہاے تازہ | مرادیدہ خون چکان اچھے اچھے
تری چشم وہ ہے کہ بیمار جسکے | ہوے کھو کے تاب و توان اچھے اچھے
ملے تو اک بہت ظلم سپہر فلک سے | جہان مین ہزارون جوان اچھے اچھے

رہیگا پڑا ایک مجھسا بُرا بھی +
اگرچہ ظفر ہین وہان اچھے اچھے

یہ سوزِ غم نے کیا خشک خون جگر مین سے | کہ ایک بوند بھی نکلی نہ چشمِ تر مین سے
بلائین سینکڑون اُس مانگ مین ہین لگی لیے | خدا بچاے اُسے راہ پرخطر مین سے

نہیں وہ جیتے ... نہیں مٹتا کبھی جب دیکھا ہے داغ سینہ کا
عدم میں بھی گئے کیا جانے ہمارا حال کیسا ہے
جلا دیتا ہے دل بھی اور جگر بھی کچھ تو ایسا ہے
ضیا جانے کہ ہے یہ عشق کی ایک آگ کا شعلہ
نہیں جا سکتا دل سا نامہ بر بھی کچھ تو ایسا ہے
وہ کچھ سمجھیں اگر پڑھ کر بھی کچھ تو ایسا ہے

دیگر

تجھے بھی دوست تو حاجت نہیں عدو کی مجھے
خدا کی ... ظفر دوستی سے اس دل کی

[illegible]

تعجب کیا ہماری چشم گوہر بار کی دولت
اگر تا بہ کمر ہر ایک تار آستین ہووے

جو دیکھے کان کے بالے میں تیرے روشنی کو
ترے حلقہ بگوشوں میں سہا النشین ہووے

کرے گا دوربین کو کیا نظر آئے گا کیا اوس کو
صفا کر دل کو تو ایسا کہ دل ہی دوربین ہووے

برنگ نقش و پا کوچہ میں تیرے پڑ رہیں ہم کیا
عنایت ہم کو اک بالشت بھر گر یاں زمیں ہووے

نہ دیکھا تیرے دندان و لب خندان سا ہم نے
کہ پیدا کان میں یاقوت کے در ثمین ہووے

جگہ آنکھوں میں دوں اپنی نگہ کو یا تصور کو
ہے اوس کے پاس پہونچے ہی گا وہ گرچہ کہیں ہووے

نہ آنکھوں میں سمائے گرچہ بحر موج زن ہووے
ظفر ہو کر سخی مشہور تو چین بر جبین ہووے

پھر آب رو کا ہے دل نرم میں کسو کی مجھے
پڑی ہے کیا تھی سنے بات اپنی آبرو کی مجھے

کروں گا خون سے نگارین میں اوس نگار کے ہاتھوں
قسم ہے اہل دل خون گشتہ کے لہو کی مجھے

شمیم عنبر سارا سے کیا غرض ہے صبا
کہ بو خوش آئی ہے اوس زلف مشکبو کی مجھے

اکھی چشم میں آنسو نہیں کروں میں کیا
نماز عشق میں تاکید ہے وضو کی مجھے

اوٹھاؤں کس لیے تیغ اجل کا میں احسان
نگاہ تیز ہے بس شوخ تندخو کی مجھے

ہر ایک مو ہو بدن پر مرے زبان گویا
مجال ہو جو ترے آگے گفتگو کی مجھے

ہوا نہ سیر کبھی میں طلب رہی ساقی
سبو پہ جام کی اور جام پر سبو کی مجھے

نہیں ہے جان کی پروا برنگ پروانہ
کہ اب تو لگ گئی لو یار شمع رو کی مجھے

[illegible]

جتائی ہمنے اپنی دوستی کیوں اُس ستمگر کو | ہمارا ہو گیا وہ دشمن جانی اسی مین ہے

ظفر سونا زیادہ گو نہین بہتر سخنور کو
سخن فہمی اگر نہین ہر سخن دانی اسی مین ہے

ہم ہنسے انسے تو گل کیا کہ کھلا کر ہنس پڑے
کر گیا کیا غیر اُسکے کان ملاحت کان مین
دیکھ کر مرہم کا نسخہ چارہ گر کے ہاتھ مین
اشک کے موتی ہوئے جب پانی نکلے کہ رہا
کچھ تو کی تاثیر الفت نے کہ وہ اے ہمنشین
انجم شب تاب ہوں کیا کیا فلک پر نگین

چٹکیان گلشن مین غنچے بھی بجا کر ہنس پڑے
تم جو انگشت اپنی دانتو نہین بانکی ہنس پڑے
زخم اُس قاتل کے شمشیر جتا کر ہنس پڑے
پھول ہو گئے مین تھے وان ہو تیا کہ ہنس پڑے
گریہ حسرت پہ اپنے مبتلا کے ہنس پڑے
وہ جو دانتو نمین مسی اپنے لگا کے ہنس پڑے

اے ظفر شاید ہوا منظور پھر اونکو ملاپ
بزم مین وہ آنکو جو مجھسے ملا کے ہنس پڑے

دن جو گذرے غم ہجراں مین مجھے یار کے چھپے
درد و غم رنج و الم یاس تعب یہ ہین رفیق
دل کی قیمت مین اگر دینے ہو بارہ بوسے
غمزہ و عشوہ ادا چشمک و ناز و انداز
نہ رہے جامہ کے کیا دست جنون سے دستار

وہ برس ہو گئے باعث غم و آزار کے چھپے
پاس رہتے ہین ترے عاشق بیمار کے چھپے
دیکھے ہونٹھون کے چھپے دیکھے رخسار کے چھپے
دشمن جان ہین یہی میرے دل آزار کے چھپے
بلکہ ثابت نہین تار اتیوہین دستار کے چھپے

ہم ضبط تو کرتے ہین ظفر گریہ کو لیکن
جب آنسوؤن کی آگ ... آئی

دیگر

سو یار وہ شمشیر و سپر کھو کے بیٹھے — پر قتل سے میرے نہ کمر کھو کے بیٹھے

پڑ جائیں گھڑے سیکڑوں پانی کے برابر — جس وقت نہانے کو وہ سر کھو کے بیٹھے

بیہوش نہیں بیٹھنے کی جا ہے یہ دنیا — یاں دیدہ و گوش اپنے بشر کھو کے بیٹھے

کون آئیگا یہ شوق ملاقات ہو کس کا — جو شام سے تم آج ہو در کھو کے بیٹھے

خورشید بھی کانپ اٹھے اگر سامنے اسکے — یہ سوختہ جان داغ جگر کھو کے بیٹھے

در پیش سفر اور مسافر ہیں یہ غافل — آرام سے ہیں رخت سفر کھو کے بیٹھے

اوٹھ جائینگے دو حرف بھی سننے کی نہیں وہ — کیوں دفتر غم تم ہو ظفر کھو کے بیٹھے

واہ تم صبح کو نکلے آئے — دن چڑھے کہکے دن ڈھلے آئے

آج کیا جچپنہ مہربانی ہے — بن بلائے جو تم چلے آئے

آئی ہے اک جلے کباب کی بو — کیا کہیں تیرے دل جلے آئے

شکر للہ کہ یاں کے آنے سے — اونکو انکار تھا وے آئے

یوں کوئی کیونکہ آئے تیرے پاس — غیر جب پاس سے ٹلے آئے

میرے گھر میں وہ مہروش آیا — بارے کچھ دن مرے بھلے آئے

ابھی آئی نہیں بہار کہ یاں — دل میں وحشت کے ولولے آئے

ہے عجب آب خنجر قاتل — جسکے یہ آئے تا گلے آئے

جن پہ عنقا کی طرح سے گوشہ گیری ختم ہے
اونپہ بے دام و قفس گویا اسیری ختم ہے

کی ہے جسنے یار کے در کی گدائی اختیار
بادشاہی ہے تمام اُسپر امیری ختم ہے

جو تمھارے دل مین ہے وہ سب ہمین معلوم ہے
ہم پہ فیضِ عشق سے روشن ضمیری ختم ہے

جبتلک ہو منتا بالکل تھو چھوڑے نہ ہاتھ
واقعی رنگِ حنا پر دستگیری ختم ہے

جانے پیر چرخ سے کو دک مزاجی دخل کیا
گرچہ ہے یہ پیر تو ایسا کہ پیری ختم ہے

کہتے تھے الفقر فخری جس فقیری کو نبی
فخر دین فخر جہان پر وہ فقیری ختم ہے

کہتے ہین اہلِ سخن تیرا سخن سُنکر ظفر
بس یہان طرز ظہوری و نظیری ختم ہے

سر جو زیر تیغ ہے تیری وہ اسے قاتل کھینچینگے
کیون نہ خجالت سر بازو مین عاشق بیدل کھینچینگے

ہو نگے مصور محو حیرت دیکھکے تیری صورت کو
منہ کیا جو تصویر کوئی وہ تیرے مقابل کھینچینگے

ایک امید وصل ہے تیری دیکھیے کب تک دنیا مین
آنکھون سے جدائی کو تیرے مائل کھینچینگے

وہ بھی مکان ہو جائیگا انکے حق مین جلد برین
تجکو جہان آغوش مین ہم اے حور شمائل کھینچینگے

لگتے ہی زخم تیغ ستم کے ہوگا اونکا کام تمام
عرصہ کا ہیکو کوئی دم کا تیرے بسمل کھینچینگے

کرتا ہے کیون سست درازی انکی زلف مشکین سے
دیکھ کسیدن تسمے تیرے خوب وہ ابدل کھینچینگے

دیکھینگے تاثیر جذبات دل مین ظفر کچھ عشق کی ہم
دل سے آہ بے اثر اپنے کیون لا حاصل کھینچینگے

کہتا ہے خورشید فلک سے بھی ہے وہ شاہ سوا	گر تو لیکر مری شمشیر و سپر چل آگے
دشت میں دم نہیں لینے مجھے دیتی وحشت	یہی کہتی ہے کہ اے خاک بسر چل آگے
کہتی ہے کوچہ قاتل میں اجل عاشق سے	تو نے گر مرنے پہ باندھی ہے کمر چل آگے
رہِ نا امن ہے یہ منزل ہستی عاشق	تو ٹھہرنے کا یہاں قصد نکر چل آگے

چھیڑتے ذکر اُس ابرو کا ہو تم پھر جس پر
گئی تلوار کئی بار ظفر چل آگے

دل کو دیتا ترا مجبور دلاسے یوں ہے	آج ہے وصل ہوا امید خدا سے یوں ہے
بخت برگشتہ کی ہے یہ بھی ہمارے تاثیر	پھر گیا اپنے جو وہ عہد و وفا سے یوں ہے
نہیں بچنے کا ترے ہاتھ سے کوئی عاشق	ہوتا معلوم ترے جور و جفا سے یوں ہے
آئی شامت ہے ہمارے دل سودائی کی	یہ او لجھتا جو ترے زلف دوتا سے یوں ہے
اور بیمار کرے جیسے غذا سے پرہیز	تیرے رنجور کو پرہیز دوا سے یوں ہے
گر نہو وصل تو ہو ہجر میں عاشق کا وصال	یوہیں ہو جائے جو قسمت میں بلا سے یوں ہے

اے ظفر رشک سے دل کیونکہ نہو خون کہ حنا
ہاے لپٹی ہوئی اُسکے کف پا سے یوں ہے

دل میں دہان تمھارے صفائی کچھ اور ہے	اور اپنے یہان خیال میں آئی کچھ اور ہے
مسجد سے اُٹھ کے آئے جو بیت الصنم میں ہم	دیکھا تو وان ظہور خدائی کچھ اور ہے

چشم ساقی کا کرشمہ دیکھنا اک جام مین
مست ہین افلاک کے ساتون طبق پہچانتے

یاد مین اوس قامت رعنا کی عیار یک الف
ہم نہ تھے مکتب مین کبھی حرف سبق پہچانتے

تم نکل بھاگے بغل مین سے کسیکی شاید آج
ہم ہین چہرے پر تمھارے یہ عرق پہچانتے

دشمن جان ہوگئے ناحق مری اک بات پر
واہ ہو تم دوستی کا خوب حق پہچانتے

ہو گیا فیض تصرف یک دل پر یار کا
اے ظفر ہم اوسکا ہین لنظم و نسق پہچانتے

زلف کا حلقہ نہین رخ پہ نظر پڑتا ہے
نگر اوس حسن کے دریا مین بھنور پڑتا ہے

ہے جو منظور نظر وہ ہی نظر آتا ہے
آنکھ پڑتی ہی جدھر دھیان جدھر پڑتا ہے

طلب بوسہ پہ کیا کوئی بڑھے منہ اوسکے
گالیون پر وہ ستمگار اتر پڑتا ہے

شام سے صبح تلک بستر آرام پہ رات
چین تجھ بن کسے اے رشک قمر پڑتا ہے

قصد جانیکا ہے کس شکل چمن کی جانب
کہ قدم جلد ترا باد سحر پڑتا ہے

کودک اشک کو دیتا ہی جو تو گھر سے نکال
تو گلے پیرے وہ اے دیدۂ تر پڑتا ہے

کمر اوسکی ہے نزاکت سے لچکتی کیا کیا
سایۂ زلف کا بوجھ اوس پہ اگر پڑتا ہے

نہ کرون کیونکہ غم یار کی خاطر داری
کام تو اوس سے مجھے آٹھ پہر پڑتا ہے

دل و دلدار کو آپس مین سمجھ لینے دے
دیکھ تو بیچ مین کیون انکے ظفر پڑتا ہے

جلوہ فرما نہین کس بادہ بہت ہوش ربا
ہم سا نزدیک ظفر دیر و حرم ایک سا ہے

دیگر

دل کے سبب خط ساغر مے کی عادہ وہ دن گیا [illegible]

[illegible]

رہِ بعید مین دلِ یار رہ قریب مین ہے
عجب طرح کا ہر عالم کر محو ہو جاتا
ترے مریض محبت کو جس سے ہو صحت
جو میرے نالہ کو بخشی ہے عشق نے تاثیر
فلک نہ اتنا ہو سرکش کر پست ہو جاتا
کرے ہے نالہ سے صد فوج غم صف آرا دل
گلے کا ہار نہو میرے کیونکہ دستِ قضا
ہزار طرح کی ہین یون تو خوبیان اُنمین

پہونچ ہی جائیگا منزل کو گر نصیب مین ہے
ہر ایک آن کے اس منزل عجیب مین ہے
سو وہ دوا ہی نہین نسخہ طبیب مین ہے
اثر وہ کا ہیکو فریاد عندلیب مین ہے
ابھی تو ایک مری آہ کی جریب مین ہے
یہ بات کا ہیکو آواز ہر نقیب مین ہے
کہ ہاتھ ڈالتا وہ گردنِ رقیب مین ہے
مگر وفا ہی نہین ایک اس حبیب مین ہے

ظفر ہو کیونکہ دلِ ناتوان سے طے رہِ عشق
کہ اتنی کا ہیکو طاقت اب اس غریب مین ہے

ایسی خط مین آپکو تحریر کیا کی ہمنے تھی
ہم منانے کو گئے تھے اور وہ روٹھے سوا
کیون کیا کشتہ ہمین سننے کیا کیون ہمکو کا
کہتے ہین نالہ سے اہین کچھ کیا تو نے نہ ہا
جس پہ چکر ہی مین کھا تو نے ہمکو عمر بھر
حال دل اپنا کہا تو وہ بھی پرتے ڈرتے کچھ

خط کے کیون پڑھے کیے تقصیر کیا کی ہمنے تھی
ہو گیا قسمت سے کیا تدبیر کیا کی ہمنے تھی
آسمان سے خواہش اکسیر کیا کی ہمنے تھی
پہلے تھیسے دیکھ تو تاثیر کیا کی ہمنے تھی
وہ خطا اے گردشِ تقدیر کیا کی ہمنے تھی
تم جو آزردہ ہوئے تقریر کیا کی ہمنے تھی

دیگر

ہزار اے ظفر چرخ آنکھیں دکھائے
خدا پر نظر رکھ نگہدار وہ ہے

مناسب ہی تجھے اس مبتلا کو منہ دکھانا ہے
کہ اک دن اے بت کافر خدا کو منہ دکھانا ہے

نکال اے بیوفا منہ سے نہ حرف آشنائی تو
تجھے گر عاشقان باوفا کو منہ دکھانا ہے

اٹھا دیتا ہی پردہ منہ سے داغ دل چھپانے کا
تو مشکل ہو نا خورشید جزا کو منہ دکھانا ہے

برابر چشم آئینہ میں خوب زشت ہیں دونوں
دکھائے وان جیسے اہل صفا کو منہ دکھانا ہے

کبھی آغوش میں ہرگز نہ آیا ہے نہ آویگا
کہ بھاتا دور سے اس مہ لقا کو منہ دکھانا ہے

ترا غمزہ ہے ظالم وہ کشیدہ ایک عالم کا
کہ مشکل سامنے جسکے قضا کو منہ دکھانا ہے

جہانتک ہو سکے دریائے غم میں ست وپا مارے
تمہیں تو اے ظفر اُس آشنا کو منہ دکھانا ہے

دیگر

برگ گل کیا نازک اسکی نزاکت کے سامنے
اور ہنسی غنچہ کی کیا اسکی ہنسی کے سامنے

ناصحا ہمجائیگا دیوانہ میری طرح سے
تو بھی جائیگا جو اس رشک پری کے سامنے

جھڑ گئی سو بار شیخی ابر دریا بار کی
ایک پل میں میرے اشکوں کی جھڑی کے سامنے

ہوشیاروں کو کرے بیہوش چشم مست سے
جب وہ آجائے شراب ناب پیکے سامنے

مارے خجلت کے زمین میں گڑ گیا شمشاد بھی
بار ہا گلشن میں اس سرو سہی کے سامنے

کوئی منصف بھی نہیں کہ سکتا کچھ انصاف سے
اے ستمگر اس تری نامنصفی کے سامنے

دیگر

دیگر

تو کنارہ کش ہوا ایسا نہ پایا ہان تلک
اور یہ عاشق ترا پہونچا کنارے گور سے

ہو گیا ناچار قابو مین غم الفت سے دل
لے گیا ایسا کہ زور بس مین آگیا شہ زور سے

اسطرح داغ محبت ہین دل سیپارہ مین
جسطرح اوراق ہین قرآن سے یون پارہ پارے

اہل بینش جانتے ہین عزت اہل صفا
قدر آئینہ ظفر ہو دو رو کی کور سے

دیگر

آپ جھگڑے کیونکر ہمین پرہیزگارون مین رہے
دیکھ دل اس مست کو ہم بادہ خوارون مین رہے

آسمان پر لاکے چمکا ہے ہر اختر آپ کو
تا بہ کے اوس نقش پا کی جو ستارون مین رہے

رفتہ رفتہ بلکہ ہم خاک بن جون نقش پا
جب کہین جا کر تمھارے خاکسارون مین رہے

پیار سے گو آکے اپنے داغ چپکے مجھے وہ
یہ لگے کہنے کہ ہم اختر شمارون مین رہے

[illegible]

ہوے سر مین خط فرق سیمتن کی روشنی	ابر مین ہے ایک برق شعلہ زن کی روشنی

مطلع ثانی

آگے اُس رخ کے مہ چرخ کہن کی روشنی	یون ہے جیسے صبح شمع انجمن کی روشنی
تو اگر دکھلائے دندان مصفا کی چمک	غرق آب شرم ہو در عدن کی روشنی
شعلۂ فانوس کے مانند سوز عشق سے	داغ نے پیدا مرے زیر کفن کی روشنی
اس دل سوزان کے عالم مین ہر شب چراغ	ہو اسی سے کچھ مرے بیت الحزن کی روشنی
یون چمک ہر کان کے سونی کی زیر زلف یار	جسطرح ہو رات کو کالے کے من کی روشنی
لالہ کہسار نے جوش چراغان کی طرح	خوب تربت پر مرے ہی کوہکن کی روشنی
یون مرے گریہ سے چمکا حسن انکا جیسے ہو	صاف بارش مین مہ چرخ کہن کی روشنی
عارض پر نور اوسکا دے اگر اک ذرہ نور	پھر گل خورشید سے دیکھو چمن کی روشنی
آفتاب حشر سے کچھ کم نہین داغ جنون	تو اتارے مجنون ترے دیوانہ پن کی روشنی

نام روشن حشر تک آشکار رہیگا اے ظفر
دی خدا نے جنکو عالم مین سخن کی روشنی

رعد ہے خاموش آگے نالۂ پر شور کے	دود دل سے ہوش اڑتے ہین گھٹا گھنگھور کے
پھر زمین سے اٹھ سکا ہرگز نہ تیرا آشنا	دب گیا جو عکس سے مژگان چشم حور کے
بوسہ اونکا لیکے چوری سے ڈرے کیونکر نہ دل	جی مین اک دھڑکا سا رہتا ہے مقرر چور کے

[illegible]

بتا وہ کیونکہ جبین جسکے سر پہ اے قاتل	ہمیشہ موت ترے آستان پر کھیلے

ظفر وہ کھیل کھلاڑی کا پھر چھپے کیونکر
جو کر کے ظاہر اسے اک جہان پر کھیلے

ٹپکے ہے ہر بات مین قاصد مجھے پیار سے کو	پھینک دون خط کو نہ کیونکر ترے مارے دھوکے
چشم پرآب ہو نہین اپنے وقت پابوس	چاہتا ہون کہ پیون پانؤن تمھارے دھوکے
تو ہو میخوار تو کیونکر نہ بھرے مے ساقی	شیشہ و جام کو دریا کے کنارے دھوکے
نہین معلوم کہ ہے بد نظر کیا تجھکو	ڈالتے جی مین ہین یہ تیرے اشارے دھوکے
اوس سی باغ مین پڑ جائے نہ کیون سنبل پر	اپنی زلفون کو وہ جس وقت سنوارے دھوکے
ماہ تابان ہے کہ ہے عارض روشن تیرا	دیکھ کر رات کو کھاتے ہین ستارے دھوکے

ابر رحمت سے عجب کیا ہے جو کر دے وہ سفید
اے ظفر میرے سیہ نامہ کو سارے دھوکے

لڑائی میری اسکی کیا کہون کس بات مین پھیلی	یہ آفت سب عدو کی آہ سو نمات مین پھیلی
کوئی پھیلا ہوا ہو جال جیسے صید کے خاطر	تمھاری زلف ہے اسطرح دل کی گھات مین پھیلی
شفق شام و سحر پھولی فلک پر جسکی سرخی سے	مرے نالون سے ایسی آگ ساری رات مین پھیلی
نہین سلک گہر اید ل سراسر مانگ مین اسکی	مگر فوج سکندر ہے رہ ظلمات مین پھیلی
بجائے آب خون میرا ملا اس رنگ سے قاتل	کہ مہندی ہو کے تیلی خوب تیرے ہاتھ مین پھیلی

فانی کا پتلا ہے انسان اے ظفر اسکے لیے
سرکشی اچھی نہین ہے خاکساری چاہیے

دیگر

[illegible]

تار بارش کا کھوا بر سیہ سے باندھے
دست مژگان سے کہا طائر دل اڑ جائے
تیرے عارض کا تصوّر جو بندھا ساری رات
خوش نہ وہ کبھی گر باندھے لے اکسیر کی پوشاک
رکھے تعظیم سے نامہ ترا سر پر عاشق
دل کسی جائے سے ٹوٹا ہی بندھے یہ کیونکر

پردم گریہ نہ ضدا بر مژہ سے باندھے
پر پرواز جو تو تار نگہ سے باندھے
ٹکٹکی ہم رہے رخسارہ مہ سے باندھے
جو کہ پڑ بیٹھ تری خاک سر رہ سے باندھے
خواہ دستار سے وہ خواہ کلہ سے باندھے
کوئی جبتک کہ نہ دو چار جگہ سے باندھے

چشم قاتل کو ہے منظور صف جنگ ظفر
صف نہ کس طرح وہ مژگاں کی سیہ سے باندھے

ٹھنڈی ٹھنڈی جو کوئی سانس ہے آتی جاتی
رفتہ رفتہ ہمیں ظالم روش نقش قدم
عندلیبو کوئی دن اور ہے گلشن میں بہار
ہو گیا آہ کا بھی منہ سے نکلنا سو قوت
آتی ہی اور بھڑکتی ہے سو آتش دل
خط میں اپنے ہو وہ تو خط مجھے لکھتا جاتا
بو نسیم چمن آس گل کی جو لاتی ہے کبھی
اے مسیحا نفس آ جلد کی ترے سنکے خبر

دل میں ہے آگ مرے اور لگا ہی جاتی
خاک میں ہے تری رفتار ملاتی جاتی
دیکھو ہے باد خزاں خاک اڑاتی جاتی
دل میں ہے اپنے محبت جو سماتی جاتی
چشم جیبنی ہے وہ رو رو کے چھپاتی جاتی
میری تقدیر ہے جو اس کو پڑھاتی جاتی
ہے وہ کچھ لطف سے ہمکو بھی سنگھاتی جاتی
رہ گئی جان ترے بیمار کی جاتی جاتی

[illegible]

ہوئی عاشق کے لیے صورت تسکین بارے
تو نہ پہونچا تری تصویر تو پر جا پہونچی

کی جو اشکوں نے دم گریہ کی آنکھوں مین
تو وہ ہین لب بعد خون جگر جا پہونچی

اے صبا ہوگا نہایت ترا احسان ہمپر
کوچہ یار مین خاک اپنی اگر جا پہونچی

پھر تو سو بار پکارا وہ نہ بولے گھر مین
کان مین انکی جو آواز ظفر جا پہونچی

ہم اس کافر کے ہاتھ اول دل و جان بیچ ڈالینگے
دل و جان بیچکر پھر دین و ایمان بیچ ڈالینگے

ہمارے جنس دل کا گر خریدار آئے گا کوئی
نہیں ہم دیکھنے کے نفع نقصان بیچ ڈالینگے

نہ قیمت دے سکینگے وہ تمہارے دردمند انکی
اگرچہ جوہری سب اپنی دکان بیچ ڈالینگے

نہیں ہم چھوڑنیکے تیرے سودائے محبت کو
کہیگا تو کہ بیچو آپ کو ہان بیچ ڈالینگے

تری خاطر سے جی دینگے اپنا نیم غمزہ پر
ہم اس جنس گران قیمت کو ارزان بیچ ڈالینگے

تمہاری خاک پا کے روبرو کیا قدر سرمہ کی
اسے سب کے سو اہل صفاہان بیچ ڈالینگے

برنگ شمع لیکر سو دل وہ اسکو جلائینگے
ظفر دل اپنا جسکے ہاتھ ہم یان بیچ ڈالینگے

بلا سے میری چھاتی پر اگر وہ رکھ کے سل بیٹھے
نہ آسکے نہ پہلو مین تو پھر بے سنگدل بیٹھے

ترے ہاتھوں نکے قربان کیوں نچاؤں ہر کمان ابرو
مرے سینہ مین کیا کیا تیر تیرے متصل بیٹھے

یہ حالت ہو ترے بیمار غم کی ناتوانی سے
نہیں طاقت کہ جو اٹھکر ذرا وہ مستقل بیٹھے

دیگر

مطلع ثانی

۱۷۶

دیگر

مطلع ثانی

ترسا ہین مست وہ نازک مزاج ای ساقی

جو آفتاب قیامت جلا کا داغ سحر

الٰہی سب دکھاتے تحریر اپنی اپنی

لیکن جدا جدا ہے تو قسمت اپنی اپنی

جسوقت ہین نماز مین ہم اُٹھتے بیٹھتے	الفت کا تیری پھرتے ہین جو ہم اُٹھتے بیٹھتے
ہم ضعف سے ہین ریگ کی دیوار کیطرح	سو بار وقت درد و الم اُٹھتے بیٹھتے
ہوتے ہو چلتے پھرتے اگر آئے ہو یہان	غیر و نہین تم ہو ہاے ستم اُٹھتے بیٹھتے
بیطاقتی سے اپنا ہو یہ حال اے صنم	مشکل سے ہین خدا کی قسم اُٹھتے بیٹھتے
تشبیہ دیتے قامت جانان سے ہم اگر ہین	گر سرو بوستان ارم اُٹھتے بیٹھتے
ہر شیخ و برہمن کی رفاقت سے یہ غرض	ہوجاے سیر دیر و حرم اُٹھتے بیٹھتے
مثل غبار راہ ترے ناتوان عشق	ہستی سے پہونچی تا بعدم اُٹھتے بیٹھتے

جاتا صنم کدہ مین ظفر گر مرا صنم

تعظیم کو سب اُسکی صنم اُٹھتے بیٹھتے

کرتے ہین یار باہم تدبیر اپنی اپنی	لیکن جدا جدا ہے تقدیر اپنی اپنی
وہ ابرو اور وہ مژگان اور وہ نگاہین اُسکی	کرتے ہین تیر خنجر شمشیر اپنی اپنی
دل زلف مین پھنسے تو یان ہو اسیر کاکل	پہچانتے ہین دونون زنجیر اپنی اپنی
صورت دکھا دے اپنی آن خوبصورتون کو	کھنچوائی ہے جنھون نے تصویر اپنی اپنی
گر آہ و نالہ دونون پیدا ہوئے یکدل سے	لیکن الگ الگ ہے تاثیر اپنی اپنی
سنتا ہون ناصحو کبھی ہین کب نصیحتون کو	بیٹھے کیا کرین وہ تقریر اپنی اپنی
یہ منزل فنا ہے ای غافلو نہ خوش ہو	محکم بنا بنا کر تعمیر اپنی اپنی

وہ الٹی کا سمجھے ہماری سیدھی بات
جو اس کی سمجھ ہو نہ انھیں الٹی

انھیں کیا اثر ہے ایسے تیرے دو ہیں
ابلا ہی پھر گئی آکے سر قریں آتی

کسی چیز کو ہے راستی کسی سے کبھی
پہ یہ چال ہے سینہ تک نہیں کہیں آتی

جہان میں نام ہے روشن ز راستی کے سبب
... گلشن آتی

جو تو ہے تیغ سے گر اتنا ظفر
تو پڑی گا تیرا پہ قاتل کی تیغ کہیں آتی

آہ کب سینہ سے اور ہم سے فغان نکلے ہے
دل میں اک آگ سلگتی ہے دھواں نکلے ہے

جس طرف کو نکلے ہے ادھر سر پہ کھنچیں شمشیر
شب ہجران میں کدھر کا کہیں انجان نکلے ہے

آہ سوزاں سے جلا دیتا ہے گھر کتنے ہی
جس طرف سے کہ ترا سوختہ جان نکلے ہے

دل کی حسرت یہ نکلتی ہے ہماری کہیں
اشک سے خون چشم سے اور دل سے لہو نکلے ہے

قفس و دام سے صیاد اسیروں کو نکال
کہ بہار آئی ہے گلشن سے خزان نکلے ہے

منہ سے کیا بات نکالے کوئی اسکے آگے
وان تو اک حرف پہ گدی سے زبان نکلے ہے

سر کے بالوں میں وہ سیندور بھری مانگ ہے یوں
جس طرح ابر میں گردون پہ کمان نکلے ہے

اہل دنیا کی ملاقات نہیں بے مطلب
کہ یہ وہاں جاتے ہیں کچھ کام جہان نکلے ہے

ڈوبتا ہے جو کوئی عشق کے دریا میں ظفر
نہیں معلوم کہ وہ جا کے کہاں نکلے ہے

۱۷۳

دیگر

سا ظلم ہیری میں ہم پہ جوانی کی ...
جانتے ہیں ہم کہ تلو بان ... اور ...

کیا لگتا ہے دور کو سوان نام سے وہ جاہ کے | دیکھی حالت جینے تیرے جیا تھے مرا لیکن ہے

ہجر کی شب گرچہ ہے تار ریک لیکن اے ظفر
سوز دل سے پاس مشعل اپنے بھی نا ایک ہے

ہنسی میں تاب دندان نے کیا ایسا ہے پریشاں | شب دیکھو ریں کو یا کہ اک تھی ترا روشن

مطلع ثانی

یہاں صحرا میں تیری زلف کے کشتہ کا مدفن ہے
ترے بے شبہ دیدار سکیں ہو وہ کیا ممکن
ہمیں ہے تیکہا اک پردہ ہوا لے پردہ نشیں گھر میں
نہیں کم ہوئی سردی لے تیری سر دمہری نے
نہیں اے غنچہ لب آرزو نہیں ہنسی کی تیرے دامن میں

ورخت اک جیا لگا بھی عدالت ہمسر بیا کہ گلشن ہے
ترے بیمار غم کو تشنگی جو وقت مرنا ہے
عدو سے تو ہر ایک بے پروانہ پر ہم اک شمع لگن ہے
اگرچہ سینہ میں کسداغ اک مشعل ہے روشن ہے
چمن میں جس کے یہ موتیا کے ہاتھ سمن ہے

عرق آیا ہے چشم یار پر یوں ہیں گرمی میں
نکل آیا ظفر بادام سے جس طرح روغن ہے

مری تحریر دل کی نامہ پر پہونچی تو ہو وے گی
جگہ دی اسلیے ہمنے نظر کو اپنی آنکھوں میں
نہو گی رات کو کیونکر فلک پر کثرت انجم
لگا یا ہو گا جسکے آگے تیغے جام کو لب سے

کبھی اُس بیخبر کو کچھ خبر پہونچی تو ہو وے گی
کہ تیرا اسکے کبھی رخسار پر پہونچی تو ہو وے گی
گرو اشک میری آہ تیر شرر پہونچی تو ہو وے گی
لبو تیر اسکی جان سے دیکھ کر پہونچی تو ہو وے گی

غنچہ کی ہے گرہ گڑی کھلتی • پر نہیں دل کی گٹھڑی کھلتی

لب پہ قفلین پڑ دیکھنا اوسکے • کیا ہی مستی کی ہے دھڑی کھلتی

اوسکی زنجیر در خدا جانے • آج کیون ہے کڑی کڑی کھلتی

باندھا بارش کا آنسووں نے تار • نہیں ساون کی یہ جھڑی کھلتی

کھولنا ہوتا دل کا راز تو شمع • رہتی خاموش کیون گھڑی کھلتی

اور عقدہ تو سب ہین کھلجاتے • نہیں دل مین گرہ پڑی کھلتی

اشک خون سے ترے گلے مین ظفر
خوب پھولون کی ہے لڑی کھلتی

زیب محفل گرچہ شمع انجمن بھی ایک ہے • ماہ منزل پر وہ ماہ سیمتن بھی ایک ہے

دل بچے عیاری سے کیا نگاہ یار سے • فن عیاری مین یہ پر مکر و فن بھی ایک ہے

ساقیا لا جام تو اب بھی بہار میکشی • گل بھی ہے گلشن بھی ہے اور گلبدن بھی ایک ہے

دشت وحشت مین ٹکے کسطرح چھپتا پھرے • چشمون مین تیری آنکھوں کے ہرن بھی ایک ہے

قد رعنا کی سی تیری آ سمین رعنائی کہان • سرکشی مین یون تو ہان سرو چمن بھی ایک ہے

بات مین آنکے بدر نکلی ہے کہین جو بدر بالا • ایک ہے اچھی زبان اپنا سخن بھی ایک ہے

روز اٹھاتا ہے زمین پر تازہ فتنے سیکڑون
فتنہ سازی مین ظفر چرخ کہن بھی ایک ہے

حاصل ہو لطف جنکی ملاقات میں سنئے
پاتا کوئی انکو مجھی سا اشارہ فہم
انداز ہیں تمہارے اشارات میں سنئے

[illegible]

مطلع ثانی

ویرانے میں جو ترے نامہ بر لگجائیگی	آنکھ کسی کی جو تک ... لگجائیگی
ہوتے کیوں سینہ سپر معلوم گر ہوتا ہمیں	تیر سی شمشیر نگہ یوں کارگر لگجائیگی
بھولکر بھی یاد کر بیٹھیگا گر وہ ماہوش	روتے روتے ہچکی ... رات بھر لگجائیگی
ابر کی جو تکرنہ ٹھہر جائیگی شیشی جب یہان	تیرے اشکوں کی جھڑی ... لگجائیگی
ناصح بیدرد جب جائیگا میرا درد دل	چوٹ تجھ دل پر محبت کی اگر لگجائیگی
گر یہی فریاد ہم اپنی تو ہاں دیکھینگے ہم	آنکھ تیری کیونکر شب لے سحر لگجائیگی
منہ نہ مہتابی پہ کھول اپنا شب مہتاب میں	دیکھ چشم ماہ کی تجھکو نظر لگجائیگی

کیوں پھنسانے ہو دل دیوانہ اسکی زلف میں
جان کے پیچھے بلا ناحق ظفر لگجائیگی

عجب وحشی تمہارے نرگس فتان پہ مفتون ہے	کہ جسکو دیکھکر دیوانہ تھا افلاطون ہے
وفور اشک سے ہے اب یہ عالم چشم گریانکا	کوئی کہتا ہے قلزم ہے کوئی کہتا ہے جیحون ہے
ترا تیر ستم زردہ چپکا پڑ اسکا ہے منہ سب کا	نہ کہتا تم سے وہ ہاں ہو نہ کہتا منہ سے وہ ہاں ہے
مسی کی جو دھڑی پر جو جمائے پان کا لاکھا	خدا جانے کہ کسکا آج تمکو قصد شبخون ہے
تری خاطر سے کہتا ہوں مجھے اس سے نہیں الفت	کرے کیا تو مرا ناصح اگر میں منہ سے کہہ دونگی
تعجب کیا پھرا کرے گر زمین پر ہمکو سرگردان	کہ رہتا آپ بھی تو رات دن گردش میں گردون ہے

[illegible]

[illegible]

	ملتا ہے دل کی خیر مانگو چلتے ہین مژگان یار اسے ظفر غارتگر دل کا ہے وہ لشکر سامنے

رہ گئے شیخ و برہمن جب سے صنم ورے ورے	تیرا مقام ہے پرے دیر و حرم کر ورے
رخ سے پرے نکی جو زلف آ سنے ہمارے سامنے	تھا یہ اشارہ آئینگے شام سے ہم کر ورے
کہتا ہے کیون پرے پرے ہمکو کہ تیری زلف سے	رکھتے ہین ہاتھ ہم ترے سر کی قسم کر ورے
دور ہے وہ مسیح دم دیکھیے آئے کب تلک	جائیگا ہجر مین نکل اپنا تو دم کر ورے
پہونچے بہت پرے کہین نہ خبر وہ بھیجتے	ہوتے اگر مسافر ملک عدم کر ورے
عشق کی راہ مین پڑے جاکے ہو دیکھین جان کیا	جبکہ ہون ہم پر اسقدر رنج و الم کر ورے

	دشت جنون مین ہو اگر قیس ہمارا ہمسفر جاکے پھر آئے اے ظفر یک دو قدم کر ورے

کھینچنا الفت مین دل سے آہ کا اچھا تو ہے	لگ گیا تو تیر اے ظالم نہین نکلا تو ہے

مطلع ثانی

زلف سے جا کے اگر دل بانگ سے اچھا تو ہے	وان تو ہے سر بستہ کوچہ او زبان بستا تو ہے
پا بزنجیر اور دیوانہ سے آیا کون سا	یہ نہین معلوم پر زندان مین غل برپا تو ہے
جیسے اپنا قد رعنا یار نے دکھلا دیا	ہو گیا آسدن سے کچھ سرو چمن سیدھا تو ہے
دیکھیے کھلتا ہے کیا گل آخر شرارہ شک گل	ہمنے دل مین تخم الفت کا ترے بویا تو ہے

عشقبازی کم نہین ہے بازی شطرنج سے
اسمین شاطر سکے ہے بات ہے یا برد ہے
پیلے گر ہوش و خرد سے یار بوسہ زلف کا
چھوڑتا اپیل نہ تو تجکو یہ سودا برد ہے
لیگئی دل برد مین کیا نگاہ چشم یار
واہ شطرنج محبت کا تماشا برد ہے

قطعہ

[illegible]

ہے خیالِ گردن و چشم اُسکا جسد نے مین
کون ہے سرگرم آرایش کہ جسکے واسطے

پا مرا ہے اک صراحی بھی ہے پیمانا بھی ہے
آئینہ بھی ہے لیے خورشید او رشانا بھی ہے

منزلِ ہستی ہے اے غافل نہ پھیلا اتنے پاؤن
یہ سمجھ وا ایکدن یانسے تجھے جانا بھی ہے

اُڑ کے ہم پہونچینگے وان ہوگا جہان وہ شعلہ خو
جس جگہ ہے شمع اُسکے پاس پروانا بھی ہے

زیرِ محراب خم ابرو ہے چشم مست یار
کیا تماشا ہے کہ اس مسجد مین میخانا بھی ہے

اے دل بیتاب مین کیا خاک سمجھاؤن تجھے
تو نے دیوانے کبھی میرا کہا مانا بھی ہے

گلشن ہستی مین اتنا کھل کھلا کر تو نہ ہنس
ساتھ اس کھلنے کے اے گل دیکھ مُرجھانا بھی ہے

قصۂ فرہاد و مجنون کی طرح سے اے ظفر
ہو گیا مشہور اتیرا اپنا افسانا بھی ہے

الفت زبسکہ مجکو ترے غم کے ساتھ ہے
جبتک کہ دم مین دم ہے یہ غم دم کے ساتھ ہے

اے چارہ ساز زخم پہ میرے لگا نمک
رکھتا لگاؤ یہ نہین مرہم کے ساتھ ہے

رخسار پر عرق کو ترے دیکھتے ہین ہم
مطلب چمن کو کیا گل و شبنم کے ساتھ ہے

کیا دل کے باندھنے کو ہو درکار ریسمان
وابستہ تیرے کاکل پُر خم کے ساتھ ہے

ابرو سے ہر غرض ترے مطلب قبلہ سے ہے
کیا کام ہمکو کعبہ و زمزم کے ساتھ ہے

جوشِ بہارِ گل کا نہ کر دیکھ اعتبار
غافل خزان بھی گلشن عالم کے ساتھ ہے

بہکائے گر عدو اسے ہر وقت کیا عجب
شیطان ہمیشہ اے ظفر عالم کے ساتھ ہے

کبھی تو دل کو سوا اضطراب ہوتا ہے

[illegible]

بوسوں کے دو ستونسے ترے کا سکے واسطے
آنے لگا جو آپ کے گھر تین دن سے ہے

دشمن ہر ایک ماہ مین غائب ہے ہوئ
چھپتا نہین زیادہ قمر تین دن سے ہے

اک بوسہ زلف و رخ کا وہ دیتا نہین ہمین
شبلا تار و تر شام و سحر تین دن سے ہے

آکر سوم مین کشتہ کے تو اپنے دیکھ لے
برپا ہوا ایک فتنہ و شر تین دن سے ہے

ظالم خدا کے واسطے جلدی سے آ کہین
تجھبن تڑپ رہا یہ ظفر تین دن سے ہے

نہ دیا بوسہ کبھی منہ نہ لگا یا منہ سے
اور وہ ناحق ہمین کہتے رہے کیا کیا منہ سے

بل بے رنگین سخنی واہ رے انداز سخن
غنچہ لب پھول ترے جھڑتے ہین گویا منہ سے

گھونٹ گھونٹ آپکو پیتا ہے کوئی اپنا لہو
نہ رقیبو تمہین لگا ساغر صہبا منہ سے

ہے زنخدان سے خجل سیب تو پستان سے انار
منفعل غنچہ ہے بادام تو پستا منہ سے

وصف خال دہن یار مین کوئی نکتہ
نکتہ چینیون مین کبھی ہم نہین کہتا منہ سے

طلب بوسہ لعل شکرین پر اسنے
ہمپہ کیا کیا نہ زہر آپنے اگلا منہ سے

کیا نصیب اپنے برے ہین کہ بات پہ بھی
نہ کہا یار نے ہمکو ظفر اچھا منہ سے

مطلع ثانی

وہ بام پر جو کبھی بے نقاب ہوتا ہے
تو آسمان پہ خجل آفتاب ہوتا ہے

179

[illegible]

اگر محبت میں تجھے مد نظر اور ہی ہے | تو گئی دل پہ ہمارے بھی گذر اور ہی ہے

دیکھیں کس کسکو ڈبوئے ترا طوفان سرشک | آج گریہ ترا اے دیدۂ تر اور ہی ہے

میہمان خانۂ ہستی میں لگا جیکو نہ تو | کہ جہاں رہنا ہمیشہ ہے وہ گھر اور ہی ہے

زلف و رخ کا ہے ترے جسکو تصور دن رات | شام کچھ اور ہی ہے اسکی سحر اور ہی ہے

خط لکھا اسنے بلا سے مرا ٹکڑے ٹکڑے | خیر قاصد کی ہو مجکو تو خطر اور ہی ہے

دامن دشت میں آندھی سے کہاں اتنا غبار | خاک اوڑاتا یہ کوئی خاک بسر اور ہی ہے

آبداری کو کہاں شک کے پہونچے موتی | جوہری دیکھ یہ خوش آب گہر اور ہی ہے

کیا عجب گر رخ خورشید پہ آجائے عرق | رکھتا گرمی یہ مرا داغ جگر اور ہی ہے

کوئی تو ماہ لقا تو نے بلایا مہمان
روشنی آج ترے گھر میں ظفر اور ہی ہے

حباب آسا ہر اک دم ہوا کا کارخانہ ہے | کہ جاری بحر ہستی میں فنا کا کارخانہ ہے

مطلع ثانی

نہ پوچھو کیا بتاں خود نما کا کارخانہ ہے | نہ بت ہے اور نہ بتخانہ خدا کا کارخانہ ہے

جلا ہوتی ہے خاکستر سے یاں آئینہ کو دیکھو | تماشا ہے کدورت میں صفا کا کارخانہ ہے

فریبوں میں کہیں دنیا کے تو اے دل نہ آجانا | ذرا ہشیار رہنا یاں دغا کا کارخانہ ہے

نہیں رہتی ہمیشہ ایک سی رنگت زمانہ کی | کچھ ایسکے رنگ میں رنگ حنا کا کارخانہ ہے

بہت دور کی سوجھتی ہے جو ایسی	نہیں دل کی یہ دور ہیں ایسی ویسی
دلا بات مطلب کی اُن سے چُن لے	کہ ہیں تو چناں اور چنیں ایسی ویسی
تبا کیا کریں ہم جو بنجائے ہمسر	محبت میں اے ہمنشیں ایسی ویسی
نہ ہو بوئے اُس زلف مشکیں کے ہمسر	صبا نکہت مشک چیں ایسی ویسی
زیادہ ہے بُرّش میں تیغ اجل سے	نہیں تیری شمشیر کیں ایسی ویسی

خدا جانے اے ظفر او نکے آگے
نہ کہ بیٹھیو تو کہیں ایسی ویسی

بلا سے کنج تنہائی میں تنگی سے گذرتی ہے	جہاں دو چار ہیں اُن خانہ جنگی سے گذرتی ہے
ہجوم خال روئے یار سے دل جا پڑا تنہا	اب اسپر دیکھیں کیا اس فوج زنگی سے گذرتی ہے
خوشی آئے کیا زمانہ کو کسیکی طرز یکرنگی	عزیزو رات دن اسکی دورنگی سے گذرتی ہے
وہ صورت یاد آتی ہے تو پھر کیا کیا مرے دل پر	مرقعہائے چینی و فرنگی سے گذرتی ہے
یہ ہر وہ فاحشہ دنیا حذر کرتے ہیں سب اس سے	دنگبونکی مگر خوب اس بنگی سے گذرتی ہے
رہے ہے دل سدا بیہوش یاد سبزہ خط میں	ہماری دیکھیں کیونکر ایسی بنگی سے گذرتی ہے

خدا جانے ظفر ملک عدم کے رہنے والونکی
فراخی سے گذرتی ہے کہ تنگی سے گذرتی ہے

بتاں وہ جو مجھ سے ہیں بے دید باندھتے	دل سے نئی اک نئے ہیں تمہید باندھتے

قطعہ

[illegible]

۱۸۱

دیوان ظفر

[illegible]

اے ظفر جائو دل دیوانہ کو ڈھونڈھو کہین
ہے خدا جانے کہان مدت ہوئی اسکو گئے

ہمنے ہے خوب اسکی طرز ناز پہچانی ہوئی	چال پہچانی ہوئی آواز پہچانی ہوئی
دیتا پروے ہین محبت کی ہر تو کیا ہمکو دم	تیری دم بازی ہے اے دم باز پہچانی ہوئی
کچھ نہین پوشیدہ وہان ہرگز سوز ناز ہو	ہے تری خاک شہید ناز پہچانی ہوئی
تیری طرز آمیز باتون کی ہمین پہچان ہے	ہمنے خونریزی ہے اے طناز پہچانی ہوئی
مرغ دل جاتا ہے میرا نکلے مرغ نامہ بر	ہمنے ہے یہ تیرے پرواز پہچانی ہوئی
آسمان کرتا ہے سن سنکر مرے نالونکو رقص	اسنے ہے یہ کیا صداے ساز پہچانی ہوئی

زر دئے رخسار کو اپنی چھپائون کیونکہ مین
اے ظفر ہے سب کی یہ غماز پہچانی ہوئی

ساقی نے بھرے مے سے سینا نیکے پیمانے	مستون نے کیے خالی پیمانیکے پیمانے
جو دیدۂ آہو ہین لبریز مے وحشت	ہین واسطے وہ تیرے دیوانیکے پیمانے
صیاد خدا سے ڈر کیون کرتا ہے کم اونکو	مرغان قفس کے ہین جو دانیکے پیمانے
کیون پھوڑتا ہے ایدل تو آبلونکو اپنے	پھر ایسے نہین تیرے یاو آنیکے پیمانے
اک گھونٹ نہین لیتے پیمانے سے وہ میرے	اور ہاتھ سے ہین اپنے بیگانیکے پیمانے
دل میرا اگر کاسۂ غم کھانے کو ہے میرے	تو آنکھین بھی ہین آنسو بہانیکے پیمانے

شام تو دور ہے کر قصد دیار جاناں
پہونچ جانے کو ظفر تا سر منزل دن ہے

دیگر

جب حضرت غم دل کے کاشانے میں جا ٹھکے | بستی سے ہم اے وحشت ویرانے میں جا ٹھکے
پائے نہ پھٹکنے ہم اے یار ترے در پر | لیکن ترے دربانکے یارانے میں جا ٹھکے
گر حضرت عشق آئے دنگا گل و بلبل میں | تو رات کو وہ شمع و پروانے میں جا ٹھکے
کیا دخل کہ دختِ رز محفل سے نکل جائے | شیشہ سے اگر نکلے پیمانے میں جا ٹھکے
آنے ہمیں کب دیتے یوں گھر میں ترے دشمن | اے دوست مگر آنکے دھمکانے میں جا ٹھکے
ساقی یہ ترے میکش سب عالم بالا پر | کیا نشۂ صہبا کے چڑھ جانے میں جا ٹھکے

مسجد سے قدم باہر رکھتے تھے نہ تم اپنا
بتلاؤ ظفر کیونکر میخانے میں جا ٹھکے

دیگر

جب آگے ہیں تمھاری ہم چشم تر جہاں بیٹھے | وہاں اس بارش گریہ سے کتنے ہی مکاں بیٹھے
گئے کتنے گذر اور کتنے ہی پانے گذرنے کو | سر رہ ہیں برنگ نقش پائے رفتگاں بیٹھے
جو تو آئے تو اٹھ بیٹھے خوشی سے ورنہ کیا طاقت | کہ اوٹھکر بستر غم پر یہ تیرا ناتواں بیٹھے
رہے جب آسمان آٹھوں پہر یاں آپ چکر میں | تو کوئی چین سے کیا خاک زیر آسماں بیٹھے
ستمگر اور بھی تو عاشق جانباز پر اپنے | کہ دل میں طیش کے ڈر تیرا اس دلستاں بیٹھے
ستم ہے غیر کی تعظیم تم اٹھ اٹھ کے دیتے ہو | ہم آنکھوں سے ہیں اپنی دیکھتے اس مہرباں بیٹھے

غزل قطعہ بند

نہ بھرو دم بھر دم ظفر آہین
چپ رہو کوئی دم خدا کے لیے

نہ پوچھو ہمسے تم دل کی حقیقت کہ نہیں سکتے
کہیں کیا وہ جو ہی ہمپر مصیبت کہ نہیں سکتے

کہا تھا بزم میں جب غیر کو کچھ پیار سے تمنے
ہوئی تھی جو اسوقت حالت کہ نہیں سکتے

خفا تو ہوکے جو کچھ چاہتا ہی ہمکو کہنا ہے
مگر کچھ تم سمجھو اسی صورت کہ نہیں سکتے

وہ جب تک صاف تھے جو چاہتے تھے صاف کرتے تھے
اب ایسی آگئی دل میں کدورت کہ نہیں سکتے

کہیں کیا ہمدم ہم تو ہی حسرت ہیں مرتے ہیں
کہ جو کچھ ہی ہمارے دلمیں حسرت کہ نہیں سکتے

کرے ہے زلف سرگوشی ہمیشہ اور رہیگا ہے
ترے کچھ کانمیں کان ملاحت کہ نہیں سکتے

ہماری سوزش دل ہیں کہے جوں شمع روشن کے
زباں سے گوکہ ہم سوز محبت کہ نہیں سکتے

جب آنسے چاہتے ہیں ہم نہیں کچھ حال اپنا
تو پھر ہوتی ہے یہ گریہ کی شدت کہ نہیں سکتے

ظفر جیسے کہ وہ مست تغافل خواب میں آیا
ہوئی ہے تب سے ہمکو ایسی غفلت کہ نہیں سکتے

برا بھی وقت بد پر بعض ایسا کام آتا ہے
کہ جیسے مفلسی میں کھوٹا پیسا کام آتا ہے

بنائیگا مرا کیا کام دل بلکہ بگاڑیگا
مجھے معلوم ہے وہ اسکو جیسا کام آتا ہے

سمجھتے مال دنیا کو ہیں سب کچھ کام آئیگا
کسی کے بھی نہیں یہ ایسا پیسا کام آتا ہے

کرے ہے مجھسے وہ خود کام کو آزردہ یہ ناحق
مرے کمبخت دلکو دیکھ کیسا کام آتا ہے

ظفر جو کہ عمدہ ہیں یہ کہتے ہیں رقیبوں سے
مجھے فرماتے ہیں جو ایسا ویسا کام آتا ہے

غزل قطعہ بند

اسے ظفر جو شباب کے دن تھے
ہیں وہی دور و خواب کے دن تھے
دور عشرت تھا اور عجب نشا تھا
جام صہبا سے ناب کے دن تھے
جو ش بشر کی میں ہم بیہوش کرتے
ساتھ اوس بیحجاب کے دن تھے
مہندی ملکر نہاتے تھے ہر روز
وہ معتبر خضاب کے دن تھے
کرتے آرام سرد خانہ میں
تابش آفتاب کے دن تھے
جلتے رات کو بھی جاڑے کے
ہم نشے میں شراب کے دن تھے
جتنی پیتے تھے روز سے اوس سے
پیتے دونی سحاب کے دن تھے

[illegible]

خواب عدم سے پہلے غم عشق چاہیے | کیون رکھیے صبح پر ابھی چٹ کر نہ سوئیے
ہے قہر تیرا کہنا یہ بستر پہ ہوکے گرم | گرمی مین آپ مجھسے جھپٹ کر نہ سوئیے

جھگڑون مین عاشقی کے ہو سونا کہان ظفر
جبتک کہ خوب اُنسے نپٹ کر نہ سوئیے

جبسے اُس لب سفاک پہ مائل دل ہے | بنگیا میرا کشندہ مرا قاتل دل ہے
تیرے کوچہ کے سوا گرچہ مین خلد بھی ہو | ہوتا خوش نہ کبھی حور شمائل دل ہے
پائے بوسی کی تمنا مین ترے اے قاتل | لوٹتا خاک پہ کیا صورت بسمل دل ہے
دیکھیے کیا ہو خدا خیر کرے پھر تنہا | فوج غم کا لیے ہوا اُسکے مقابل دل ہے
ہوگئی جان بھی کاکل مین گرفتار کمند | تیری زلفون مین جو پابند سلاسل دل ہے
وہ اگر دل پہ مرے ظلم و جفا کرتے ہین | خوب کرتے ہین یہی ظلم کے قابل دل ہے
روش غنچہ تصویر ہے دا شد دشوار | تیرے عاشق کا عجب عقدۂ مشکل دل ہے
کیون نہ بیدل رہے جانے سے ہوئے اہل محفل | ساری محفل کا تو اے رونق محفل دل ہے

دیکھنا جسکو ہو منظور وہ دیکھے دل مین
ظفر اُس ماہ دل افروز کی منزل دل ہے

یار اگر ضامن ہو دل کا کیا ہو ضمانت اور کی | وہ ضمانت دے تو لیجے کیون ضمانت اور کی
جان ورا کیونکر اجل کو تیرے غمزے کے سوا | اور کو مین کسطرح دیدون امانت اور کی

۱۸۵

جمالِ گلرخان دیکھو گلستانِ الٰہی ہے — جُدا ہے رنگ ہر گُل کا عجب شانِ الٰہی ہے

کیا شکوہ نہ ہمنے اُس صنم سے اسنے جب پوچھا — کہا الحمد للہ شکر احسانِ الٰہی ہے

ہم اُس بندہ کے قائل ہیں جو فرمانروائی میں — بجا لاتا ہمیشہ دل سے احسانِ الٰہی ہے

دہانِ تنگ اُسکا ہے کہ گویا دُرجِ گوہر — کہ پنہان جسمین دُرِ رازِ نہانِ الٰہی ہے

خوشی سے روزِ عید قربان جانتا ہوں — محبت میں جو کرتا جان قربانِ الٰہی ہے

فقیر گرسنہ کو قربِ حق ہی سیر کر دیتا — کہ جس شب فاقہ ہو اُس شب وہ مہمانِ الٰہی ہے

کہاں ایسا ہمارا مُنہ کہ ہو جاوے ادا ہم سے — ظفر حمدِ الٰہی وہ جو شایانِ الٰہی ہے

تیرے بیمار کی ہر وقت خبر اور سہی — شام کچھ اور سہی ہمنے سحر اور سہی

نیند آتی نہ تجھے شب کو کہانی میری — اک ذرا تو نے سنی رشکِ قمر اور سہی

بات وہ ان ایک ٹھکانے کی بنائی ہمنے — گھر میں کچھ اور سہی راہگذر اور سہی

ہمنے کہدی وہ سنی تھی جو حقیقت دلکی — کہہ کچھ تمنے کسی سے ہے اگر اور سہی

کوئی شمشیر کہے ہے کوئی خنجر کوئی تیر — تیری ہر شخص سے توصیف نظر اور سہی

کیوں کہا ہمنے سنا تے ہو ہمیں کیوں گالی — کہنے کا حاصل ہوا کیا ایک مگر اور سہی

جب سنی اپنی شکایت ہی سنی اسکے سوا — منہ سے بات اُنکے نہ کچھ ہمنے ظفر اور سہی

جو دل کہے وہ سچ ہے سوا اسکے اے ظفر
قائل نہ استخارہ کے ہم ہیں نہ فال کے

خوشی آتی کب ہمیں پھولوں کی باغ میں بو ہے — سمائی اور ہی اپنے دماغ میں بو ہے
بہانہ چشم سے مجنوں نے اشک خون شاید — صبا لہو کی جو دامان راغ میں بو ہے
اثر ہے گر دل روشن میں صحبت بد کا — تو کڑوے تیل کی جا تو چراغ میں بو ہے
ٹپک پڑا گل رخسار سے عرق کس کے — گلاب کیسی جو ساقی ایاغ میں بو ہے
ہوا نہیں ہے جو کم رنگ گل گلستان سے — تو پھرتی کسکی صبا یہ سراغ میں بو ہے
بسا ہے دل میں مرے کوئی شاخ گل رخسا — برنگ گل جو مرے دل کی داغ میں بو ہے

وہ خاکسار ہوں میں بھی کہ عطر گل کی ظفر
مہک رہی مرے کنج فراغ میں بو ہے

داغ ہے جامۂ عریانی تن کی بوٹی — اپنی پوشاک پہ ہے خوب پھبن کی بوٹی
چاند تارے کے سوا دیکھتے زیبا ہی نہیں — ہم قبا پر کوئی اس چرخ کہن کی بوٹی
کرتی حسرت سے ہر گلہائے ارم کو پامال — طرفہ عالم پہ ہے اس تحفۂ چمن کی بوٹی
تارے آنسو کے سوزن مژگان پہ مرے — کاڑھتی ہے مرے دامن پہ چلن کی بوٹی
انجم چرخ بھی ہو جس سے نہ ہمسر وہ ہے — کفش پر زر پہ مرے سیم بدن کی بوٹی
حق میں عاشق کے ترے دارو بیہوشی ہے — سبزۂ خط لب و خطِ ذقن کی بوٹی

دل برے جلوں کی آگ کہ سب ہو گیا سیاہ
سودا اپنا نکالا ترے لہو اعتراف نے
ترا انداز شعر ظفر جانتا ہے کون
اور استاد ذوق ہے ترا واقف مزاج سے

دیگر

ہے تو کچھ رونق صفائی مین ہے دل کی ورنہ یان
خاک ہی دیکھی کدورت مین ظفر اورتی ہوئی

وہ جسے ہین چار طرف دیکھ بھال کر پیتے | چھپا کے سب سے ہین اور سب کو ٹال کر پیتے
پسینا یون لب شیرین پہ ہے دم بوسہ | گلاب جیسے ہین پانی مین ڈال کر پیتے
شراب کو تو بتاتے حرام ہین لیکن | ہمارا خون ہین وہ ہمکو حلال کر پیتے
لگا یا خم ہی کو منھ سے رہا نہ ہوش ہمین | کہ بادہ جام مین خم سے نکال کر پیتے
پلاتے ہاتھ سے گر اپنے وہ ہمین تو شراب | زلال خضر کا ہم احتمال کر پیتے
نپوچھو ہمسے کہ کسطرح سامنے اوسکے | ہم اپنے آنسو ہین دل کو سنبھال کر پیتے

زیادہ بنگ سے کرتا ظفر نشا پانی
جو خط سبز کا اوسکے خیال کر پیتے

ہو گئے نا آشنا تم آشنائی کیا رہی | جب کدورت بھر گئی دل مین صفائی کیا رہی
دل حوالہ کر دیا جب اوس نگاہ مست کے | اپنا تقوی کیا رہا اور پارسائی کیا رہی
بیٹھے اب باتین بنائین ہم یہان ہوتا ہے کیا | بات اپنی جب وہان کچھ بن نہ آئی کیا رہی
جی قفس مین لگ گیا اپنا چمن سے بھی سوا | ہمکو اے صیاد پروائے رہائی کیا رہی
دل کے لینے کو لیے اوڑتی تھی آنکھ اوس شوخ کی | جبکہ اوسنے لے لیا دل پھر لڑائی کیا رہی
مجھپہ اک آفت رہی رنج و قلق سے روز و شب | اوس مہ بے مہر سے دو دن جدائی کیا رہی

قطعہ

در یا بہا رہی ہر سی چشم پر آب تھی
چشم عنایت اوس کی نہ تھی کسی پر زد ہر مین
لیکن ہمیں پر ایک نگاہ عتاب تھی

[illegible]

یہ دل جلا ہے اپنا بھلا ہے کہ ہے بُرا	لیکن پسند خاطر یار آگیا تو ہے

کھینچا ہے جبکہ دل کی کشش سے کبھی اُسے
کھینچکر ظفر یہاں وہ نگار آگیا تو ہے

لکھ انکو اے رفیق دل سوز خط کے پیچھے	جلد آؤ تم نہ ٹھہرو اک روز خط کے پیچھے
اُس روئے آتشین پر ہر طرف خط کا پردہ	گویا ہے مہر عالم افروز خط کے پیچھے
دود جگر سے میرے پہلے خط سیاہی	پھر خال رخ ہو ظلمت افروز خط کے پیچھے
عارض کے پیچھے تیرے دل خون ہو گل چمن میں	دیوانہ ہو بہار نوروز خط کے پیچھے
تیرہ گداز دل پر سرمہ کا خط ہو پہلے	پھر ہو نگاہ تیری دلدوز خط کے پیچھے
ہین سب تجھے پڑھاتے جبتک نہین خط آیا	ہوگا نہ کوئی دانش آموز خط کے پیچھے

افسوس تم نہ بھیجو اک دن جواب خط کا
لکھے ظفر پہ اپنے خط روز خط کے پیچھے

جنوں نے جبکہ قبا چیر ہاتھ سے پھینکی	نکال پاؤں سے زنجیر ہاتھ سے پھینکی
تری جو خاک قدم تیرے خاکساروں نے	اُٹھالی ہاتھ مین اکسیر ہاتھ سے پھینکی
دھری تھین اور بھی تو آگے تیرے تصویرین	اوٹھاکے میرے ہی تصویر ہاتھ سے پھینکی
ہوا نہ کارگر اک زخم سخت جانوں پر	خفا ہو یار نے شمشیر ہاتھ سے پھینکی
جریب کا کہکشان تو نے ضعف پیری مین	کبھی نہ اے فلک پیر ہاتھ سے پھینکی

[illegible]

دیوان ظفر ۱۸۹

تقسیم اب یہ ہے ظفر ہو گئی تو ہے

دیگر

[illegible]

قطعہ

[illegible]

دیگر

تم بن مرا یہ حال ہے انصاف چاہیے	کیون آپکو ملال ہے انصاف چاہیے

مطلع ثانی

کیا تیرے عرض حال ہے انصاف چاہیے	اور تمکو کیا خیال ہے انصاف چاہیے
مین لعل کفش پا کو تری غیرت چمن	کیونکر کہون ہلال ہے انصاف چاہیے
جھگڑا جو مجھ مین تجھ مین ہے مدت سے وہ ابھی	ہوجاتا انفصال ہے انصاف چاہیے
ہے روے ماہ تو بہ مگر روے یار پر	کیا خوب خط و خال ہے انصاف چاہیے
شکوہ نہ کیجیے اوسکے ستم کا ستم نہین	لطف اوسکا یہ کمال ہے انصاف چاہیے
آئینہ بیجا ہے مقابل جو تجھسے ہو	یہ جاے انفعال ہے انصاف چاہیے
دانتونکو آپکے درون مین نسبت گہر سے کیا	کچھ بھی نہین وہ مال ہے انصاف چاہیے

یوسف کے حسن کی تو ہے شہرت پراے ظفر
اوسکا عجب جمال ہے انصاف چاہیے

موتی جو کانمین ہے تو زہرہ کی شکل ہے	جھومر بھی سر کا عقد ثریا کی شکل ہے
اعجاز نور بادۂ روشن سے بزم مین	ساقی کا ہاتھ بھی ید بیضا کی شکل ہے
جلوہ فروز جیسے ہو گھر مین وہ مہروش	اپنا مکان مقام مسیحا کی شکل ہے
چھاتی پہ سانپ لوٹے ہی سنبل کو دیکھکر	یاد آئی تیری زلف سمن سا کی شکل ہے
کیسے وفور اشک کا کیا اپنے ماجرا	چشم پر آب بنگئی دریا کی شکل ہے

ہے لاغری سے جسم سیہ سودا زدہ کا حال
تم اوسکا نازک زلف چلیپا کی شکل ہے
ہر بیت کو اسکے ظفر آئینہ دل جلوہ گاہ دوست
صاف اس سے ہی [illegible] معنی کی شکل ہے

وہ ابتک بت ہین خفا کیا جانے کیا ہے
کسی نے کہہ دیا کیا جانے کیا ہے
[illegible] جبکہ آئی صورت آج کیا ہے
علاج درد دل ہے کیا جانے کیا ہے
طبیب اسکی دوا کیا جانے کیا ہے
محبت کی عداوت ہم سے پوچھو
کوئی اسکا مزا کیا جانے کیا ہے
کسی صورت نہین آرام دل کو
ابھی یہ ہوگئی کیا جانے کیا ہے
نگہ تیری کوئی برق بلا ہے
کہے تیغ قضا کیا جانے کیا ہے

ظفر [illegible] کیا جانے کیا ہے

[illegible]

وہ جھوٹ سے جو زمین آسمان ملا دینگے
تو پاس جتنے ہین سب ان مین ہان ملا دینگے

مزا تو آئیگا بوسہ کا جبکہ پیار سے وہ
دہان دہان سے زبان سے زبان ملا دینگے

بلا سے لے دل اگر قدر وہ نہین کرتے
ہم اور تجھکو کوئی قدردان ملا دینگے

جو اشک سرخ بہا ئینگے زرد رو پہ ہم
تو خوب رنگ بہار و خزان ملا دینگے

کمی کریگا اگر پھیلنے مین ابر سیاہ
ہم اپنی آہ کا اوسمین دھوان ملا دینگے

مٹائیگا کوئی ہمکو برنگ نقش قدم
ہم ایسا خاک مین نام و نشان ملا دینگے

تم اس سے ملتے ہو جھجک جھجک کے کیون ظفر اتنا
یہ کیا خدا سے تمھین مہربان ملا دینگے

جبسے اُس شوخ ستمگر پہ طبیعت آئی
اک نئی روز مصیبت پہ مصیبت آئی

سوز دل سنکے مرا شعلہ ہوا کیا بیتاب
بلکہ شب شمع کو بھی بزم مین رقت آئی

آیا وہ سرو قد اس ناز سے بالین مزار
سر پہ اس کشتۂ قامت کے قیامت آئی

سہے کیا کیا نہ ستم تیرے ستمگر ہمنے
پر زبان پر نہ کبھی تیری شکایت آئی

صورت آئینہ حیران ہی رہا وہ جسکو
نظر آئینۂ دل مین تری صورت آئی

زلف اس شوخ کی برہم ہے کہان ان چھیڑ
دل سودا زدہ ہو کیون تری شامت آئی

کثرت داغ سے دل خوش ہو نہ کسطرح ظفر
ہاتھ دولت یہ مرے عشق کی دولت آئی

سلام

پانی پانی ہو خجالت سے نہ کیونکر دریا
شاہ کا جب نہ لب خشک کرے تر پانی
کٹے پیاسا ہی ساقی کوثر کا گلا
[illegible]

دیکھیے دیتے ہین اسیر آپ ہمکو کیا سزا
دیدیا دل تمکو یہ تقصیر ہمنے کی تو ہے

زور پر آیا ہے جب سودا ے زلف پر شکن
ٹکڑے ٹکڑے توڑ کر زنجیر ہمنے کی تو ہے

کھینچکر کلک تصور سے لی تسکین دل
یار کی طیار اک تصویر ہمنے کی تو ہے

ہمسے تو کسواسطے تم روٹھ ہو اے ابروے یار
اپنی گردن خم تہ شمشیر ہمنے کی تو ہے

گر نہوا اوس شوخ سنگین دل کے دلمین کچھ اثر
پر ظفر اک آہ بے تاثیر ہمنے کی تو ہے

جو اوس بت بدکیش مین ہنگام نظارا + ان آنکھون نے دیکھا ہے
کچھ کہیے تو رہتا نہین امکان ہمارا + چپ رہنا ہی اچھا ہے
مانی نے بھی چین مانی تری دیکھکے تصویر + اے عالم تصویر
نقشہ ترا نقاش ازل نے جو اوتارا + قدرت کا تماشا ہے
ابرو ہے ستم ناز غضب قہر ہے غمزہ + جادو ہین نگاہین
آنکھین ہین بلا اور تری مژگان کا اشارا + آفت کا تمانچا ہے
تیرے رخ روشن کو بنایا ہے خدا نے + کیا طور کا شعلہ
جسنے کہ تجھے دیکھا ہے اے شوخ خود آرا + وہ محو تجلی ہے
میدان محبت مین صف جنگ ہے باہم + پر دیکھیے کیا ہو
مژگان کی ہے فوج اوسکے مقابل مین صف ارا + اور دل تن تنہا

قطعہ

[illegible]

اے ظفر ہے غم شبیر میں روتا گردون
ابر سے یہ جو برستا ہے زمین پر پانی

بزبان بھاکھا

پیم اگن نت موہے جراوے یا کا بھید کہون کا سے
پی ہو پاس تو جی ہو ٹھنڈھا انہی بہتیا کہون وا سے
رتیان گنتا رون بردوت رووت دنگو گنتا رون آن کہنیج
میرے من کی موسو ان نہ پوچھو پوچھو میرے ہیتا سے
تا ہی پر ہا در جن ہو دے یا ہی پر ہا سر جن ہو دے
نا چھوٹے یا بر ہا موسون نا چھوٹون مین بر ہا سے
نین کہلے کچھ اور ہی دیکھون موندون تو کچھ اور ہی اور
کو ؤ دا کو سانچ بتاے دیکھی بات کہون جا سے
من کے اندر پیا تمانند ر ہیرے ظفر وہ آن بسا
کام پڑ و جب وا سون ہمارو کام رہا کیا دنیا سے

مخمس

آیا دی اپنے داع کھڑی اپنی سنبھالو
سنتے ہو کس نیند سے آکھو سے متوالو
کہا نک سو وسے ہو تو سچ ہے
شوق رنگ اس دنیا کا تو ہے پیپنا کا سایہ
کیا دیکھو گے سینے میں درد یہی تو کیا دیکھو
کہا نک سو وسے ہو تو سچ ہے
(ایضاً)

نگاہوں میں جو کچھ راز محبت کہدیا اپنا
کسی کا کچھ قصور اس میں نہیں پایا گیا اپنا
تو پھر آنکھوں نے کیا کیا بھر کے خون لیا اپنا
لڑا کر آنکھ ہنسے آپ دشمن کر لیا اپنا
نظر کو ناز کو انداز کو ابرو کو مژگاں کو

نہیں جاتے چمن تک آپکو بیجس سمجھتے ہیں
یہی ہیں یار جنکو رونق مجلس سمجھتے ہیں
جگر کے رہ زن اپنے دیدۂ نرگس سمجھتے ہیں
ہمیشہ گنج تنہائی کو ہم مونس سمجھتے ہیں
الم کو یاس کو حسرت کو بیتابی کو حرمان کو

نہ تڑپوں خاک پر کیونکر بنگ طائر بسمل
کئی ہیں ہمدم پہلو نشین اور ایک میرا دل
کہ مجھ پر سخت جانی سی نہیں ہر سخت یہ مشکل
جگہ کس کس کو دوں ہاتھوں سے ہیں دلمیں قاتل
کٹاری کو چھری کو بانک کو خنجر کو پیکان کو

فزوں عزت ہو کسکی آدمی کی عزت و شان ہے
اگر پوچھے کوئی مجھسے تو میں کہدوں یہ ایمان ہے
شرف اس خاک کے پتلے کا جب ثابت ہو قرآن ہے
بنایا کب ہے بہتر اے ظفر خالق نے انسان سے
ملک کو دیو کو جن کو پری کو حور غلمان کو

قطعہ

سبھی کے تم آشنا ہو پر تمسکو
فی الحقیقت یہ ہے مثل وہی
بحر الفت میں ہے ظفر سے بیر
رہنا دریا میں اور مگر سے بیر

تضمین در زبان پنجابی

یہ نینان ہر جائی یہ تو سب سے جاے اٹکے	شوق رنگ ندی نال پھر گئے کب لگ ہین چھٹکے

یا کسیکو کر رکھو تم یا کسیکے ہو رہو

ایضاً

آنکے ہم دنیا ہین پیارے جیسے تھے ویسے ہی رہے

نا کوئی آیا ساتھ ہمارے نا گیا کوئی ساتھ	دیکھ کے اکیلا آپ تو کہدے مل اپنے ہاتھ

آنکے ہم دنیا ہین پیارے

جنکے پیچھے جگ بیچ ہمنے اپنا سب کچھ کھویا	انہوں ہمیں آن اپنوں ہین سے اپنا کوئی نہ ہویا

آنکے ہم دنیا ہین پیارے

چھوڑے سب نے دوستی اور چھوڑ دو سب انالٰہ	سب تو چھوڑ گئی رہ گئی ہم آپ ہی آپ

آنکے ہم دنیا ہین پیارے

ڈھونڈا چاہا ہمنے ہوے جگ بیچ کوئی ہمارا	جب نا دیکھا کوئی اپنا کینا سب سے کنارا

آنکے ہم دنیا ہین پیارے

سب کے من ہین کھوٹ ہر اور سب کی کھوٹی چال	کون لگاوے جیا اپنا ان لوگان دی نال

آنکے ہم دنیا ہین پیارے

ہم بھی ملنا چاہ رہے اور تم سے بھی ملنا آندرا	پر یہ لوگ ہین کپٹی ایسے ملنا نا ہین بھاندا

آنکے ہم دنیا ہین پیارے

کوئی کسی کا [illegible] نہیں [illegible] اپنی اپنی [illegible]

آنکے ہم دنیا ہین پیارے [illegible]

ایضاً

[illegible] پیاری زبان [illegible] ہین [illegible]

۱۹۵

جوگی کھوڑو ویران [illegible] نظم

تمھاری آنکھ پر اے غافلو غفلت کا پردہ ہے

اس دنیا بیچ [illegible] ایسے دکھ کی [illegible]

تمھاری آنکھ پر اے غافلو غفلت کا پردہ ہے

یہ دنیا وہ [illegible] تم جو آنکھیں کھول [illegible]

تمھاری آنکھ پر اے غافلو غفلت کا پردہ ہے

کون رہا اور کون رہیگا سب کو [illegible]

اس دنیا بیچ رہتے [illegible]

تمھاری آنکھ پر اے غافلو غفلت کا پردہ ہے

عقل کو اپنی [illegible]

موت تمہاری [illegible]

تمھاری آنکھ پر اے غافلو غفلت کا پردہ ہے

بڑھاپا آیا [illegible]

تمھاری آنکھ پر اے غافلو غفلت کا پردہ ہے

سب یہ داڑھی والی پروا جو حیا کے پاس کریں | پھر جو ایسی داڑھی بھی تم ہو تو بہتر نہیں رہے

تمہاری آنکھ پر اے غافلو غفلت کا پردہ ہے

وہ تو تمہارے من بیچ ابد الامید ہے اور تم | تم جو اسکو یک سمجھ کے ملیں پیٹ من کے اندر

تمہاری آنکھ پر اے غافلو غفلت کا پردہ ہے

شوق رنگ آمیزی کہ تم سا تو وہی دیکھو کرنا | اسد سے ملک ان دکھاتے سمجھ سمجھ یک بتہ ہونا

تمہاری آنکھ پر اے غافلو غفلت کا پردہ ہے

تمت

خاتمۃ الطبع

طبع زاد نتیجۂ عدیل و سہیم مولوی محمد انوار حسین صاحب تسلیم

کس منہ سے خالق کے حمد و ثنا کیجیے کس زبان سے منشی نولکشور صاحب کا شکر ادا کیجیے کہ یہ دیوان فصاحت عنوان بلاغت ترجمان نشان گوہر گنجینہ یادگار صاحب قرانیہ حضرت ابوظفر بادشاہ دہلی رشک شاہان کیہم و اعلی اپنے مطبع مطبوع مرجع چار سو واقع شہر کانپور میں طبع فرمایا اور آبستہ جمال کا جلوہ دکھایا ہر مضمون بے نظیر و لاجواب ہے مختصر جو کچھ ہے انتخاب ہے

تمام ہوا دیوان ظفر جلد سوم

جلد سوم دیوان ظفر
۱۹۶

رخشار روشن بیانی لعل تابان آفشانی
الماس ن نی ول ن لی نی [illegible]

منجملہ چار جلد

کلیات ظفر

دیوان چہارم

مطبع نامی منشی نولکشور مین نقش گر نگین طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

جسے خیال ہے کچھ رحمت الٰہی کا
گناہ سمجھے ہے دعوی وہ بے گناہی کا

یہ فضل دیکھیو کہ خود بادشاہ ہے لیکن
دکھاوے اور وہ نہ کبھی نام بادشاہی کا

یہ لطف دیکھیو کہ خود بے نیاز ہے لیکن
دھیان ہے اوسے بندوں کی خیرخواہی کا

تم اپنے جی میں عزیز اور ذلیل ٹھہرالو
خدا ہے ایک مہ و مہر و مرغ و ماہی کا

کیا کسی کو جگر خستہ دود آہ فراق
دیا کسی کو مزا وصل گاہ گاہی کا

بھرا وہ چشم بتاں میں فسوں کہ تو دیکھو
تمام عمر کرے شکوہ کم نگاہی کا

جو حب آل نبی اور صحابہ دل میں رکھے
ظفر اوسے نہیں ڈر حشر کی تباہی کا

کیوں نہ ہو عالم پہ احسان احمد مختار کا
ہے وہ مالک خالق کونین کی سرکار کا

خالی نہیں جہان میں تمنا سے کوئی دل	ہر ایک میں ہے گرچہ تمنا جدا جدا
برچھی نگہ کی تیغ بھووں کی مژہ کا تیر	ہے میرے کشتوں کو مہیا جدا جدا
شعلہ میں بھی ہے برق میں بھی اور شرار میں	اک نور کا ہے سب کے تجلا جدا جدا
اللہ رے جوش گریہ مرے ہر مژہ سے آج	بہتا ہے ایک خون کا دریا جدا جدا
گہ رخ کا بوسہ لیتے ہیں گاہی دہن کا ہم	دونوں میں ہمنے لطف جو پایا جدا جدا

خط لکھا ایک اوسنے مجھے اور غیر کو
مضمون اگرچہ اوسمیں ظفر تھا جدا جدا

دہان یار کا راز نہاں معلوم کیا ہوگا	نہ ہوگا منہ سے جبتک کچھ بیان معلوم کیا ہوگا
کروں فریاد میں کیونکہ نہ اوس بیدرد کے آگے	مرا درد اوسکو آہ و فغان معلوم کیا ہوگا
بلانا ہے اگر منظور دے گھر کا پتا اپنے	بغیر اوسکے بھی تیرا مکان معلوم کیا ہوگا
نہوگا کوئی نخل سرو جبتک گو رہا شق ہے	ترا کشتہ وہ ای سرو روان معلوم کیا ہوگا
نہیں جنکا نشان جز نام عنقا وار عالم میں	سراغ اونکا کوئی ڈھونڈھے کہاں معلوم کیا ہوگا
لکھا پایا ہوگا جسنے زخم دل پہ تیغ حسرت کا	مزا اوسکو محبت کا میاں معلوم کیا ہوگا
دھر اٹھے یار ہیں معلوم ہوگا عشق میں تجکو	یہی نہ ایکدن جائیگی جان معلوم کیا ہوگا
برنگ بلبل تصویر ہوں میں باغ عالم کا	مجھے جوش گل اور وقت خزان معلوم کیا ہوگا
عدم کے رفتگان کا حال پوچھیں اے ظفر کسسے	نہ آیا کوئی پھر کر داں سے یہاں معلوم کیا ہوگا

جلد چہارم دیوان ظفر

فلک سے پہنچا ... زمین سے اونچا

صیاد تھا وہ کونسا طائر اسیر دام	ثابت جو تیرے ہاتھ سے پر لیکے اوڑ گیا
جھوکا تھا صبا کا وہ بادی تھا کوئی جو	گلشن سے دم مین گل کا جو زر لیکے اوڑ گیا
دل تھا ابھی بغل مین میرے ہای کیا ہوا	کیا جانے کوئی اوسکو کدھر لیکے اوڑ گیا
مرغ نظر تصور دندان یار سے	دانہ کی جای منہ مین گہر لیکے اوڑ گیا
جاتی کہین کبھی اوڑکے نہ اسکی ہما کی	تیری گلی کا شوق مگر لیکے اوڑ گیا

تا بام یار طاقت پرواز تھی کسے
اے عشق تیرا نام ظفر لیکے اوڑ گیا

پا تو نہین طاقت نہین جنبش کی گھر دور ہے اسکا	آپ تک پہونچے تو پہونچے کیونکہ رنجور آپکا

مطلع ثانی

جبکہ یون ظلم و ستم ہو جای دستور آپکا	پھر ستمگر نام ہو کیونکر نہ مشہور آپکا

مطلع ثالث

ہو سکے دل کیا حریف چشم مخمور آپکا	غمزہ چشم اک بلا ہے چشم بد دور آپکا
دل مین کیا میرے جگر مین کیا مرے سینے مین کیا	ہر جگہ ڈالا ہوا ہے ایک ناسور آپکا
خانۂ دل مین نہین حاجت چراغ و شمع کی	اسمین کافی ہے خیال روی پر نور آپکا
چھوٹ گیا رنج والم سے قتل جو تم نے کیا	مین رہونگا حشر تک ممنون و مشکور آپکا
کیا دل عاشق سپر رکھتا ہے سینہ توڑ کے	نشتر مژگان ہے نگ خنجر زنبور آپکا

[illegible]

دیگر

مطلع ثانی

جو میری ساتھ نہ میرا دل طپان ہوتا
تو میں جہان نہ رسوا جہان شان ہوتا

نہ لیونکہ وہ عجم دلدار دل کو آرایش
کہ بے مکین نہ یہ آراستہ مکان ہوتا

جلے ہے دل جو نکلتی ہے سینہ دل سے آہ
بغیر آگ کے پیدا نہین دھوان ہوتا

بجا ہے دل مین ہے یون اوسکی تیر کا روزن
اندھیرے گھر مین یہ جس طرح ابدان ہوتا

بجای بالش مخمل سمجھتے ہین اوسکو
جو نیچے سر کے ترا سنگ آستان ہوتا

مجاز عشق مجازی کے پاس بھی عاشق
جو یہ نہ بام حقیقت کا نردبان ہوتا

ہمارے دل کی خبر کون اونکو پہونچاتا
اگر نہ قاصد اشک اوس طرف روان ہوتا

ظفر جو دیکھ کے حیران ہین مجکو پیری مین
دکھاتا اونکو تماشا اگر جوان ہوتا

قطعہ

اچھا کیا اگر ہمکو ترا جان کے چھوڑا
قربان ترے ہاتھون کے کماندار کہ تونے

پر حیف کہ غیرون کا کہا مان کے چھوڑا
کیا میری طرف تیر بھوین تان کے چھوڑا

کیا قہر ہے بسمل ہے ترے ناز کے ظالم
اک ہاتھ تری آن نے اور آن کے چھوڑا

وحشت نے مرے زیر کف پا کوئی کانٹا
ثابت نہین دامن مین بیابان کے چھوڑا

سب قیدیون کو چھوڑ دیا آپ نے اپنے
پر ایک نہ جیتا مجھے پہچان کے چھوڑا

سر پایہ حیرت سے بتا اے دل حیران
کیا واسطے آئینہ حیران کے چھوڑا

[illegible]

دل مرا سنتا ہے کسکی عشق مین	تو نصیحت ناصحا کرتا ہے کیا

اتنے دل اوس بت کو ہنستے دیدیا
اے ظفر دیکھیں خدا کرتا ہے کیا

دل بتون سے لگاکے کیا پایا	دین و ایمان گنواکے کیا پایا
جز غم و درد و یاس و رنج و تعب	ہمنے دنیا مین آکے کیا پایا
پاے قاتل کا بوسہ لے نہ سکے	ہمنے سر کو جھکاکے کیا پایا
اے اسیران خانۂ زنجیر	تمنے یان غل مچاکے کیا پایا
نہ بجھا سوز دل جب آنکھون سے	ہمنے دریا بہاکے کیا پایا
نہ جتانا تھا راز عشق اون سے	کیون جتایا جتاکے کیا پایا

پڑھ ظفر قافیہ بدل کر شعر
اس غزل کو سناکے کیا پایا

چاہ مین ڈوب مرکے کیا پایا	آشنا تمکو کرکے کیا پایا
کشتۂ تیغ غم سے پوچھ لئے	تونے جی سے گذر کے کیا پایا
گر نہ پایا جواب خط تو پھر	ہاتھ سے نامہ بر کے کیا پایا
تجکو اے دل خدا سے ڈرنا تھا	تونے اوس بت سے ڈر کے کیا پایا
کیا سوداے زلف جو ہمنے	تو سوا درد سر کے کیا پایا

جلد چہارم دیوان ظفر

[illegible]

[illegible]

چاہیے تجکو شکایت یا ہمین انصاف کر
بوالہوس کو اک ذرا آنے تو دے میدان مین

ہم گلہ مند آپ ہین ہمسے گلا کرتا ہے کیا
دیکھنا عاشق ترا یہ منچلا کرتا ہے کیا

کچھ دل مضطر کو سمجھا او سکے گر سمجھا سکے
تو ظفر کو اب نصیحت ناصحا کرتا ہے کیا

مجھے مژگان سے جو خونبار افشانی کا ڈھب آیا
کیا تعلیم اوسکو ایک مدت تیری غمزے نے
مقابل ہو نہ دیکھ اے آئینہ اس چشم حیران سے
ہم اک مدت سے وان جاتے ہین لیکن ابتلک ہمکو
پریشان دل تھا جبتک لگ تھا اوسکی زلفوں کو
چورا تا ہے وہ آنکھین پہ نظر بازون کو کتنا ہے

کسے رونے مین ایسا ابر نیسانی کا ڈھب آیا
فلک کو جب کہین اتنا ستم رانی کا ڈھب آیا
ابھی تجکو نہین سے خوب حیرانی کا ڈھب آیا
نہین مثل خوشامد گو ثنا خوانی کا ڈھب آیا
پریشانون سے ملکر یہ پریشانی کا ڈھب آیا
آنکھ چور کو کیونکر نگہبانی کا ڈھب آیا

سخن کا جاننا آسان نہین ہے ایک مشکل ہے
ظفر مدت مین ہمکو کچھ سخندانی کا ڈھب آیا

طوفان بپا یہ گریہ کی شدت نے کیا کیا
خواب عدم سے کشتہ کو تیرے جگا کے پھر
پروانے کو جلا کے کیا ایک دم مین خاک
تو کرتا کس امید پہ غافل ہے جمع زر

مجکو ڈبو دیا غم الفت نے کیا کیا
فتنہ اوٹھا یا شور قیامت نے کیا کیا
ہے ہے ستم یہ سوز محبت نے کیا کیا
قارون کے ساتھ دیکھ تو دولت نے کیا کیا

[illegible]

٨

[illegible] جلا

بلا سے اس کو ... [illegible]

[illegible] بلبل [illegible] داغ جلا

دیگر

دل اپنا او سپہ رو شیدا ہوا تو ایسا ہوا
سماں [illegible] ہوا تو ایسا ہوا
رہا کھٹکتا رقیبوں کی آنکھ میں عاشق
اگر وہ سر کے کہاں تا ہوا تو ایسا ہوا
دیا دم ایسا کہ دم ہی نکل گیا دم میں
وہ ہم سے ساقی میں سیکھا ہوا تو ایسا ہوا

خط سبز اپنا دکھلا تو جہاں تک وہ گلستاں ہے
مزہ جب ہو کہ سارا سبکدہ خندان ہو ادہر ہے
فروغ حسن ہے اوسکا وہی گو رخ چھپاتا ہے
یہ تیری زلف ناگن وہ بلا ہے جب بپھرتی ہے

مرا دل شاد سبزہ سے نکلنے کو کچھ نہیں ہوتا
صراحی کو فقط اک قہقہے سے کچھ نہیں ہوتا
اندھیرا یار تو سونے کی گھٹنے سے کچھ نہیں ہوتا
تو پھر یار سے کالا ہو پہرے سے کچھ نہیں ہوتا

نہیں ممکن کہ آئے ہم ادہر سے اے ظفر تجھ پہ
سمجھ موں اسکے ستم کیا ہیں سہی سے کچھ نہیں ہوتا

وہ لب پہ خط ہے عشاق زہر کیونکہ ہوا
مجھے ہوئی ہے گوارا وہ آنکھ زہر بھری
نہیں جو وصل کی امید زندگی کا ساقہ
تمہاری زلف کی ناگن نہیں ہے جو زہر بھری
کلام تلخ کو سن سنکے عقل حیران ہے
لبوں کا بوسہ تہہ ہے پیکے جان دی میٹھے

زلال خضر سے العساق زہر کیونکہ ہوا
یہ شہد ذائقہ عشاق زہر کیونکہ ہوا
تو کھانا اپنا مجھے شاق زہر کیونکہ ہوا
تو اوسکا شہرۂ آفاق زہر کیونکہ ہوا
کہ یہ نصیب بد اخلاق زہر کیونکہ ہوا
یہ میرے واسطے تریاق زہر کیونکہ ہوا

ہر اک شندہ ہوا یار تیغ فتوں سے ظفر
یہ اوسکا شیوۂ اشفاق زہر کیونکہ ہوا

جو سوز عشق سے سینہ میں ہو کے داغ دل داغ جلا
ہوا اگر ترے وحشی کا نالہ آتش بار

تو جیسے دیکھا یہ جلتا چمن چراغ جلا ہا
تو دیکھا دیکھو وہ دامان کوہ و راغ جلا

[illegible] دیوان ظفر

[illegible] ایسا ہوا

[illegible] کالا

خوشنما دانت ہر رنگ دُر انجم ہیں سفید
رنگ جو اوسکی مسی کا ہے شب سا کالا

چشم جانان میں یہ دنبالہ نہیں کاجل کا
دست بیمار میں ہے ایک عصا سا کالا

شمع نے ماتم پروانہ میں اتنا تو کیا
سر پہ اک باندھا دھوئیں کا بھی منڈاسا کالا

طبع میں ہوتی حسینوں کو نفاست جو ظفر
تو نہ ہوتا فلک دون کا یہ سایا کالا

جوش گریہ کر ہے وحشت میں اپنا ایک سا
پاٹ دریا کا ہوا اور دامان صحرا ایک سا

رقص بسمل ہو کہ ہو عاشق کے دل کا اضطراب
جانتا ہے اے ستمگر تو تماشا ایک سا

خوش کوئی کیا ہو ہمیشہ گہ خوشی ہے گاہ غم
ہاں مگر وہ جو کہ ان دونونکو سمجھا ایک سا

کل مرقع میں اوسکی اور یوسف کی شبیہ
ہمنے دیکھی ایک سی صورت تھی نقشا ایک سا

عشق میں مجکو نہیں سیر گلستان کی ہوس
ہے چمن اور سینہ پر داغ میرا ایک سا

ایک جلوہ اپنا دکھلا دے اگر ناصح کو تو
حال ہو جای ہمارا اور اوسکا ایک سا

گاہ گرمی گاہ سردی گاہ دن ہے گاہ رات
اے ظفر رہتا نہیں دائم زمانہ ایک سا

نے غم گھٹا نہ اسمین ہی رنج والم گھٹا
دل میں رہا ہمارے ہمیشہ یہ جھگھٹا

چشم پر آب کی مری مژگان تر کو دیکھ
دریا پہ دیکھی ہوگی کبھی ایسی کم گھٹا

لیتا ہے ایک بوسہ پہ بھی تو بہانے منہ
دی ایسی قدر قیمت دل ای صنم گھٹا

مرغان چمن کرتے ہین کیا چہچہے دیکھو
وہ وحشی پہ صیاد لیے دام ہے آتا

کیون شرم سے گر جائے نہ شمشاد زمین پر
گلشن مین وہ سرو سمن اندام ہے آتا

آتا نہین ہے ان بن وہ آرام دل و جان
بےچین ہون مجھکو نہین آرام ہے آتا

تر دامنی اوسکی ہے کہ کعبہ مین بھی جو زاہد
ترسے ہے کیے بادۂ احرام سے آتا

غش کھاکے گرے ہی وہ زمین پہ تاب نہین پر
جب رات کو وہ ماہ لب بام ہے آتا

جو حق ہے ہم کیون نہ ظفر اوسکے ہون قائل
ناحق ہمین دینا نہین الزام ہے آتا

ہم روئے ایسا تونے جو ہمکو رولا دیا
پانی مین اک دکھائی فلک سا بہلا دیا

اوس شعلہ خو نے بزم جہان مین لگاکی لو
مانند شمع آپکو ہمنے گھلا دیا

ہے خاک راہ یار کی چٹکی بھی کیمیا
یہ عشق نے بتا ہمین اک چٹکلا دیا

ایسا نہو کہ غیر پہ کھلجائے مدعا
قاصد نے میرے خط اوسی جاکر کھلا دیا

سب یار کوچ کر گئے میری کھلی نہ آنکھ
غفلت نے کیا کہون مجھے کیسا سلا دیا

تمنے کیا نہ یاد کبھی بھول کر ہمین
ہمنے تمھاری یاد مین سب کچھ بھلا دیا

کھینچا جو نقشہ کلک تصور سے یار کا
نقاش چین کو ہمنے ظفر چین بھلا دیا

جگر سے یون دھوان ہی بار بار اوٹھا ہوا آتا
کہ ہو جس طرح سی ابر بہار اوٹھا ہوا آتا

پھر سو گئے یہ طالع خوابیدہ جاگ کر
دل کچھ تو نرم ہو گیا اچھا ہوا اسے
اس دل کے اضطراب نے مجکو دیا بلا
ہے تو حباب وار تنگ ظرف اس قدر

ہر چند آب گریہ نے منہ بھی دھلا دیا
اے سوز عشق تو نو اگر پھل بجلا دیا
ایسا کسی نے جھولے مین جیسے جھلا دیا
ہستی نے دیکے دم تجھے غافل بھلا دیا

کیا کرتے اختیار نہین تھے دل کے اے ظفر
ہم ڈھل گئے ادھر جدھر اوسنے ڈھلا دیا

وحشت سے ہی یہ حال مری جسم زار کا
اک تار خشک عشق کے ہی خار زار کا

مطلع ثانی

کاکل مین جو دھیان بندھا زلف یار کا
کرتا ہے قصد بندے کا فرشتار کا

مطلع ثالث

مژگان مین خط وہ سرمہ دنبالہ دار کا
تاڑا ہی سینے تاڑ یو نہین پھل کٹار کا

دو پھول پھیدون اوس نرگس کے تا وہ یار
آنکھو نسی دیکھے حال مرے انتظار کا

ناصح تو کیا سیئے گا کر وحشت کے ہاتھ سے
باقی نہین بتا بھی گریبا نین تار کا

اوٹھتا ہی خاک کا وہ بگولہ جو دشت مین
ہے تیرے خاکسار کے گنبد مزار کا

دے روز ساقیا مجھے دو چار جام سے
دو چار روز اور ہے موسم بہار کا

حاضر ہے صید گاہ محبت مین دل مرا
ہے شوق تجکو صید فگن گر شکار کا

دیگر

لب نازک پہ نہین رنگ مسی کا اودا

صدمۂ بوسہ سے لب ہو گیا تیرا اودا

[illegible]

پہونچ جائینگے بام عرش تلک	ہے اگر عشق نردبان اپنا
وہ کماندار گر لگائے تیر	دل کو سمجھے مرے نشان اپنا
سنتے ہین باغ مین گری بجلی	جل گیا ہو نہ آشیان اپنا
ہو وہ جان جہان نہ ہرگز دوست	اور دشمن ہوا جہان اپنا
آہ کرنے کی بھی نہین طاقت	اس قدر دل ہے ناتوان اپنا
غنچے گلشن مین ہون شگفتہ ہزار	پر نہو دل یہ شادمان اپنا
شمع سان لگ اوٹھے زبان کو آگ	اگر کرون سوز دل بیان اپنا

ہم ہوئے پیر اے ظفر لیکن
دل ہے اب تک وہی جوان اپنا

جو خنجر موج گل نے عندلیب زار پر کھینچا	تو قمری کو بھی ہو سرو چمن نے دار پر کھینچا
کھڑا ہون محو حیرت یون لگا دیوار سے تیری	کسی نے نقش ہو جیسے کوئی دیوار پر کھینچا
وفا کا کر کے تو اقرار ہم سے ہو گیا منکر	تری الفت سے ہم نے ہاتھ اس انکار پر کھینچا
جلا دیگا جہان کو دیکھ لینا یہ دل سوزان	جو نالہ اس نے اور اک آہ آتشبار پر کھینچا
خط رخسار کو تیری جو دیکھا ای گلستان رو	قلم سب خوشنویسون نے خط گلزار پر کھینچا
ہوئی کچھ تو دل بسمل کی اپنی صورت تسکین	تری تصویر کو جب سینۂ افگار پر کھینچا
دل زخمی سے اپنی ناوک دلدوز کو اوسکی	اگرچہ کھینچا تھا ای ظفر دشوار پر کھینچا

دیگر

[illegible]

دیگر

...ب خط نہ لایا نامہ بر خط لیگیا — کسکو وسکا یا خدا جانے کدہر خط لیگیا

...بپ ماہ پر تیرا رخ روشن شرف — فوق ہالہ پر ترا رشک قمر خط لیگیا

...ا کر لیگیا اوسکو مرے مضمون شوق — کیا کہوں میں جلد قاصد کس قدر خط لیگیا

...دیکھیں نہ ہاتھ آیا کرایہ کو مکان — گرچہ میں سو سو طرح سے لکھکے سر خط لیگیا

...اصد کی جرأت آفریں صد آفریں — سامنے قاصد کے بیخوف و خطر خط لیگیا

...یامیں سے مری گم ہے الٰہی کیا ہوا — زلف اوڑ کر لیگئی یا چھین کر خط لیگیا

چاک کر ڈالا پڑھا بھی وہ نہ اوس بے مہر نے
ہیں غلامی کا جو لکھکر اے ظفر خط لیگیا

دیگر

...داغ بر دل رشک سے ماہ مبیں دیکھا — رخ روشن پہ جسکے اوس خال عنبریں دیکھا

...پردہ ہمنے تو چشم تصور سے — تجھے بے پردہ ہو پردہ نہیں اے پردہ نشیں دیکھا

...اغ محبت کم نہیں مہر سلیماں سے — بدولت اسکی ہمنے اک جہاں زیر نگیں دیکھا

...ندہ دندان نمانے کسکے یہ مجکو — کہ ہمنے اپنا ہر آنسو بہ از در ثمیں دیکھا

...چ کرنے کو ہمارے ہمنے یہ جانا — اوسنے خنجر بکف جس دم چڑھائی آستیں دیکھا

...رین ... اوسکے جواب تلخ سنتے ہیں — ذرا دیکھو کہ زہر آمیز ہمنے انگبیں دیکھا

ہزاروں دلربا دیکھے جہاں میں ای ظفر ہمنے
مگر اوس سے کوئی بہتر نہیں دیکھا نہیں دیکھا

مطلع ثانی

یہ باتیں ہیں کہ بوسہ کہو وہ دلبر نہیں دیتا
جو ہم کہتے ہیں آئینہ لیکھیں کیوں کر نہیں دیتا

کہو ان اپنی خبر کیا بیخبر ہوں میں وہ جاں سے
مجھے جیسے خبر اسکی کوئی لاکر نہیں دیتا

دکھاتا ہے خشک لبی ہر زخم جگر میرا
ستمگر تو ذرا آب دم خنجر نہیں دیتا

ابھی آتا ہوں اٹھ کر تیری سیر کرنے کیا
مرا خالق مجھے پر اے پری پیکر نہیں دیتا

بھرا ہے باغ پھولوں سے پھر یہ سیر ہیں کر
مجھے بھر بھر کے ساقی مے سے کیوں ساغر نہیں دیتا

جواب دیدہ وہ خط میرا قاصد کو
جواب خط نہیں دیتا بلا سے گر نہیں دیتا

بڑا ہی لیتا ہوں ساقی
ذرا آرام سے سونے دل مضطر نہیں دیتا

مقطع اسیر بھی اوسکو دیتے ہیں ہزاروں دل
اگرچہ جانتے ہیں سب کہ وہ لیکر نہیں دیتا

ہوئی ہوں مجھ سے نہ قربان یار پہلے ہوا
نثار اوسپہ ہی جان نثار پہلے ہوا

شکار گاہ میں آیا ہے وہ شکار افگن
تو پہلے تیر سے میں ہی شکار پہلے ہوا

قلق جو تیرے درسان وصل کا نہیں
تمھارے آنے سے دل بیقرار پہلے ہوا

گلے پہ غمزہ نے خنجر تو بعد پھیرا ہے
نگہ کا تیر کلیجے کے پار پہلے ہوا

کیا ہے عشق نے بیچین ورنہ دل پہ مرے
نہیں تمھارا ابھی اختیار پہلے ہوا

ہر ایک تیر نگہ سے دل و جگر زخمی
تو اپنا سینہ و پہلو فگار پہلے ہوا

زبان خامہ پہ تیرے آیا نہ حرف مطلب کا میرے اصلا
لکھا کیا یکقلم قلم سے کہیں کا جھگڑا کہیں کا ڈکھڑا
یہ جانو اپنی مختصر کہانی کہی ہے اور رونکی داستان مین
ہوا اگر اس اسیر غم سے کہیں کا جھگڑا کہیں کا ڈکھڑا

مرادوان نامہ میرا نامہ بر پہونچا کی جا بیٹھا
مجھے حیرت ہے دل کیونکر سر گوشہ ابرو کی
خدنگ ناز ناوک فگن تیر اتو چھٹتے ہی
رفاقت تونکی دل ذکر کچھ ہنسائی کی
نہ پہونچا بام جانان تک اگرچہ شاخ سدرہ پر
ہوا حاصل تجھے کیا تو کنارے غیر مین ظالم

بلا سے گرچہ جا بیٹھا خبر پہونچا کی جا بیٹھا
بہم اخلاص تجھسے عشوہ گر پہونچا کی جا بیٹھا
مرے دل مین مری جان کو ضرر پہونچا کی جا بیٹھا
الگ مجھسے مجھی وہ اوسکو گھر پہونچا کی جا بیٹھا
دل مضطر بہم کچھ بال و پر پہونچا کی جا بیٹھا
کنارے گو رکے مجھکو اگر پہونچا کی جا بیٹھا

گیا تھا دل کو کیا پہونچا نے اپنے کوے دلبر مین
کہ مین تو آپ ہی اوسکو مختصر پہونچا کی جا بیٹھا

قاصد نہین ہاتھ آتا کبوتر نہین ملتا
مرجاؤن گلا کاٹ کی مین بحر مین اپنا
آنسو ہی مری چشم مین وہ گوہر نایاب
یہ جوش بہار اور یہ گل اور یہ سبزہ

جاتا بھی کوئی ہے تو ترا گھر نہین ملتا
پر کیا کرون ظالم مجھے خنجر نہین ملتا
دریا مین کبھی ڈھونڈھو تو یہ گوہر نہین ملتا
پر حیف کہ ساقی یہان ساغر نہین ملتا

[illegible]

دیگر

[illegible]

مطلع ثانی

[illegible]

نہ تقصیر خطا تھی اور نہ تھا جرم و گنہ میرا وہ خوش تجھ سے پہلے کیوں اور پیچھے ناخوش کیوں مجھ کو	ہوا وہ پر غضب جو مجھ پہ یوں ایسا غضب کیا تھا کوئی یہ پوچھتا اونسے نہیں اب کیا ہے جب کیا تھا

کیا اک نالہ ہنسنے او ظفر اس بیقراری سے
کہ گھبرا کر لگے کہنے ہمارے یار سب کیا تھا

مقابل جب ترے آئینہ شانہ روبرو ہوگا لگا او سکے کمان تیر نگہ دل گم ہو سینہ سے پھنسیگا طائر دل کیونکہ دام زلف میں کاکل نہ اونکو نیند آئیگی نہ اونکے ہمنشینوں کو دکھائینگے ہجوم داغ جب ہم عشق کی دولت اگر قبلہ بھی ہوگا تو نہیں کرنیکے ہم سجدہ	تو حیران و پریشان اک زمانہ روبرو ہوگا نشانہ تب لگیگا جب نشانہ روبرو ہوگا نہ دور گوش سے گر آپ وہ دانہ روبرو ہوگا بیان گر عشق کا میرے فسانہ روبرو ہوگا نہ ہر گز نال کچھ اسکے خزانہ روبرو ہوگا نہ جب تک اوس صنم کا آستانہ روبرو ہوگا

ظفر کیا جانئے وان کیا حال ہوگا دردمندوں کا
جہان میں اکلام عاشقانہ روبرو ہوگا ؛

پاس اونکے رقیب آپہونچا زندگی دے چکی تھی ہمکو جواب دیکھ سے گل کو تو کہ وقت خزان خال بیٹھی ہے وہ کہ منبر پر	ہائے دشمن قریب آپہونچا پر پیام حبیب آپہونچا سر پہ اے عندلیب آپہونچا پہر خطبہ خطیب آپہونچا

مطلع ثالث

[illegible]

ہاتو کیا خاک نگر کان میں کچھ غفلت نے	ایسا ہی سونکا کہ ہوا میں بہ بستر آہی گیا

دست بردار ہوں کیا دلبر سنگین دل سے
ہاتھ پتھر کے تلے اب تو ظفر آہی گیا

عشق اک تیغ الم بھی تیغ حسرت پر لگا	دم بدم تازہ جراحت ہر جراحت پر لگا
منھ سے کچھ کہنے کی اب حاجت نہیں کچھ نہیں	تیری آنکھوں نے کیا اسکو اشارت پر لگا
جب کہیگا تو ہی دل کا لگانا ترک کر	دل مرا کاہیکو ناصح اس نصیحت پر لگا
کسطرح عشق مجازی کا نہ ہو پایہ بلند	نردبان دیتا ہے یہ نام حقیقت پر لگا
کشتہ ہوں اوس سرو قد پر سکو معلوم ہے	دو نہال سرو یار و میری تربت پر لگا
کچھ کہو لیکن سنے کان ملاحت ذکر کیا	کان دیتا ہے اگر میری شکایت پر لگا

پاؤں پر قاتل کے اوڑکر پہونچے ہی عاشق کا سر
اے ظفر دیتی ہے شاید کچھ محبت پر لگا

جگر کے داغ پہ اشکوں کو ہمیشہ ریل دیا	کہ یعنی جلتا نہیں ہے بغیر تیل دیا
وہ میری جان کی جانیکو کھیل جانتی ہیں	سکھایا یاد انکو خدا جانے کسنے کھیل دیا
نہ گرتا آگ میں پروانہ کسطرح اے شمع	کہ شوق وصل نے تیرے اوسکو ڈھکیل دیا
ملا یا خون مرے اشکوں میں عشق نے تیری	الٰہی آگ کا پانی سے کیونکہ میل دیا
ہزار بار دئے سوتیا کے اشکوں نے	پر اوسنے ہمکو نہ اک بار رائے بیل دیا

ہوا نہ حلوا ے تر ہوتی زباں خشک بھی ہو نکو — کلیجا مالدار دن کا جو ہے اندر سی تر ہوتا

زباں پر میرے جب آتا ہے نام ساقی کوثر
ظفر کو یاد میں ہے شربت کوثر سے تر ہوتا

جنون مجنون سے تیری اسنے کیا کر چیٹا — نہ پیچھے کیا اسکی ہاتھوں سی یہ گریبان چھاڑ کر چیٹا

مقرر دل پہ منھ مارے گا تیرا جلالہ گیسو — یہ ہے مار سیہ کافر بلا منھ پھاڑ کر چیٹا

بہت تھوا وہ نخل خشک تر اس باغ میں لیکن — مجھی کو شعلۂ برق بلا کچھ تاڑ کر چیٹا

نہیں خال سیہ ملتا ترے رخسار گلگون سے — یہ بھنورا گل سے ہے کیا پاؤں مت گاڑ کر چیٹا

ملا بادل سے بادل کیا گرج کر دیکھ لے ساقی — یہ پیل مست سی پیل مست سی چنگھاڑ کر چیٹا

ترے دامن سے چیٹین گی مری بار سر تربت — نہ پیچھے جھاڑ اسے دیکھ دامن جھاڑ کر چیٹا

ظفر نے آستاں چھوڑا نہ اک پردہ نشین تیرا
نہ وہ در سے ترے دربان وہ گھر کاڑ کر چیٹا

نہ تحقیق ایک مرگ عاشق دلگیر کا دن تھا — کوئی شنبہ تا جمعرات کوئی پیر کا دن تھا

ہوا سے ٹوٹتی تھی توبہ مینا ے حباب آسا — یہ روز ابر بھی ساقی عجب تاثیر کا دن تھا

بہت تھا نازہ ہمکو آج اپنی سخت جانی پر — میاں یہ امتحان برش شمشیر کا دن تھا

ہوا جس روز یہ مفتون تھا اوس چشم مفتن پر — وہی دن اس دل دیوانہ کی تدبیر کا دن تھا

فقط کیا زلف تھی اوسکی اندھیری رات تھی گھر پر — رخ روشن بھی تو اوس عالم تصویر کا دن تھا

نہ پوچھو جب سے ہو تم اس جہاں میں آ گیا دیکھا
کہ جو دیکھا یہاں ہم نے تماشا اک نیا دیکھا

جو کچھ لکھا تھا پیشانی میں سب وہ اپنے پیش آیا
بھلا تھا سو بھلا دیکھا برا تھا سو برا دیکھا

کہاں وہ شب ہیں اور ہم کہاں شب وصل کی تیری
مگر ہم نے کبھی تھا ایک یہ بھی خواب سا دیکھا

نہ دیکھا آنکھ اوٹھا کر پھر ہلال عید کو ہم نے
تری جو ابروئے خمدار کو اے مہ لقا دیکھا

کیا دیوانہ ہو کر چاک گل نے پیرہن اپنا
چمن میں تجھ کو جس دم اوس نے گلگوں قبا دیکھا

جو آیا دل میں اوسکے صاف منہ پر کہدیا اوس نے
نہیں آئینہ سے کوئی زیادہ با صفا دیکھا

بہایا ہم نے رو رو کر جو دریا اپنی چشموں سے
تو پانی پر فلک کو ایک جیسے بلبلا دیکھا

چھڑک کر میرے زخموں پر نمک کتنا ہی وہ قاتل
کہ تو نے زخم تیغ عشق کے کھا کر مزا دیکھا

ظفر کی سیر اس گلشن میں ہم نے کیسی گل میں
نہ کچھ الفت کی بو پائی نہ کچھ رنگ وفا دیکھا

اوس بت کی عداوت سے ولا کچھ نہیں ہوتا
جب تک کہ ہو حکم خدا کچھ نہیں ہوتا

مطلع ثانی

کہنے سے برا میرا برا کچھ نہیں ہوتا
جو کہتے ہیں اونکا بھی بھلا کچھ نہیں ہوتا

اے دل حذر اس عشق سے بہتر ہے کہ اس میں
حاصل غم و حسرت کے سوا کچھ نہیں ہوتا

گو آئے ارادے پہ مرے قتل کے قاتل
آتی نہیں جب تک کہ قضا کچھ نہیں ہوتا

چارہ ترے بیمار کا اے رشک مسیحا
ہر چند دوا ہو کہ دعا کچھ نہیں ہوتا

دیگر

غزل

عمل اے نفس و ورنہ ہمت نہ اک جھا ہوا تجھسے	کہینگے وان جو کل تجھکو دکھلا کیا دکھائیگا

ظفر تجھے ہنروں دیکھے ہیں سے ہم زمانے کے
ہمیں اگر ہنر کوئی پھر اپنا کیا دکھائیگا

نشہ یہ تیری محبت کا مجکو یار چڑھا	کہ جسنے دیکھا تجھے اوسکو ہی خمار چڑھا

مطلع ثانی

سحر جو بام پر اپنے وہ مہ عذار چڑھا	تو آفتاب کو لرزے سے اک بخار چڑھا
رقیب کینہ تری نظروں پہ آج چڑھتا تھا	دیا جو دل سے ہمین تو زبون اوتار چڑھا
یہ مست کہتے ہین تار شعاع مہر کو دیکھ	کہ ہے سپہر کے طنبورے پہ بھی تار چڑھا
تصور قد دلدار مین مجھے اے عشق	خدا سے ڈر کہ نہ سولی پہ بار بار چڑھا
رکھے ہے مصحف رخ پر جو تیری زلف قدم	نہ اتنا سر پہ بھی اس بلا کو یار چڑھا
نشانہ کرکے مرے مرغ دل کو اوسنے کہا	کہ آج داؤ پہ اپنے عجب شکار چڑھا
دل برشتہ کی میرے جو بو اوسے آئی	تو کیونکہ تاک تلے پھر وہ بادہ خوار چڑھا
کیا ہے چشم فسون ساز نے تری کشتہ	ہمارے تو گل نرگس سر مزار چڑھا
نہ کیونکہ وصل علی دیکھکر تجھے کہوں	سوائے تیرے نگہ پہ کوئی یار چڑھا

ظفر بڑھا دیا رتبہ یہ خاکساری نے
بگولہ بنکے ہے افلاک پر غبار چڑھا

مطلع ثانی

خدا کرتا ہو کیا تو دیکھ تو اوس بت کی الفت مین	نہ گھبرا اے دل مضطر ابھی رہجا ابھی رہجا
بچھڑ تو جائیگا تیرے ساتھ ہی یہ دم بھی جائیگا	نہ جا ظالم خدا سے ڈر ابھی رہجا ابھی رہجا

نہیں ہم منع کرتے حال کچھ اوس سے بھی کہنے کو
ظفر فرصت مین کہنا پر ابھی رہجا ابھی رہجا

ہے جو سینہ مین یہ دم دمبدم آتا جاتا	لطف ہستی و عدم سے ہم آتا جاتا
آمد و رفت جو ہے بند سبب سے میرے	اب ترے کوچے مین ہر کوئی کم آتا جاتا
واے قسمت کہ تری راہ مین جون نقش قدم	کرتا پامال ہمین ہے صنم آتا جاتا
صبر کا میرے ترے جور و ستم کا چرچا	کرتا ہر شخص ہے تیری قسم آتا جاتا
کوئی غمخوار کوئی مونس و ہمدم کوئی	پاس اپنے نہین جز رنج و غم آتا جاتا
درد فرقت جو یہ جاتا کہو کیونکر جاتا	اس طرف ہان جو تمھارا قدم آتا جاتا

اے ظفر کیونکہ پھر اوس شوخ کے گھر مین جائین
ہر کوئی دیکھین جب آنکھون سے ہم آتا جاتا

نہ اور اے دل کسو کی یاد رکھنا	اوسی آئینہ رو کی یاد رکھنا

مطلع ثانی

ہمین اوس جنگجو کی یاد رکھنا	اوسے ہر دم عدو کی یاد رکھنا
یہ کرنی کٹتی کٹتی ہمسے باتین	یہ تیری گفتگو کی یاد رکھنا

ظفر ہوا اب کچھ بھولا کر اپنا شیوہ
مرے دل مین کسو کی یاد رکھنا

دیگر

ظفر ہم تو قاتل اوسے جانتے ہین
بتوں سے جو کی زندگی چند روز کی

دیگر

[illegible]

بکو اس کو جفا جو سے نہ اتنا بھی بکے جا
ناصح تری بک بک سے تو بس پک گیا بھیجا

اب دیکھیے کیا ہوتا ہے تقدیر کا لکھا
خط لکھ کے تو بہتیرے بہت تو خط کو بھی بھیجا

محفوظ خدا عشق جگر خوار سے رکھے
یہ وہ ہے کہ کھا جائے ہے اک دم میں کلیجا

وہ سن چکے احوال مرا پاس بٹھا کر
جو دور ہی سے کہوں کہ چل دور پرے جا

اے باد صبا سوکھ کے تنکا سا بنا ہوں
تو اب تو اوڑا کر مجھے اوس کوچے میں لیجا

منظور جو ہوتا ہے غبار دل جانان
اے سیل سرشک آنکھوں سے کر خطہ کو بہا جا

لگ جائیں جو انبار ترے کشتوں کے تل تل
تل دھرنے کو بھی روے زمین پر نہ بچے جا

اوس عارض تابان کو تب رشک سے خورشید
غیبا تری قسمت میں ہے ہر روز پسیجا

مقدور کسے ہے جو ترے سامنے بولے
جو آئے ترے جیمین تو باذوق کہو جا

جو آپ کی ہے بات بجا ہے وہ بجا ہے
کہتا ہے ظفر کون تمھیں کہتے ہو بیجا

ہے بیت میں کیوں نہ ہر اک رہو تن کا تاگا
جو ہے اے ضعف سو ہو وہ گئی من کا تاگا

کیا عجب گر اثر جوش جنوں سے پس مرگ
ہو جدا ایک سے اک اپنے کفن کا تاگا

نہ سیا جائے کبھی زخم دل مرغ چمن
ہو نہ جب تک رگ گل ہائے چمن کا تاگا

زاہدا کہتا ہے تو رشتۂ تسبیح جسے
یہ بھی ہے دام فریب اوس ترے فن کا تاگا

سانپ بن بن کے مجھے کاٹتا ہے بن تیرے
شب ہجر اک بستر اندوہ و محن کا تاگا

[illegible]

مست کہتے ہین کہ آ اے ساقیا جم جم گھٹا
میکدہ مین ہو بکیفیت ہمارا جمگھٹا

ابر کو تو پانی پانی تیرے گریہ نے کیا
آبروے بحر بھی اسے دیدۂ پرنم گھٹا

رتبۂ اوسط ہی بہتر ہے ہمارے واسطے
نہ بڑھا اتنا نہ تو اسے رونق عالم گھٹا

آئینہ مین عکس افگن ہے جو وہ زلف سیاہ
دیکھیو دریا پہ ہین چھائی ہوئی پر ہم گھٹا

صاف زنگ معصیت سی ہو جو دل کا آئینہ
کیا تعجب دے اگر وہ قدر جام جم گھٹا

عارض پر نور پر دیکھی جو وہ زلف دراز
کھلگیا ہم پر بڑھی رات اور دن کم گھٹا

چڑھ چلے وہ جو نہر گئے کتنے ہی یان دریا اور قمر
پر نہ زور طبع اپنا اے **ظفر** اک دم گھٹا

کرتا ہون جہان کچھ سے ترا کار نہ کہنا
بہتر ہے وہان کہنے سے سو بار نہ کہنا

اے ہمنفسو اوس شہ خوبان سے مرا حال
خلوت ہی مین کہنا سر دربار نہ کہنا

کتنا ہی کہا دل کو نہ مل سنگدلون سے
کم بخت لے مانا مرا زنہار نہ کہنا

اوس پردہ نشین سے جو محبت ہے تجھے دل
یہ بات سر کوچہ و بازار نہ کہنا

مست اے بیدار رہین یہ مردم دنیا
بھولے سے کبھی اہل الحق ہشیار نہ کہنا

بیٹھے بھی کیا عہد کہ در دل بیتاب
مرجاتا مگر تجھ سے ستمگار نہ کہنا

چپکے سے مرا خط اوسے دیجیو قاصد
کچھ منہ سے خبردار خبردار نہ کہنا

منصور کا تھا گرچہ حقیقت مین سخن حق
گر پوچھے حق تھا اوسے زنہار نہ کہنا

[illegible]

سر رات وہ وہ آہ مرا چشم ماہ مین	فرقت سے تیری ماہ لقا طوطیا ہوا
تیغ نگاہ مین ہے ترے یہ جو آب و تاب	سنگ فسان ہے کیا صنما طوطیا ہوا
وحشی چشم تھے تو ٹیے چشم ہر غزال	اپنا غبار بعد فنا طوطیا ہوا
تھا کشتہ کسکی آنکھ کا مین جو مرا غبار	ہے چشم آہوؤن مین صبا طوطیا ہوا
ہم قتل ہوگئے تری تحریر سرمہ سے	حق مین ہمارے تیغ بلا طوطیا ہوا
وہ وہ جسکے ہے میرے زمانہ سیاہ ہے	آنکھون مین نور مہر بجا طوطیا ہوا

خاک قدم سے یار کے بہتر ظفر مفید
کب بہر روشنی چشم دوا طوطیا ہوا

عمر بھر کیون نہ ہمین زلف کا سودا رہتا	یہ وہ ہے بھوت ہمیشہ ہی جو لپٹا رہتا

مطلع ثانی

ہے تصور جو ہمین زلف سیہ کا رہتا	آگے آنکھون کے ہی دن رات اندھیرا رہتا

مطلع ثالث

کرکے مجھے دھیان جو اوس پلک مژہ کا رہتا	تو مرے دل مین ہے کانٹا سا کھٹکتا رہتا
کھولتا اپنے جو رخسار پہ تو زلف دراز	تو نہ پھر کچھ کبھی وجود شب یلدا رہتا
آگے اوس قامت موزون کے اوسی جھکتا تھا	سرکشی سرو کی دیکھو کہ ہے سیدھا رہتا
دل پر آبلہ کو میرے جو دیکھا تو سے	دانتون مین خوشۂ انگور کے تنکا رہتا

جلد چہارم دیوان ظفر

[illegible]

امید روز وصل مین کچھ زندگی ہوئی	اپنا شب فراق مین جینا محال تھا
کہتے ہین مل سے ہجر مین ہو کر کیا دہم	کوئی زمانہ وصل بھی خواب و خیال تھا

بخشش طفیل شاہ رسل اپنی ہو گئی
ورنہ گناہگار ظفر بال بال تھا

عزیزو کام نہ کس کس کا یان بنا بگڑا	ہمارے پیش نظر اک جہان بنا بگڑا
ہمارے دود دل داغ داغ سے ہر روز	اک آسمان نہ آسمان بنا بگڑا
رہی نہال چمن ہی سے الفت ای صیاد	ہزار بار مرا آشیان بنا بگڑا
فلک کے ہاتھ سے بازار دہر مین آکر	نہ کون باعث سود و زیان بنا بگڑا
ہمارا دل نہ بگڑتا کبھی صنم تجھ سے	رقیب جیسے ترا رازدان بنا بگڑا
بنا رہا جو کوئی ہمنشین رہا اچھا	اور اوسکی بزم مین کوئی جہان بنا بگڑا

مزاج اونکا بگڑتا نہ اے ظفر مجھسے
زیادہ اونکا جو مین مدح خوان بنا بگڑا

کشتہ جو قاتل تری آن و ادا کا ہوا	پھر نہ وہ منت پذیر تیغ قضا کا ہوا

مطلع ثانی

عشق اگر اوس بت ہوش ربا کا ہوا	مورد قہر خدا بندہ خدا کا ہوا
طرفہ تماشا ہے یہ اور عجب سیر ہے	تو نے تو مارا مجھے نام قضا کا ہوا

[illegible]

یہ سینہ صاف تو نکو بھی یہ تیر جور فلک
کہ دیکھو بحر نے خود ہی حباب سر پہ لیا

نصیب قطرۂ شبنم نہین تو پھر کیون
یہ نہین ہے بار خسم آفتاب سر پہ لیا

جو سنگ آیا ترے در پہ سنگ طفلان سے
وہ سمجھے اسے بیت خانہ خراب سر پہ لیا

شہید عشق نے احسان تیغ دست قضا
نہین بجز نگہ پر عتاب سر پہ لیا

جو تمنے جرم محبت پہ مجھکو قتل کیا
گناہ آپ نے کیون بے حساب سر پہ لیا

ظفر جو دیر فرشتون سے کی اوٹھانے مین
بشر نے بار امانت شتاب سر پہ لیا

خطا اگر ہے تو ہے چشم و دل کی ساری خطا
نہ کچھ ہماری خطا ہے نہ کچھ تمھاری خطا

گذرتی خوب ہے اونکی جو رہتے ہین شرم
پھر اوس پہ نہین ہو کیون نہ شرمساری خطا

مجال کیا جو کرین بوالہوس کی طرح کبھی
یہ جان نثار ترے وقت جان نثاری خطا

کرو نہ اتنا تغافل ہماری جانب سے
تو کریگی نہ یہ اپنی آہ و زاری خطا

تصور ابرو مژگان لاکھ بار کرے
کرے نہ چشم نگارین ایک باری خطا

نہین تھے یون تو خطادار ہم ذرا لیکن
لکھا جو خط اونھین ثابت ہوئی ہماری خطا

جو دوستی ہے عیان رکھتے دشمنی دل مین
خطا ہے اے ظفر ایسون کی دوستداری خطا

حال دل اپنا جب اوس یار نے پوچھا نہ کبھی
کیا گلہ اسکا اگر اغیار نے پوچھا نہ کبھا

[illegible]

بوسہ ابرو لب کرتا ہوں نہیں تو سر مرا — ہاتھ میں شمشیر اپنی فتنہ گر لیکے اوڑا
صورت غنچہ نرگسی چاہیے یہاں مشت بند — اس چمن میں دست گلچیں زر جو گر لیکے اوڑا
آرزو ہے کوچۂ جاناں میں تو بعد از فنا — خاک میرے تو ہیر سے باد سحر لیکے اوڑا
لگیا دل صید کرکے یون وہ شاہین نگاہ — جون کبوتر کو ہو باز تیز پر لیکے اوڑا
اوڑ رہے تھے ہوش واں کتنی کہیں جا پہنچا — جب کبوتر میرے نامہ کو ادھر لیکے اوڑا

خط کسی عنوان جو دیدی تجھی اوسی قاصد مرا
پر نہ پہونچے وے وہ تو خط اسکو ظفر لیکے اوڑا

لیے جو کاسۂ خورشید ہے سدا پھرتا — یہ در بدر ہے فلک بھیک مانگتا پھرتا
جہاں وہ جای ہی دل بھی وہیں ہو پہونچتا کر — بہ رنگ سایہ ہے ساتھ اوسکے یہ لگا پھرتا
ہوا سے شوق نکرتی جو قیس کو برباد — تو کیوں وہ دشت میں آوارہ جون صبا پھرتا
تری نگاہ نہ پھرتی بلا سے اے قاتل — اگر گلے پہ مرے خنجر جفا پھرتا
ہماری آنکھ میں پھرتا ہی وہ تماشائی — جو ہے نگاہ سے اپنی چھپا چھپا پھرتا
خدا ہی جانے کہ ہے اسمیں کیا نظر آتا — بتوں سے دل جو نہیں زاہد امرا پھرتا

جو اپنا بخت نہ برگشتہ اے ظفر ہوتا
تو گھر تک آکے مرے کیوں وہ وا پھرتا

جنھوں نے رنگ مری عزوشان کا بدلا — ہے ایک ایک سے لینا جہان کا بدلا

ردیف بای موحدہ

ہوا نہ راہ محبت میں کوئی ساتھ اپنے
جواب دے گئے سارے رفاقتوں میں جواب

جو اونکے منھ میں زبان ہے تو ہیں ہماری زبان
عداوتوں کا سنیں گے عداوتوں میں جواب

ہزاروں عشق میں ہیں آفتیں عجب جیسے
اگر حیات میں دے آن آفتوں میں جواب

ہمارا ماہ لقا ہے وہ حسن میں یکتا
نہیں ہے جسکا ظفر ماہ طلعتوں میں جواب

دیا بتانے نہ مجکو مکان مکان کے قریب
بسائے لوگ وہ جنھوں نے جہان جہان کے قریب

نکلتے ہیں جو سینہ میں اسقدر شعلے
کھٹکتا کوئی نہیں تیر تفتہ جان کے قریب

فلک کے نیچے فلک ور اک نیا بنجائے
جو پہونچے دود جگر میرا آسمان کے قریب

وہ ہوں میں طائر آتش نفس کہ ٹھہرا جائے
جو آئے برق کبھی میرے آشیان کے قریب

کبھی تو کہ بیٹھکتا نہیں یہاں کوئی
کھڑا اٹھا کون تیری آج آستان کے قریب

قفس سے چھوٹ کے جب ہم اسیر صیاد
چمن میں پہونچے کہ دن آگئے خزان کے قریب

لبوں پہ آگئی جان آرزو میں بوسہ کے
ظفر نہ پہونچا دہان اپنا اوس دہان کے قریب

ردیف باے فارسی

جانتے ہیں جیسی ہمکو اپنی خواہش وہیں آپ
ہم نہیں زندہ اگرچہ کہتے ہیں زندہ ہیں آپ

[illegible]

دو ٹکڑے ایک بات مین کرتا ہی دل کے تو
تصویر تیری عالم تصویر دیکھکر

مدت سے زلف مین دل سودا زدہ مرا
جو خاکسار تیرا ترا خاک پا رہا

تیزی تری زبان مین ہر شمشیر کی صفت
حیرت مصورونکو ہے تصویر کی صفت

ہے اک اسیر پائے بزنجیر کی صفت
رکھتی ہی او سکی خاک بھی اکسیر کی صفت

سیرا وہ پیر خسر جہان ہر کہ اے ظفر
کرتا ہے اک جہان جو اوس پیر کی صفت

ہین بندھے دن رات غیرون سے ترے صحبت کے وقت
ہے کہان فرصت جو ہم تجھسے ملین فرصت کے وقت

ابر ہے ٹھنڈی ہوا ہے ساقیا دے بھر کے جام
مے کے پینے کا مزا ہے ایسی کیفیت کے وقت

تیرا رونا چشم دریا بار یہ کس کام کا
جب نہ آیا کام کچھ سوز تجسم فرقت کے وقت

نام ہے بدنام مے کا ورنہ اس سے بھی سوا
مست ہو جاتا ہے انسان نشۂ دولت کے وقت

جائیگا وہ یان سے ہم جائینگے اپنی جان سے
اپنی رخصت ہے جہان سے یار کی رخصت کے وقت

[illegible]

آجائینگے وہ کھینچ کے محبت کی کشش سے | ایذا ہی آگرچہ ... تصویر میں ...

کرتا ہے ظفر حال بیان اوسے جوا ...
دیتا ہے وکیا ... وہ تصویر میں ...

صبح کے وقت نہ فرصت نہ او کہیں شام ...
پوچھیں ہم وقت ملاقات کا ہم کو کیا کام
کہیو پیغام بر اوس شوخ سے یہ اپنا پیغام
گرچہ رندان تہی دست ہیں مانند گدا
جان فدا کرنے کو حاضر ہیں کہو تم جس دم
میں ترے ظفر کے قربان کرائی غنچہ دہن

غرض کچھ ... ہم ... وقت
... تاک ... کام ... وقت
پاس گر غیر نہو وسے کوئی پیغام کا وقت
وقت کے اپنے ہیں جمشید کو جام کا وقت
ہم ہیں جس کام کے موجود ہیں اوس کام کا وقت
پھول سی جھڑ ... شام کا وقت

جبکہ آغاز محبت میں ہوا اپنا یہ حال
اے ظفر دیکھیے کیا ہوتا ہے انجام کا وقت

اے پری سنکر اوڑائی تو نے کتنی بات چیت
آئے ہے افسوس کیا عمر گذشتہ پر ہمیں
پہلے ہی تو ہوگا ... انتہائے عشق سے
صورت تصویر ہیں خاموش ہم حیرت زدہ
ہو گئی شاید کہ اطمینان باتوں سے ...

خاک ہونگے آدمی دم ... بات چیت
وقت پیری یاد کر کے ... کی بات چیت
... کی بات چیت
... کی بات چیت
ابتو ہے ... ظفر ... کی بات چیت

مجھے ہے ڈر کہیں ایسا نہو دل بیتاب | عدو کے سامنے کہہ بیٹھے کچھ حبیب کی بات

ظفر نبات سے شیرین تر اوسے عشق ہائی
جو پہلے تلخ سمجھتے تھے ہم ادیب کی بات

گو نظر بازیں طاق ابرو نشین دیکھو بہت
میرے داغ دل پہ دیکھی ناخن غم کی خراش
زلف میں کیا اوس بت کافر کی زندان بلا
اپنی آنکھوں کی قسم دیکھی نہ انگلو نکی بات
کوئی اوس خورشید طلعت سا نہ دیکھا حسن میں
تو جدھر گذرا ادھر ہے نے بجای نقش پا
رنج ہے دنیا میں وافر اور ہے عشرت قلیل
میری آہ آتشیں کا بھی تماشا دیکھیے

پھر ہیں دیکھی کم اور عیب بین دیکھو بہت
جیسے ہوں اے مہر گردندہ نگیں دیکھو بہت
قید ہوتے ہیں نے اسمین اہل دین دیکھو بہت
آب داری مجھ سے در ثمین دیکھے بہت
یوں تو ہمنے ماہرو زہرہ جبین دیکھو بہت
دیدۂ حیرت زدہ فرش زمین دیکھو بہت
دیکھے یاں خرسند کم اندوہگین دیکھو بہت
تمنے ہیں چھٹتے انار آتشین دیکھو بہت

دیکھکر قطرے عرق کے اوس جبین پر اے ظفر
مشتعل شب انجم چرخ برین دیکھو بہت

نہیں جز داغ غم عشق ہماری دولت
زر گل کر دیا برباد چمن میں آخر
چھوڑ آنکھوں نہیں ترک ہو ہم الٹ اوڑا

ہمکو دولت پہ ملی دیکھو تمہاری دولت
دیں اوڑا تو نسیم باد بہاری دولت
ڈال ہیں اسنے ملادی مری ساری دولت

کہاں نصیب عرق چین صندل اپنا
وہ بانده دیں مرے سر سے جو درد سر کا وقت

نہیں سے کوئی بھی آرام کا ظفر سے وقت

رخسار رز ولب پہ دم سرو دل میں نور	عاشق کی تیرے ٹوپی اک دلربا شناخت

تجسا سخن شناس نہیں کوئی اے ظفر
آتی نہیں کسو کو یہ تیرے سوا شناخت

کے ہم ہیں شاہ دوست نہ ہم ہیں فقیر دوست	پر اوسکے دوستدار ہیں جو ہیں فقیر دوست
دل کیا وہان رخ سے لے نام دوستی	مسواک تا ہو تیرا پیکان تیر دوست
لے مہ فلک پہ نیمہ کنعان زمین پہ ہو	یکتائی جمال میں بے نظیر دوست
کرتا ہے وہ ستم ہیں ہزاروں شرارتیں	ہمکو ملا نصیب سے ایسا شریر دوست
اوس مہ جبین کی یاد دلاتی ہیں یہ مجھے	پڑھتے ہیں تیرہ آگے جو بدر منیر دوست
تصویر کھینچی ہے الف قد کی یہ ترے	کھینچے ہے دل جو آہ کی سیدھی لکیر دوست
تیری گلی کی خاک ترے خاکسار کو	ہو کاش بعد مرگ بجائے عبیر دوست
کیونکر نہ تیر قتل کا دین مجکو مشورہ	دشمن ہیں جو مرے وہ ہیں با تیر و شمشیر دوست

دشمن ہی کیا ہے چشم حقارت سے دیکھتے
رکھتا ظفر نظر میں ہے ہمکو حقیر دوست

چھپا کے کہتے ہو تم کیا عدو کے کان میں بات	کہ ہو نہ شہرہ کہتے ہی وہ کھل گئی جہان میں بات
ہزار باتیں سنائیں وہ اعتبار نہ آئے	کہ جب تلک کوئی آئی نہ امتحان میں بات
تمھارے سر کی قسم دیکھے دل تمہیں اپنا	وہ آئی پیش جو اپنے نہ تھی گمان میں بات

قطعہ

[illegible]

رند جو پختہ مغز ہو چھوڑ کر بن لیے لہو
سنگدل اپنا کیونکر بھی سست ہو و ے دیکھتہ

بول کر مے فروش لعل دم ہے جام تخت و
کہتے ہین تیری عشق مین ہمکو جوام تخت و

جی مین جو آئے سو کہو اپنے ظفر کو شوق کو
منہہ سے کہیگا پر تمہین یہ نہ غلام تخت و

وہ تجھے حق نے دی صنم صورت
ہے نہین کوئی تیرا ہم صورت

ہینتو ترسین جمال کو تیرے
دیکھے آئینہ دم بہ دم صورت

نہین پاتی ہے تیری صورت کو
بولے اللہ کی قسم صورت

چڑھتا ہے مہر کو تپ و لرزہ
دیکھکر تیری صبحدم صورت

رفتگانِ عدم کی پھرتی ہے
اپنی آنکھون مین دمبدم صورت

قطعہ

ہو گئے ہین مریضِ غم یار و
دیکھکر چاند سی وہ ہم صورت

سورۂ نور دم جو ہم پہ کرو
بہتری کی ہو کوئی دم صورت

ہاتھ مان نے اپنے چوم لیے
کھینچکر تیری اک قلم صورت

دشت گردی مین بھی ظفر اپنی
روبرو ہے وہ ہر قدم صورت

غزل [illegible]

ہوری کو ورلو خورشید و مہ کو بھی دیکھا
نظر پڑی نہین تیری سی چندین صورت

شبیہ یوسف اگر ہم او پی دکھائین تو وہ
نہ آئے ذہن بت چو و پسند مین صورت

[illegible] نگین دل کی طرح پھو
[illegible] نہین وہ [illegible] بیون مین صورت

[illegible] وہ خال ہے [illegible] سینہ مین صورت

صنم نے [illegible] صورت

[illegible] کی ہے [illegible] مین صورت

گزند صدمہ [illegible] گزند مین صورت

دکھا رہی ہے اجل اس گزند مین صورت

ہین [illegible] راحت و آرام کی ظفر ڈھونڈھ

پناہ [illegible] گنبد [illegible] بلند مین صورت

دیگر

شانہ

[illegible]

شانہ اوس زلف کی ٹوالی ہے شکستہ میں انگشت	کون یون دیتا ہے کاکل کے دہن میں انگشت
کردیا فاختہ کو عشق میں انگشت نما	سرو نے اپنی اوٹھائی جو چمن میں انگشت
کرین اوس چشم سیہ مست سے اگر چشمک	تو کرون چشم غزالان ختن میں انگشت
دیکھ اوس مانگ کو دانتون کے تلے انجم کے	کہکشان سے ہے دبا چرخ کہن میں انگشت
پوچھے قاتل کو اگر کوئی تو کشتہ تیرا	دے اوٹھا تیری طرف اپنی کفن میں انگشت
سرخی خون کف پا سے ترے مجنون کے	کیا حنائی ہے سر ک خار کی بن میں انگشت

دست نازک پہ ظفر اوسکی ہو بار سنگین
ہو اگر خاتم یاقوت یمن میں انگشت

طاقت و ہوش ہوئی ہم سے جدا اچھے وقت	دی ہو چھائین ہیں سب نے دغا اچھے وقت
دیکھکر ابر جو مستونکو ہوا اور ہوئی	ساقیا دیکھ تو سوجھی ہمین کیا اچھے وقت
پہونچے بے تیر جو دیدار ترے مرنیکے قریب	تو جو آیا تو ہوئی اپنی دوا اچھے وقت
ہی فرصت جو ذرا غم سے نہ پائی ہمنے	تھا مری جان کو آزار لگا اچھے وقت
ٹل گیا غیر کے گھر جانے سے وہ بد شگون	کیا ہی جا پہونچے وہان ہم بخدا اچھے وقت
ہمری جان تو جاتی تھی سر بالین سے	نام جانیکا صنم تمنے لیا اچھے وقت

جن دنون اوسنے ظفر اپنے مزے پر تھے
کیا ہی اچھے تھے وہ دن اور تھے کیا اچھے وقت

[illegible]

[illegible]

نہ لوٹ پوٹ کے کس طرح غم سے بلبل زار	چمن میں باندھی ہے گلچین گل سمن کی پوٹ
عجب نہیں ہے اگر کوہ بیستون سے ابھی	گران زیادہ ہوا اندوہ کوہ کن کی پوٹ
دکھاؤں دفتر حال گذشتہ گر اپنا	تو نکلے گھر سے مری کاغذ کسن کی پوٹ
مفید ہو خفقان کو نہ میرے گرچہ طبیب	ملائے قند میں گلہائے نسترن کی پوٹ
نہ مانو زاہد مکار و ذو فنون کی بات	یہ پر فریب سراپا ہے مکر و فن کی پوٹ

ظفر او ٹھے رہ غربت میں کیا قدم اپنا
گران ہے سر پہ غم دوری وطن کی پوٹ

سچ کو بھی میرے وہ سمجھا ہی کیا جھوٹی ہوٹ	جانا سچ مچ اگر اوروں نے کہا جھوٹی ہوٹ
منہ بنا بیٹھے بظاہر ہو کہ بگڑے دل سے	مجھسے سچ مچ ہو خفا یا ہو خفا جھوٹی ہوٹ
ہم تمھیں چاہتے ہیں تم بھی تو ہمکو چاہو	چاہتے گر نہیں سچ مچ تو بھلا جھوٹی موٹ
تیرے بیمار محبت کا نہیں کوئی علاج	کچھ بنا دیتے اطبا ہیں دوا جھوٹی موٹ
جھوٹ موٹ اونسے جو کچھ مجھ میں ہے گستاخی	کہنا کیا دیتا ہے لاؤ تو ہمکو مزا جھوٹی موٹ
غنچہ لب مجھسے ہنسا یا نہ ہنسا تو لیکن	دیا جھوٹوں نے تو گل ایک کھلا جھوٹی موٹ

اوس ستمگر نے مجھے ظلم و ستم سے مارا
اے ظفر لیتا ہے وہ نام قضا جھوٹی موٹ

ساتھ غیر و نکے ہے تو بادۂ عشرت کا گھونٹ	اور ہم تجھ بن پئیں خون ناب حسرت کا گھونٹ

[illegible]

تیری چشم مست کے گبھی کھائینگے وہ کباب اگر
ہر سانس کے ساتھہ کرین آہو حرم کو چٹ پٹ چٹ

کھاتے ہیں یون داغ ہزارون عاشق سوز محبت کو
چٹ پٹ کرتے ہیں دنیا وہ دم کو چٹ پٹ چٹ

کہتا ہے قاتل زخم بہت سے کھائے تمنے دیکھیں تو
کرتے ہو تم کیونکر زخم تیغ ستم کو چٹ پٹ چٹ

کھوئی حسن یار کی رونق آخر خط کے آنے نے
بس نہیں ورنہ کرتے ہم اس سبزہ قدم کو چٹ پٹ چٹ

دل ہے بلا چٹ میرا ظفر عشق کی اسکو چاٹ لگی
پیتا ہے خون دل کو غٹ غٹ کرتا ہے غم کو چٹ پٹ چٹ

لگی ہے وصف لب یار کی زبان پہ چاٹ
علاج تیرے مرے زخم کا ہے یہی اے دل
نہ سمجھو اسکو ستارونمین خط کا کہکشان
کسو حریص سے ادبیا نگس کی طرح
غرور سے نکرین بات خاکسار کہین
لگی ہے چاٹ یہ کیا تیری تیغ کو قاتل

رہا ہون ہو نٹھہ جو مین لذت بیان پہ چاٹ
تو اوسکے نام کو لکھہ لکھہ کر برگ پان پہ چاٹ
رہا ہے مار فید اوس آسمان پہ چاٹ
رکا ہی جھوٹی نہ تو منعمون کے خوان پہ چاٹ
سخن کے وقت وہ لین خاک پر کان پہ چاٹ
کرے ہے خون ہزارون کے ڈھلکی سان پہ چاٹ

ردیف ث تمام شد

ردیف جیم تازی

ردیف جیم فارسی

[illegible]

مذہب عشق مین حرام ہین سب
عیش و عشرت مگر حلال ہے رنج

زلف تیری و بال جان ہے مجھے
وسے ریادل کو بال بال ہے رنج

دخت رز سے ہے گرچہ پہلے سرور
دیتی آخر کو یہ چھنال ہے رنج

عشق مین کیا ہے حاجت زر و مال
کہ زر نقد غم ہے مال ہے رنج

اوٹھگیا تو جو ہوکے رنجیدہ
کر ریادل کو پائمال ہی رنج

حسرت و درد و یاس و حرمان کو
کیا مرے وقت انتقال ہے رنج

دیتا ہر بات مین ظفر مجکو
وہ ستمگار بدخصال ہے رنج

اے دل وہان نہ اور کسی نامہ بر کو بھیج
بھیجے اگر تو قاصد لخت جگر کو بھیج

خنجر سے گلا پہ پھیر دے آپ آنکر مرے
لیکن نہ تو رقیب کو میری خبر کو بھیج

کھلجائیگا دلا جو ہے تقدیر کا لکھا
ایک تو لکھکے اور خط اوس فتنہ گر کو بھیج

کیا جانئے اوس گلی مین پہونچتا ہو یا نہین
ہم آدمی تو آگے ہین اپنا ادھر کو بھیج

دم ناک مین ہمارا یہ لائے ہین بے ہنر
یارب کرم سے تو کسی صاحب ہنر کو بھیج

جاکر دلا اوٹھائے وہان شور تجیبانے
کسنے تجھسے کہا تھا کہ ایسے بشر کو بھیج

مانند نقش پا یہ وہین کا ہو رہے
اے عشق اوس گلی مین نہ تو اب ظفر کو بھیج

مطلع ثانی

[illegible]

جلوہ فگن ہین یون وہ رخسار تابناک
خورشید زرد ہے اسکے مہتاب کی طرح

[illegible] قد سے ترا سرو کی روش
[illegible] شاخ آب کی طرح

رنگین طبیعت اوسکی ہے [illegible] کی طرح

[illegible] وہ رخ مثل آفتاب کی طرح

آنکھون سے اپنی [illegible]
غفلت ہے [illegible] کی طرح

دیکھون ہوں [illegible] غافل ہے
ہے تن پر لباس واطلس وکمخواب کی طرح

[illegible] ظفر
[illegible] کی طرح

دکھلاؤن اپنا [illegible] سوز دل کا داغ کو صبح

ای ستم کیش ہر نگہ تیری	ہے کوئی ناوک قضا سچ مچ

دل جو اُلجھے ہے زلف سے اوسکی
اسکو سودا ظفر ہوا سچ مچ

دل ہوا ناوک مژگان کا نشانا سچ مچ
لگ گیا تمکو تو ماں تیر لگانا سچ مچ

کیا سبب بیٹھتے ہی اوٹھکے چلے جلدی سے
آج کیا ہے تمہیں جانان کہیں جانا سچ مچ

سچ کہا ہے اگر آپ نے مانا اوسے جھوٹ
تمنے گر جھوٹ کہا ہے وہ جتانا سچ مچ

ہو گئی جان روان تن سے یہی سنتے ہی
خط کیا آج کہیں اوسنے روانا سچ مچ

چارہ گر یہ جو ہیں سینے سے نکلتے پیکان
اوسکے تیر نگہ نے کیا دل میں ٹھکانا سچ مچ

تیرے کشتہ کا نگارا ہو نہ جب تک چہلم
نہیں لازم تجھے مہندی کا لگانا سچ مچ

سامنے میری جو تم ہنستے ہو یون غیر سے
ہے تمہیں کیا مرا منظور رولانا سچ مچ

جو ترا وعدہ ہے وہ جھوٹ ہے اے وعدہ خلاف
جھوٹا جانے ہے تجھے ایک زمانا سچ مچ

غم کے کھانے سے ظفر سیر تمہارا دل ہے
ترک تمنے کیا دو وقت کا کھانا سچ مچ

ردیف حاے مہملہ

ہے سوز غم سے یہ دل بیتاب کی طرح	آتش پہ بیقرار ہے سیماب کی طرح

دیوان ظفر

[illegible]

کیا کرین کوئی نظر آتی نہین
تیرے بچنے کی دل بیمار طرح

دم ہی آنکھون مین دکھا جا اپنی شکل
دے نہ تو اے آئینہ رخسار طرح

دل تجھے ہم کیونکہ دین تجھہ مین نہین
کوئی دلداری کی اے دلدار طرح

طرح الفت کی دلا آسان نہین
ہر طرح سے یہ تو ہے دشوار طرح

فتنۂ محشر کے بھی اوڑ جائین ہوش
دیکھکر تیری دم رفتار طرح

جس سے تسکین ہو دل بیتاب کو
کوئی تو ایسی ہو اے غمخوار طرح

ہین طرحدار اور بھی لیکن کہان
تیری سی اے دلبر عیار طرح

کچھہ نہ بن آئی ظفر تدبیر وصل
اک طرح کیا ہمنے کی دو چار طرح

ردیف خای معجمہ

بھری ہے آہ کے خون دل و جگر مین سلاخ
کہ لال کی ہے کوئی آتش سقر مین سلاخ

بُری نظر سے جو اے مہ جبین تجھے دیکھے
نظر فرو کی بنی دیدۂ قمر مین سلاخ

مثال برق مری آہ آتشین تجھہ بن
سراسر آگ کی بنجای ابر تر مین سلاخ

کبھی ذرا نہین جھکتی جو مرد مغرور
اٹھی لوہے کی ہے انکی کیا کمر مین سلاخ

شراب تند کے پیتے ہی بنگئے ساقی
گلو سے تا بہ شکم ایک لحظہ بھر مین سلاخ

تو آسمان سے نظر گر وہ دے جہان کو چرخ
پر اوس سے ڈر کہ جو دیتا ہے آسمان کو چرخ

سمجھو کاکشان سے جو میرا تشنہ خون
نکال دیتا ہے یہ پیاس سے زبان کو چرخ

قرین ترے رخ روشن کو دیکھکر گردش
نہ ماہ و زہرہ کے چاہے کبھی قران کو چرخ

دیے ہر رنگ پر کاہ اک بگولے نے
ہزار بار ترے مجنون ناتوان کو چرخ

نہیں یہ شام و شفق لیگیا اوڑا کے گر
لبون سے یار کے رنگ مسی دہان کو چرخ

ستم ہے مہر کو خانہ بخانہ لے جائے
نہ لائے گھر مرے اک بیر سے مہربان کو چرخ

دکھادے ابرو سے پر خم اگر وہ ماہ جبین
زمین پہ پھینکدے اپنی ظفر کمان کو چرخ

خون دل سے میرے لکھو اوسکو خط جو ہیں سرخ
از رنگ برگ کا تیو اسکا ہے از شنگرف سرخ

حوصلہ گل کا کہان جو نالہ بلبل سنے
گرتا ہے غصہ سے منہ پہلے ہی یہ یکطرف سرخ

مانگے گرمی میں جو پانی یہ مرغ تشنگی
اوسکے عکس روئے گلگون سے ہو آب برف سرخ

گر نہیں ہے سر پہ خون اوسکے کسی بے جرم کا
ہیں کلاہ قاتل سفاک کے کیون طرف سرخ

اشک خون سے پاس اپنی ہے زر سرخ و سفید
کہ سفید امراء ہم کرتے ہیں کاہے صرف سرخ

ٹپکے اشک سرخ کا قطرہ جو میری چشم سے
اے ظفر ہو جائے پھر الدم میں آب برف سرخ

کیونکہ اوسکی نہو طبیعت شوخ
ہے سراپا وہ سرو قامت شوخ

ردیف الدال

ہم اوٹھائیں بستر اپنا خاک کوی یار سی | ہے برنگ نقش پا یہ خاکساری سی بعید

گر رہوں بیتاب زیر خاک بھی ہیں حشر تک | ہمدم سوجھو نہ دل کی بیقراری سی بعید

ہوں برنگ خضر ہم منت کش آب حیات | خنجر قاتل کی ہے یہ آبداری سی بعید

روبرو روے مصفا کے ترے گر آئینہ | آب ہو جای تو ہو کیا شرمساری سی بعید

جب ہوا تو مضطرب ہمکو وہی کرنی پڑی | تھی جو اپنا دل بات اپنی وضع داری سی بعید

دیدیا دل تُنے اوس مست شراب ناز کو
اے ظفر تھا یہ تمھاری ہوشیاری سی بعید

نکلا ہے گھر سے ماہ لقا تین دن کی بعد | چھپ کر یہ مہ دکھائی دیا تین دن کی بعد

مطلع ثانی

تیرا مریض مر ہی گیا تین دن کی بعد | اچھا اگر دوا سے کیا تین دن کی بعد

ہو جاے ہی مرا بھی بھلا وقت احتیاج | مردار ہے حلال ولا تین دن کی بعد

برسوں سرشک چشم برابر بہا لیے | دریا کا وہ بہ زور رہا تین دن کی بعد

تیرا مریض عشق اگر کوئی دن جیا | تو تین دن جیا نہ جیا تین دن کی بعد

تجھ نہیں ہوا ابھی تیرے شہید کا | کرتا نہ سوگ پان تو کھا تین دن کی بعد

وعدہ تو ایک دن کا ہے پر دیکھیے ظفر
دو دن کے بعد آئیں وہ یا تین دن کی بعد

عشق کی دولت ہے کان لعل وگوہر چشم تر
سیکڑوں ہیں سرخ آنسو سیکڑوں آنسو سفید

تار بارش کو نشے میں دیکھکر کہتے ہیں مست
ہو گئے سب ریش میں پیر فلک کے مو سفید

اشک خون آلودہ میرا جیب کبوتر کو ہی
ایک بازو سرخ ہے تو ایک ہے بازو سفید

خانۂ دل ہے سفید اسکی سیاہی دور کر
کیا سفیدی سے محل کرتا ہے اپنا تو سفید

عشق میں ہم ہے سیہ چشموں کے ابتک آج تک
ہو گئے پیری ہے گو مژگان سفید ابرو سفید

خط جسے لکھتے ہو تم لکھو ہمیں کیوں دیکھکر
رکھ لیا ہے آپ نے کاغذ تہ زانو سفید

دیکھکر مہتاب کو کہتے تھی شب آئینہ بست
واہ پیر چرخ نے اوڑھلی کیا پٹو سفید

فرق ہے دن رات کا اپنی اور اوسکی بات میں
خال رخ کو ہم سیہ کہوین کہے بدخو سفید

سرخرو ہوں اے ظفر کیونکر عزیزوں سے عزیز
بیمروت ہے زمانہ ہو گئے لو ہو سفید

دھیان آیا کچھ مگر دس روز بعد
پوچھی عاشق کی خبر دس روز بعد

تین باری ہر مہینے میں ملیں
وہ جو آنکلیں ادھر دس روز بعد

دس برس میں آگئے وہ وعدہ خلاف
کہدے آئینگے اگر دس روز بعد

دس مہینے ہو گئے دس دن ہمیں
تو نہ آیا نامہ بر دس روز بعد

ایسے ہفتہ دوست کی کیا دوستی
ہوکے پھر جاے بشر دس روز بعد

دشمنوں کا حال سب کھل جائیگا
[illegible] ظفر دس روز بعد

بوسہ اگر ملے لب جانان کا اے ظفر
ابھی نہین پھر اور ہے ہوس اس ہوس کے بعد

دل لیکے مانگتے ہین یہ جان یک نشد دو شد
دل سا رفیق جان مرا تو کہے کہ جسمین
دیتا تھا جھڑکیان تو مجھے گالیان بھی ہین
تیر نگاہ سے مجھے زخمی تو کر چکے
جل ہی رہا تھا آتش اندوہ و غم مین دل
بیٹھے تھے خانقاہ مین ہم بنکے پارسا

کیا خوب مفت ہین یہ بتان یک نشد دو شد
ناصح تری ہے عقل کہان یک نشد دو شد
اچھی کھلی ہے تیری زبان یک نشد دو شد
پھر کھینچتے ہو تیغ میان یک نشد دو شد
اوٹھنے لگا جگر سے دھوان یک نشد دو شد
پھر یاد آیا دیر مغان یک نشد دو شد

کی دوستی جو اوس بت کافر سے ای ظفر
دشمن ہوا ہے اپنا جہان یک نشد دو شد

نہین یہ مانگ ہے بالو نہین تیری جان سفید
کرو جو سرخ مرے خون مین تم سر انگشت
تمھارے دست نگارین کی یاد مین ہے سرخ
نہین عزیز عزیزون سے سرخ رو ہر گز
سفید قرص قمر دیکھ شب خیال آیا
کہان ہے ابر کہان تار بارش ای ساقی

ہے کہکشان کا شب تیرہ مین نشان سفید
تو حشر تک بھی ہون ناخن نہ مہربان سفید
نکلتے آنکھ سے آنسو نہین اک آن سفید
ہوئے ہین ایسے لہو زیر آسمان سفید
تنور چرخ مین یار ب ہے کیون یہ نان سفید
یہ سائیان سے مین ہے ریسمان سفید

ردیف الدال

ہمنے دیکھا تری تصویر کا پہلا کاغذ | کلک قدرت کی ہے تحریر کا پہلا کاغذ
یہ زمین قبضہ مین کس کی رہی تحریر سے پہلے | دیکھو گر ہو کسی تعمیر کا پہلا کاغذ
اب جو لکھتا ہو وہ یہ کا ہے کو لکھتا تھا کبھی | دیکھ لو اوس بت بے پیر کا پہلا کاغذ
خط نہین رہے مشتری سے پہلا | بدلا قرآن کی ہے تفسیر کا پہلا کاغذ
سیکڑون نسخے کئے جمع مہوس لوگ | نہ ملا نسخۂ اکسیر کا پہلا کاغذ
دے ہے جب جرم وفا پیوہ کسیکو تعزیر | دیکھتا ہے مری تعزیر کا پہلا کاغذ

سرنوشت اے ظفر اپنی نہین بدلی جاتی
ہے وہی اک خط تقدیر کا پہلا کاغذ

ردیف الرای مہملہ

جو نسمجھین عشق کے رتبہ کو وہ انسان ہین کیا اور | ہمکو تو وہی ہے سمجھ اے شیفتہ نادان ہین کیا اور
وہ بلا ہولی ہے بسم جبکہ ہمپہ سیلے خطا | ہوگئے ہم اوس زلف مشکین کی بلا گردان ہین کیا اور
دل تو کیا گر جان بھی مانگو گے دیدینگے ابھی | ہم تمہارے تابع فرمان ہین نافرمان ہین کیا اور
سلے خبر جلد اپنے بیمارون کی اے عیسی نفس | وہ کوئی دم اس سرای دہر مین مہمان ہین کیا اور
فتح ہو کر یہ اگر ٹھہرے ہے تمہارے در اسے | دل مین تیرے صید الفت کی ابھی ارمان ہین کیا اور
نالۂ پر شور سب کرتے ہین برپا شور حشر | اشک خون سیر اوٹھاتا مجھپر اک طوفان ہین کیا اور

چڑھکر اگر وہ بام پہ کھولے کمند زلف
دیکھا نہ کوئی رہ و کہین پر ترا اسیر دل

ہے میری آہ ... سے پیچ بستہ ہو گیا
مژگان تر سے میرے نہ کیون عرق آب تر

لے ہو پہنچے سیر ازا منہ جو اوس ماہ وش تلک
اوس شعلہ خو کی کیا کہون شوخی کی شل پر

تیری بھوون کے سامنے دیکھا تو مہ جبین
جو تیر اٹھا کیا ہو غبار اوسکا اوڑھکے ہو

گر صبح کو دیکھتا ترے ہو کر فریفتہ

کر کے دل فرشتہ اسیر آسمان پر
آیا نظر نہ تیر النظیر آسمان پر

کاسہ ہین ماہتاب کے فقیر آسمان پر
ہو پار بار ابر مطیر آسمان پر

کیونکر نہو دماغ سفیر آسمان پر
ہے گہ زمین پہ گہ وہ شریر آسمان پر

آیا نظر ہلال حقیر آسمان پر
جیب ملائکہ مین عبیر آسمان پر

خورشید پہ پڑھتا بدر منیر آسمان پر

دور قلم کو دیکھکے ظفر کے کہے ہے خلق
کب ہے عطارد ایسا دبیر آسمان پر

دود جگر ہمارا ہے یہ اٹھا فلک پر
یہ آہ آتشین جب چمکائے سیف اپنی

شرمندہ ہو گا تیرے عارض سے ماہ تابان
اوس مست ابرو نے جس دم دکھلائی تیغ

جو گی بنا پھرے ہے اوس ماہ وش کے غم مین

کہتے ہین لوگ جسکو کالی گھٹا فلک پر
کیا تاب پھر ہلائے بجلی بٹھا فلک پر

دے رو برو سے اسکو کوئی ہٹا فلک پر
دل مین ہلال کیا کیا اپنی گھٹا فلک پر

خورشید سے بڑھا کر سر کی جٹا فلک پر

[illegible]

الفت کی جو یہاں دیکھو ہیں نئے خار دیگر
تو ہے اب نہیں ہیں پیشے کا بار دیگر

دامن پہ ہے دیکھو کیا اشک لالہ گون
چھپو سکے ہے تاب نہ مرہم تک اللہ و دیگر

گر قتل تو مجھکو چاہئے گا ستمگر
ہے یہاں ہو گا ایسا جب جان نثار دیگر

بیت الحزن میں اپنا جز رنج غم کوئی
نئے ہے رفیق دیگر نئے غمگسار دیگر

رخسار زرد پر ہیں کیا لال لال آنسو
رکھتی خزاں بھی اپنی ہے اک بہار دیگر

وقت نماز الفت ہر وقت ہے کہ آمیں
نئے انتظار پیشیں نئے انتظار دیگر

سمجھے ہے تو ظفر کیا مہر و وفا کو آسان
اس سے نہیں ہے کوئی دشوار کار دیگر

بلا سے پھینک تو ناصح کو اس نے بیچ چھیڑ
پر اتنا کر نہ اسے سامنے رقیب کی چھیڑ

کہیں نہ چھیڑ یو دل اسکے ساتھ اے دم آہ
کہ سکے پھوڑ کو تو دل کو اب قریب کی چھیڑ

مرا ہے حوصلہ کیا عشق گر ہو دست دراز
تو ڈالے عیب خرد کو مرے ادیب کی چھیڑ

بہت کرے ہے یہ کالا مجھے یہی ڈر ہے
کہ ڈالے گا نہ صبا دشمن لبیب کی چھیڑ

نظر پڑے ہے جو منبر جو تیری اے کافر
تو پھینکے گا غم خطبہ کو تو خطیب کی چھیڑ

ہوئی نہ کوئی دوا جبکہ سود مند ہمیں
تو ہے پھینک دیا نسخے سب طبیب کی چھیڑ

کرے یہ عشق سے کون اے ظفر کہ او بیدرد
نہ سر کو تیشہ سے فرہاد اپنے نصیب کی چھیڑ

ہے جسم زار میں دم یون جیسے خس کے اندر
لگ جائے گو ذرا کو آتش اگر ہو پیدا

ہو جائیگا ہوا یہ یکسر وہ خس کے اندر
تاثیر نالہ میری بانگ جرس کے اندر

وہی ناز سے جو اوسنے مژگان کو اپنی جنبش
سو سو ڈبوئے نشتر اک ایک نس کے اندر

جیسے اس طرح دل تڑپے تو تجھ بن اپنا
جیسے کہ مرغ وحشی پھڑکے قفس کے اندر

آنکھون تلے ایک دم میں پھر جائے وقت گریہ
طوفان اس قدر کہ پیدا ہوا ک برس کے اندر

آفت ہو اوس پری کا پردے سے باہر آنا
اور دیکھ کے مجھے پھر چھپ جانا ہے کس کے اندر

دنیا میں ای ظفر ہو کیونکر فراغ اوسکو
دل جسکا پھنس رہا ہو حرص و ہوس کے اندر

دو چھپنے میں ہوئین اوس سے ملاقاتین چار
پر کہیں بیٹھ کے اک جا نہوئین باتین چار

کیا کہون مین شب ہجران کی درازی تجھسے
ایک رات ایسی کٹی جیسے کٹین راتین چار

دل و جان ہوش و خرد بھیجدون اونکو چار
کہ یہی تحفہ ہین اونکی لیے سوغاتین چار

چار حصے ہی سوا زندے اس وقت مین عشق
خانقہ ایک کہیں ہو تو خرابا تین چار

چار بار اٹھ پھر بیٹھ گئین وہ اونکو ملنی
اوسنے ملنے کی ہین معلوم جنھین گھاتین چار

جیسے اک بار مری چشم سے برسے آنسو
ایسی ہون چار برس مین بھی نہ برساتین چار

چار یارون سے نبی کے ہے عداوت جسکو
سر پہ ہم مارتے ہین اوسکے ظفر لاتین چار

دیگر

میرا اون کا معاملہ ہے اور
اون سے ہر دم مجھے گلہ ہے اور

دیدہ و دل میں وہ رہے پھر ہے
کیا بناتا وہ منزلہ ہے اور

صفِ مژگان سے دل نہیں پھرتا
بلکہ کرتا مقابلہ ہے اور

کہدو واعظ سے نام عشق نے
حل نہو گا یہ مسئلہ ہے اور

کہاسے یہ داغ کبک انگارے
طائر دل کا حوصلہ ہے اور

دل گرفتار کیوں نہوں لاکھوں
زلف مشکین کا سلسلہ ہے اور

دور دل سے ہیں جو وہ سمجھے
اے ظفر یہ تو فاصلہ ہے اور

مجھے اوشا او نہیں گلہ ہے اور
سنتے ہو یہ معاملہ ہے اور

جو جو باطن میں ہیں بڑا کہتے
اونسے ظاہر مقابلہ ہے اور

فقر و شاہی بہم ہے دیکھو یہاں
یہ فقیرانہ چوچلہ ہے اور

گر بگڑنے پہ اونکے بگڑیں ہم
ابھی ہو جاتا فیصلہ ہے اور

بشریت سے کون ہے خالی
ظاہرا سب میں فاصلہ ہے اور

کفر و اسلام ایک ہیں کس طرح
دونوں فرقوں کا سلسلہ ہے اور

آمد و شد میں دم کے دیکھو مرے
نفس کا یہ مجادلہ ہے اور

یا الٰہی چلا کدھر کی طرف
کہ نفس کا تو قافلہ ہے اور

دل لگی کشور ہستی مین ہو کیا خاک اونکی	جنکو ہر لحظہ رہے فکر سفر پیش نظر
ہو نہ اک ہستی موہوم پہ نازان غافل	کہ گئے سیکڑون یان ایسے گذر پیش نظر
لب شیرین کا ترے بوسہ اگر ہو حاصل	دل کو ہی میری یہ از قند و شکر پیش نظر
کرے اوس رخ پہ جلا کیا مری بینائی کام	پڑتی جس جا کہ نظر پہ ہو نظر پیش نظر
رکھہ سدا زیر نظر آئینۂ دل کہ مدام	رکھتے آئینہ کو ہین آئینہ گر پیش نظر

شغل آئینہ سے اک دم نہین فرصت تجھے ہین
رہتا کون آئینہ رو ہے یہ ظفر پیش نظر

ردیف رای ہندی

غرور سے نہ تو موچھونکو اپنی جوان مروڑ	کہ دیگا پیر فلک دیکھہ تیری کان مروڑ
چمن سے توڑ کے پھولونکو پھیلا گلچین	کہو کہ چھین لے ہاتھہ اسکا باغبان مروڑ
گلوری ہنسے جو مانگی تو یہ ہوے وہ خفا	کہ پاندان سے دیے پھینک ساری پان مروڑ
قضا کے پنجے سے ہرگز چھوڑا اسکے نہ وہ ہاتھہ	اگرچہ شیر کا دے پنجہ پہلوان مروڑ
زبان دراز جو ہووے نہ شمع تو گلگیر	پکڑ کے چٹکی سے کیون اوسکی دی زبان مروڑ
تری بھوؤن سے ہو ہمسر اگر پھچھین نہ زور	تو پھینک دون ابھی ہاتھون سے کمان مروڑ

گمان نہوتا کچھہ اوسکو تو لیکے قاصد سے
ظفر نہ ڈالتا خط کو وہ بدگمان مروڑ

ردیف رای ہندی

دل اوسکی زلف سی جا جا کے کیون الجھتا ہے
کرے نہ اوس سے کہین گر اپنا ہی بنا بگاڑ

جو بن سنور کے عدو کی بغل مین بیٹھے ہین
تو دل کو دیتے ہین آیا یہ امری بغل مین بگاڑ

نشے مین دیکھ خط کہکشان ہمین سوجھی
کہ ہال آیا فلک کو پڑا کھرل مین بگاڑ

ذرا بھی سامنے میرے اگر عدو بگڑے
تو منہ کو دون ابھی اوسکی مین ایکپل مین بگاڑ

جو چاہتا ہے رہے آبرو بنی تیری
تو زینہار کسیکو نہ اس عمل مین بگاڑ

ہمارے دل سے جو بدلے ہین وہ دین تو
نہین ہے کوئی بھی ایسی دل بدل مین بگاڑ

بگاڑ دے نہ کہین نقد ہوش دختر رز
کہ اس چھنال کی رندو بڑا ہی چھل مین بگاڑ

بنائی حق نے ظفر وہ تری طبیعت ہے
کہ دخل کیا ہے ذرا ہو تری غزل مین بگاڑ

عسس جو دیوے صراحی شراب ناب کی توڑ
تو رکھ دین مست بھی گردن مین جناب کی توڑ

اوٹھین سے ابر جو ساقی نہین کیفیت
تو ڈر ہے دین کہین تو یہ خم شراب کی توڑ

سوال بوسہ پہ دیکر جواب توڑ کے تو
نکالے اے صنم اس خانمان خراب کی توڑ

چمن مین اوس تن نازک سی گر مقابل ہو
تو پتیان ابھی پھینکین گل گلاب کی توڑ

غمونکی اتنی گرانباریون سے ای گردون
کمر نہ میری دل گرم اضطراب کی توڑ

نہ ڈال سکے یہ مین دیکھ محتسب اندھیر
ذرا خدا سے تو ڈر خم نہ آفتاب کی توڑ

رکھے ہے فکر مری وہ بلند پروازی
کہ دے اک آن مین ہمت ظفر عقاب کی توڑ

جیسے جاتی ہے مری آہ دل کشان دور و دراز
ایسا پہونچے ہے کوئی تیر کہاں دور و دراز

دل سے ہیں پہر کے وہ نزدیک اگرچہ ہیں پر
ہیں مرے گہر سے بہت اونکے مکان دور و دراز

مانگ سے اوسکی نہ ہمسر ہو فلک پر خورشید
آپکو کھینچے خط کاہکشان دور و دراز

رکھہ نہ تو راہ محبت میں قدم ہے رستہ
دیکھہ ہو اے دل بیتاب و توان دور و دراز

جانتے لوگ ہیں جسکو فلک نیلی فام
وہ مری آہ کا پہونچا ہے دھوان دور و دراز

مجکو ڈر ہے کہ تری زلف او لجھکر دل سے
قصہ پہونچا ہو نہ اے آفت جان دور و دراز

کیونکہ مر مر کے نہ طے ہو سفر ملک فنا
اے ظفر ہے یہ رہ عمر روان دور و دراز

جان سے جانتا ہون تجکو مری جان عزیز
تجسے تو جان نہیں مجکو کسی عنوان عزیز

دیکھہ لے شکل اگر خواب میں تیری صورت
ہو زلیخا کو نہ اتنا مہ کنعان عزیز

مری تقصیر ہے کیا کوئی جنون سے پوچھے
مجھے کیون ہوتا ہے یہ دست و گریبان عزیز

جو ترے شیفتہ ہیں اے بت کافر اونکو
تجسے نے دین ہے عزیز اور نہ ایمان عزیز

دل سودا زدہ زلفون سے اولجھ کر تیری
رکھتا ساتھ اپنے مجھے بھی ہے پریشان عزیز

شکوہ غیرونکا کرون کیا کہ محبت میں تری
ہمنشین یار لگانے لگے بہتان عزیز

اے ظفر دے نہ دل اوس دلبر ہرجائی کو
ہو نہ رسوا سر جہان دیکھہ کہاں مان عزیز

کرینگے دیکھیے کس کس کو صید تیر نگاہ / چلے ہین آج نہایت ہی وہ شکار کو تیز
مقابلے مین اگر برق آگئی اسکے / تو پاؤ گے بہت اس آہ شعلہ بار کو تیز
غضب تو یہ ہے کہ ہوتا ہی تیز جتنا یہ / تو اپنے ساتھ وہ کرلے ہی اور چار کو تیز
پسند دل کو ہی یون اوس نگاہ کی تیزی / شراب جیسے خوش آئی شراب خوار کو تیز
ارادہ دیکھیے کیا ہے کہ آج دیکھتی ہین / وہ چشم قہر سے اس اپنے جان نثار کو تیز
اوٹھایا ہے تو ہاتھ اپنی جیب و دامن سے / جنون مین دیکھ کے ناخن کو تیز خار کو تیز
ظفر نہ پوچھ کہ کیا کیا ہوا سے کوچۂ یار / کرے ہے آتش دلہاے بیقرار کو تیز

ردیف سین مہملہ

سر رکھے تکیہ پہ اپنا کیا مری وہ سر کے پاس / جو کبھی بستر نکرنے دے مجھے بستر کے پاس

مطلع ثانی

گل کا جوہر نہین رخسار مہ پیکر کے پاس / جلوہ گر ہے اک ستارہ یہ مہ انور کے پاس
زلف مشکین کو سمجھکر ہمسر مار سیاہ / ہاتھ ہم پہونچا سکے اپنا نہ ماری ڈر کے پاس
داغ دل کے متصل اک آبلہ بھی چاہیے / خوشنما ہے ہووے یہ شیشہ گر اس ساغر کے پاس
اپنے برگشتہ اگر طالع نہوتے ہمنشین / آ کے پھر جاتا وہ مہوش کیون ہماری گھر کے پاس

خیال ابروی جانان قریب دل یون ہی
کہ جیسے تیغ ہو رکھے کوئی سپر کے پاس
لٹا رہا ہے جو در اشک عشق مین لاکھون
کہان سے اتنے گہر آئے چشم تر کے پاس
ہزار طرح کا باتون مین جسکے شر نکلے
بشر کو چاہیے پھٹکے نہ اوس بشر کے پاس

جب اونکو عیب ہی لگتا ہو یان کو آنی مین
پھر آسکے بیٹھین گی کاہیکو وہ ظفر کے پاس

ردیف شین معجمہ

جو ہجر کی تھی کثرت آفات مین تشویش
سب مٹ گئی وہ ایک ملاقات مین تشویش
تو بھاگ دلا دیکھ محبت سے کہ اسکی
ہر گام مین اندیشہ ہی ہر بات مین تشویش
گذرے ہے کوئی لحظہ جو بیفکر تو برسون
دیتا ہے فلک اوسکی مکافات مین تشویش
پاتے نہین ہمتو کبھی رندون کو مشوش
آتی ہی نہین بزم خرابات مین تشویش
جی کیون نہ ڈرے گریہ سے ہو دل جو شکستہ
ٹوٹے ہوئے گھر سے تو ہو برسات مین تشویش
دل نذر کرون اپنا کہ جان پیشکش اپنی
ہے مجکو ترے غم کی مدارات مین تشویش

عقبے کی ظفر چاہیے کچھ فکر بشر کو
بیہودہ ہے دنیا کی مہمات مین تشویش

ہے مہاسے کا کہان عارض جانان پہ نقش
یہ ستارے کا ہو قرص مہ تابان پہ نقش
ہم جو سبزہ خط کا ہے کسیکے سودا
لکھدو کوئی مجھے برگ گل ریحان پہ نقش

۱۲۵۰

پیدا ہوئی کیا کیا نہ دل اہل سخن مین
سن سنکے ظفر آپ کے اشعار کو تشویش

ردیف الصاد

جفا سے تو جفا کاری مین مخصوص
وفا سے ہم وفاداری مین مخصوص

تماشا ہے کہ گردون سر کشی سے
ہوا ہے اس نگونساری مین مخصوص

نگاہ مست ساقی سے عجب کیا
اگر صوفی ہوے خواری مین مخصوص

رگ ابر بہاری سے یہ مژگان
ہوئین کیا عین خونباری مین مخصوص

کوئی سمجھا تمہارا عاشق زار
نہو گا گریہ و زاری مین مخصوص

جو ہے آگاہ عیاری سے تیری
وہ تیرا یار ہے یاری مین مخصوص

زہے قسمت کہ خدمت سے تمہاری
ظفر ہو ناز برداری مین مخصوص

بتخانہ مین ہر کیا مری ہمراہ وہی شخص
کعبہ مین بھی دیکھا تو ہر واللہ وہی شخص

رکھتا جگر و دل مین ہے جو درد محبت
سمجھے ہے تو مری درد سے آگاہ وہی شخص

دل ڈوب گیا جسکا تری چاہ ذقن مین
رکھتا ہے بدل یار تری چاہ وہی شخص

چومے اوٹھے اور اوٹھے نہ جون نقش کف پا
اوس در پہ ہے یہ بندہ درگاہ وہی شخص

بہتر کا سے ہے جو شعلہ صفت تمکو زیادہ
ہے آپکے نزدیک ہوا خواہ وہی شخص

ردیف الضاد

زلف سے اولجھے یہ کیا اس مبتلا کو ہے غرض
سر پہ ہے ناحق بلا کس کی بلا کو ہے غرض

جو ہوا اے شوخ بیمار غم فرقت ترا
نے شفا سے اوسکو نے اوس سے شفا کو ہے غرض

دل مرا ہو رشک سے خون یہ فقط مقصود ہے
ورنہ اوسکے دست و پا سے کیا حنا کو ہے غرض

جان و دل ایمان و دین جو کچھ تھا لینا لے چکا
اب ہی کیا ہے اوس کافر ادا کو ہے غرض

اے ستمگر اے وفا دشمن تری بیداد سے
بیوفا کو کیا غرض ہے باوفا کو ہے غرض

امتحان پر بس تیغ نگہ منظور ہے
قتل سے میرے نہیں اُس پر جفا کو ہے غرض

آشنا سے بے غرض ہے کون دنیا میں ظفر
پڑتی سو بار آشنا سے آشنا کو ہے غرض

ردیف طای مہملہ

دل عاشق جمال ہے مفتون خال و خط
جان وحشی نگاہ ہے مجنون خال و خط

کیا خوب نقطہ رکھتا ہے کیا خوب دائرہ
صفحہ پہ روی یار کے یہ نون خال و خط

خورشید زیر ابر ہے رخسار تابناک
پوشیدہ زیر پوشش شبگون خال و خط

سنبل قرین سوسن و ریحان ہے باغ میں
گیسو نہ سمجھو یار کے مقرون خال و خط

زیبا ہے اوسکے کشور حسن و جمال میں
آئین ناز و غمزہ و قانون خال و خط

دکھلا دیا نوشتہ مرا ایک قلم سے تجھے
میں تیرہ بخت ہوں ترا ممنون خال و خط

[illegible]

شمع سے گلگیر کیا ہو تاج زر کی احتیاط
عشق میں جب ہو نہ اوس سر کی پہ سر کی احتیاط

نکلے جو آنسو تصور میں کسی مہ پارہ کر
چاہیے آنکھوں کو اوس روشن گہر کی احتیاط

خط بچایا آپ خط کی طرح سو ٹکڑے ہوا
الله الله ری ہماری نامہ بر کی احتیاط

سیکڑوں محتاط ہو کر دختر رز سے خراب
کھو گئے اس میکدہ میں عمر بھر کی احتیاط

ہم پھڑک کر دام کی صیاد میں ٹکڑے اوڑا
پر زور اپنا ہو کیا اپنے بال و پر کی احتیاط

مرگ عاشق کی خبر جب تک مگر سن پائے
وہ نہ آئے دیکھنا اوس بیخبر کی احتیاط

اے ظفر سینے میں کیا کیا اپنے شعلہ عشق کا
ہو چکی دل کی حفاظت اور جگر کی احتیاط

اگرچہ ہمنے لکھا اونکو انتظار میں خط
مگر خطر نہیں وہ بھیجتے ہزار میں خط

مری طرف سے ہے دل میں غبار جسکو اوسکو
لکھا ہے مجھکو جو اوسنے خط غبار میں خط

عجب بہار سے خط ونمیں نہ آتا ہے
برنگ سبزہ نو رستہ حسن کی بہار میں خط

بدل سکے لکھتے ہیں خط اپنا اسلیے ظالم
کہ پکڑا جائے کہیں یہ نہ کوی یار میں خط

لکھا نصیب کا یہ بھی کہ نامہ بر اپنا
گرائے بھول کے دشمن کی رہگذار میں خط

گئے کدھر نہیں معلوم رفتگان عدم
الٰہی لکھکر کدھر بھیجیں کس دیار میں خط

ہمارے قتل کو تیغ قضا کھلی گویا
کھنچا جو سرمہ کا اوس چشم پرخمار میں خط

گلہ کسی کا نہ شکوہ نہ کچھ فساد کی بات
فقط ہے خط ہی کا آنیکی انتظار میں خط

[illegible]

ردیف السین

کی تھی کیا مجھسے مرے یار شرط	کچھ بھی ہے یا دستمگار شرط
دین و ایمان و دل و جان لیکر	دینا بوسہ بھی ہے اک بار شرط
شمع کی طرح رہ الفت مین	سر کٹانا بھی ہے سو بار شرط
در پروا ھکے نہ فغان کر اتنی	ہے ادب بھی دل بیمار شرط
چپکا نہ رہ مرغ چمن دام مین	کچھ ہی نہ کچھ ہے تجھے گفتار شرط
راز نہان گریہ سے کھل جائیگا	ہوئیگا رسوا سر بازار شرط

جتنے ہین بے قول ظفر اب نہان
الٹے کرے اب تری بیزار شرط

ردیف الظاء

گلی مین یار کے ہینے رکھا قدم بلحاظ	گئے بھی باوب آئے بھی تو ہم بلحاظ
ہماری شکل نے سب حال کہدیا اوسکو	زبان سے گو نہ کہا اپنے دل کا غم بلحاظ
قلم وہ کرتے ہین اسپر بھی ہاتھ ای قاصد	اگرچہ کرتے ہین خط اونکو ہم رقم بلحاظ
جب اوس کے حسن مین یوسف نہو سکا	تو جا چھپا وہ پس پردۂ عدم بلحاظ
صیاد اچونک اوٹھے خواب ناز سے وہ گل	چمن مین جائیو اے باد صبحدم بلحاظ
ابھی تو ڈوبین رقیبون کو گھر کے گھر لیکن	ہم اونکی آگے نہین ہوتی چشم نم بلحاظ

مطلع ثانی

مطلع ثالث

دیکھوں کیا آنکھوں سے تجھکو کہ مری چادر اشک	ہے مری پیش نظر شیشے کی دیوار کی وضع
کیوں نہ ہر بات میں اک زخم لگے دل پہ مرے	کہ زبان رکھتی ہے تیزی میں وہ تلوار کی وضع

جو وضع داری کا بہت کرتے ہیں اپنے دعوی
ہے ظفر ہمکو پسند اونہیں ہے دو چار کی وضع

جو پیئیں گے شراب بے موقع	وہی ہونگے خراب بے موقع
ڈھہ دا اسے نہ بول اتنا جھوٹ	بیت خانہ خراب بے موقع
ہیں تو کہتے ہیں بات موقع کی	دیتے ہیں وہ جواب بے موقع
حضرت ناصح آپ کی باتیں	نہیں بھاتیں جناب بے موقع
ہستی یک نفس پہ کیوں یہ ہوا	باندھتا ہے حباب بے موقع
رخ روشن کے روبرو ہے ترے	تابش آفتاب بے موقع
آتش عشق سے ہو ا پشکر	دل بھی کیا ہی کباب بے موقع
ابر مژگان کے سامنے تیرے	ہے برستا سحاب سے بے موقع

دل ظفر دے کے شعلہ رویوں کو
لیا ہے عذاب بے موقع

ردیف غین معجمہ

مل گئے اون سے اپنے کیا مخبر — لکھتے ہین چٹھیان دروغ دروغ

نہ رہی راستی ظفر باتین
ہے پسند جہان دروغ دروغ

ردیف الفا

تجھ بن شراب عیش کے پینے پہ چار حرف — اور اس طرح کے بیمزہ جینے پہ چار حرف

لا ایک حرف شکوہ زبان پر نہ چرخ کا — بھیج اوس ستم شعار کمینے پہ چار حرف

جاے جواب نامہ قلم بھر کے خون سے تو — دے کھینچ اپنے کشتہ کے سینے پہ چار حرف

الفت کی شرح سے ہین بیاضین بہت سیاہ — پھیلے ہین یہ ہزار سفینے پہ چار حرف

جاتے تو ہو رقیب کے کوٹھے پہ تم مگر — سن جاؤ میری ٹھہر کے زینے پہ چار حرف

ناحق جو کینہ رکھتا ہے تو مجھسے ای حسود — تف تجھ پہ اور اس تری کینے پہ چار حرف

روز ازل سے نام محمد کے ای ظفر
کندہ ہین اپنے دل کے نگینے پہ چار حرف

ہوئی کس جرم سے ہمپر یہ عنایت موقوف — کیا خطا دیکھی جو کی خط و کتابت موقوف

ہم وہ عادی ہین غم عشق کے مرجائینگے — لیک ہونیکی نہین ہمسے یہ عادت موقوف

یا تو لیجائیے ای حضرت ناصح تشریف — اور یا کیجیے یہ پند و نصیحت موقوف

[illegible]

دیگر

[illegible]

جو نہ کہنا تھا کہا ناصح کو بیٹھے بار ہا	کر دیا پر اوسنے مجکو جان کر مجنون معاف

ساتھے اوسکی عنایت کے ہین کیا تیرے گناہ
اے ظفر کردیگا سب وہ قادر بیچون معاف

ہمیشہ کرتے ہو عاشق پہ تم تبرا صاف	کیا ہے آپ نے کیا خوب روز مرا صاف
نہین ستارہ کسی دل جلے اگر دون پر	تفنگ آہ مین مارا ہے بھر کے چھرا صاف
ترے فراق مین اے مہروش دل اپنا ہم	غبار غم سے نہین پاتے ایک ذرا صاف
جو خوشنما تری ہینی ہے جون گل زنبق	تو برگ گل ہے نزاکت مین اوسکا پرا صاف
کئے ہے جسکو ہنتو تیز بادہ فروش	جو پیکے گھونٹ کوئی دیکھے ہے وہ ٹھرا صاف
جسے پہ حضرت دل خوش مزاج سمجھے تھے	پڑا معاملہ تو پایا اسکو ٹرا صاف
جو تیرے قد سے ہو ہمسر تو سرو کے سر پر	چمن مین شہپر قمری ہو شکل ارا صاف
مجال کیا کہ ترے رخ سے شعلہ ہو ہمتاب	کہ اوسکو دیکھکے جاتی ہو برق ٹھرا صاف

جو فخر کرتے ہین اپنے لباس ظاہر پر
ظفر وہ کسوت دانش سے ہین مبرا صاف

وہ کھینچے تیغ نہین ہمکو امتحان کا خوف	کہ کرتے عاشق جانباز کب ہین جانکا خوف
ہوئی ہے ایکی برس گریہ سے مری برسات	کہ ہے ہر ایک کو سیلاب سے مکان کا خوف
مرا جو دشمن جان ہو گیا وہ جان جہان	تو اوسکا خوف ہے گویا مجھے جہان کا خوف

ظفر مطلع دیوان چہارم

[illegible]

دیگر

[illegible]

قطعہ

نظر مین جسکے سما یاہے پرتو رخسار
الٰہی خیر ہو قاتل کے اور ہین تیور
مری طرف سی یہان تک پھرا ہی رخ اونکا
جو اس چارہ گرو نکے بھی اوڑ گئے یکسر

وہ دیکھتا بھی نہین جلوہ قمر کی طرف
بری نگاہ سے تکتا ہے میری سری طرف
کہ سوتے منھ بھی نہین کرکے میری گھر کی طرف
جو کی نظر مرے زخم دل و جگر کی طرف

فدا ہین جسپہ دل و جان سے کیا تماشا ہی
وہ التفات بھی کرتا نہین ظفر کی طرف

مطلع

بے روے یار کرنہ نظر دوسری طرف
اپنا خدنگ آہ عجب کیا جو توڑ کر
سیدھا ہی اوس گلی مین پہونچتا ہی روز دل
چھوڑے جو یک طرف سر عارض وہ ماہ زلف
دل پھر گیا جو اوس صف مژگان کی سامنے
کیا اس سے فائدہ جو کوئی اک طرف مرے

ہٹجاے دل نہ دیکھ ظفر دوسری طرف
جائے نکل فلک کی سپر دوسری طرف
جاتا نہین ادھر نہ اودھر دوسری طرف
یکسو عیان ہو شام و سحر دوسری طرف
پھیرا نہ منھ کو بل بے جگر دوسری طرف
جب تک نہو کسیکو اثر دوسری طرف

دل بھی ہوا نہ اپنا طرفدار ہے غضب
اک آن مین ہوا یہ ظفر دوسری طرف

چھٹ چھٹ آپسمین نہ کیون ہو نامہ بر دونون طرف
یکقلم ایسے خطون مین ہوگئے باہم جواب

لوگ کچھ کچھ ہین لگاتے آنکر دونون طرف
منھ نہین پڑتا کسیکا صلح پر دونون طرف

ردیف القاف

سو وے نہ میری پاس وہ لیتے ہی آنکھو
جب تک کہ درمیان نہو بالشت بھر کا فرق

کوچے میں اونکے مجھکو مکان بھی ملا تو کیا
میرے اور اونکے گھر میں ہے دس بیس گھر کا فرق

جاتا گذر ہے دونوں سے اوسکی نگہ کا تیر
مطلق نہیں سمجھتا وہ دل اور جگر کا فرق

بلبل ہزار میری طرح سے ہو نالہ کش
میرے اور اوسکی نالہ میں ہوگا اثر کا فرق

آئے بھی میری پاس تو بیٹھے وہ فرق سے
آیا ہے اونکے دل میں کچھ اب اسقدر کا فرق

مدت سے مجھ میں اور مری دل میں اے ظفر
ڈالا ہوا ہے اوس نگہ فتنہ گر کا فرق

خدنگ یار نہیں کچھ دل و جگر میں فرق
تو ایک گھر سے مجھے دوسری نہ گھر میں فرق

وہ صاف آئینہ دل میں ہے نظر آتا
نہ آئے جسکو نظر اوسکی ہو نظر میں فرق

یہ جوش گریہ سے عالم ہے اشکباری کا
نہیں ہے ابر میں اور میری چشم تر میں فرق

نگاہ مردمک چشم یار میں یک جا
کہ خوشنما نہیں ہو تیغ اور سپر میں فرق

نہ دل میں فرق پڑے گر فراق ہو برسوں
یہ ہو تمھیں کہ جو آ جائے لحظہ بھر میں فرق

ہوئے ہیں چہرہ کی زردی کو دیکھو اشک بھی زرد
رکھا نہ عشق نے کچھ رنگ سیم و زر میں فرق

ظفر کھلا یہ حلاوت سے ہمکو بوسہ کے
نہیں ہے اوس لب شیریں میں اور شکر میں فرق

ردیف کاف تازی

دیگر

انسان کی زندگی ہی تو اک دو نفس تلک
سامان کر رہے ہیں جینے کا لاکھون برس تلک

دامن چھوڑانا اپنا ہو دشوار برق کو
گر آئے آشیان کے سر خار و خس تلک

دل دین ہم اوسکو اپنا جو بوسہ کو دیتے ہین
دو چار سے نہ موڑے وہ منھ آٹھ دس تلک

ساقی نگاہ مست سے تیرے عجب نہین
مدہوش محتسب ہو اگر ہو عسس تلک

دعویٰ کرے نہ عشق کا بوسیچے اگر خبر
اس عاشق ستم زدہ کی بلہوس تلک

احسان کرے اسیر قفس پر نسیم صبح
اک برگ گل جو لائے چمن سے قفس تلک

سن سنکے میرا نالۂ و فریاد ای ظفر
خاموش ہین زمانہ مین نے سے جرس تلک

دل مین میرے وہ چبھی چشم پریزاد کی نوک
اس طرح چبھتی ہے جون سوزن فولاد کی نوک

تا سر چرخ ہے ین عشق مین پہونچی آخر
اس مرے نیزۂ آہ دل ناشاد کی نوک

دل مین عاشق کے کھٹکتی ہی رہتی ہر دم
ہاے دنبالۂ چشم ستم ایجاد کی نوک

وصف ہے عالم تصویر ترے نقشہ کا
رکھتی ہے نوک زبان خامۂ بہزاد کی نوک

دل مین لگتی ہے نکلتی ہے جگر مین جا کر
اے ستمگار تری ناوک بیداد کی نوک

اضطراب رگ مجنون سے پڑے ہے دم فصد
ٹوٹ جائے نہ کہین نشتر فصاد کی نوک

کس طرح سے نہ چبھی اہل سخن کے دل مین
نکلے ہے طرز سخن مین ظفر اوستاد کی نوک

دیگر

جو خط ہے رنگ کا زلف سیاہ فام میں ایک
سفید بال ہے بیٹھا ہے راہ شام میں ایک
کہ تم اب ہو مستوں نے خم کا خم خالی
فقط نہ دو ہمیں چھوٹی سبو و جام میں ایک

سوای کنج قناعت جہاں میں ہر وان تک
فراخ دستی ساقی کا دیکھنا عالم
مہر شکستہ خون دو آنکھوں نے گلفشانی کی
نفیر نالہ ہو کس سے نشان وہی دل کی
رہی جہاں میں نہیں نیک بد کی کچھ بھی تمیز

جہان میں ہے تو یہی گوشۂ فراغ ہے ایک
کہ دے ہے سو جو کوئی مانگتا ایاغ ہے ایک
کہ لیکے جیب سے تا دامن اپنے باغ ہے ایک
بتاتا یہ دل گم گشتہ کا سراغ ہے ایک
نظر میں اہل جہان کے ہماغ زاغ ہے ایک

ظفر ہزاروں ہیں عالی دماغ و روشندل
ترا سا پر نہیں رکھتا دل و دماغ ہے ایک

اوس چشم فتنہ زا سے ہی لینا سبق فلک
ہونگے نثار کیسی خورشید رو پہ کیا
اہل زمین کا ہے تری گردون یہ خون یہ
لایا ہے گردشوں سے مرا ناک میں یہ دم
اوس ماہ وش کو ہے یہ کر اب مہربان تو
کیا جانے ہے خوشی یہ خوشی کیا جیا نہیں

کرتا او لٹ پلٹ ہے یہ ساتون ورق فلک
رکھتا ہے جو یہ راز دہر جسم طبق فلک
ہر شام پھولتی ہے جو تجھ پیر شفق فلک
کھو کر رہیگا کچھ جو ز دستِ رمق فلک
پھر کیا کیا جو ہم ہی ہوے جان بحق فلک
یان ہلکو دے رہا ہے قلق پر قلق فلک

جسکو سمجھ رہے ہیں ظفر لوگ کہکشان
نالون سے ہو رہا ہے مرے سینہ شق فلک

کیا تجھسے حسن میں ہے کوئی ای صنم شریک
پیدا ہوا نہ تیرا خدا کی قسم شریک

دیگر

مطلع ثانی

برنگ نامہ پیچ و تاب غم ہین یان ہی کیا کیا
ہوئی جو دیر تجھکو نامہ بر دو دن کی دو دن تک

جو آیا وہ گھڑی بھر کو تو پھر دو دن نہین آیا
دلاتا یاد ہی وہ فتنہ گر دو دن کی دو دن تک

ہمارے حشر تک چرچے ہین بلبل باغ عالم مین
تری شہرت سے ہوا شور یہ سر دو دن کی ہو دو دن

ہوے یان راہ تکتے تکتے اوسکی چار دن ہمکو
نہ لایا کچھ خبر پیغامبر دو دن کی دو دن تک

بھروسا کیا اونہین تمسے جو ہی کچھ آجکل الفت
کہا ہے یہ تو محبت اے ظفر دو دن کی دو دن تک

ردیف کاف فارسی

رکھنی مشکل نہین کچھ صاحب تدبیر سے لاگ
سخت دشوار ہے پر گردش تقدیر سے لاگ

توڑتا اب ہے جو تو ناحق لگا کر پیٹھ سے
سخت جانونکو نہین کچھ تری شمشیر سے لاگ

خوب کسطرح ہدف پر نہ لگے تیر قضا
اے کماندار وہ سینہ کو ہی ترے تیر سے لاگ

شانہ کیونکر نہ جگر چاک پھرے سرگردان
کہ وہ رکھتا ہے تری زلف گرہگیر سے لاگ

دشنہ آیا ہے ترا تیز جو ہو کر اتنا
اے ستمگار اسے ہے ترے نخچیر سے لاگ

گھر سے دین مجکو نکال اور مرقع سے اوسے
کہ اونہین مجھسے ہے ضد اور مری تقدیر سے لاگ

لاگ دل کی کوئی چھپتی ہے کہ پا جاتے ہین
ایک ہی بات مین وہ تو مری تقریر سے لاگ

وہ مسلمان ہین ظفر صاحب یہان جنکو ہے
نہ صحابہ سے ہو بغض اور نہ شبیر سے لاگ

ردیف اللام

مطلع ثانی

یون ہین جہان سی مرد جو گوشہ نشین الگ تھلگ
جیسے صدف مین سب سی ہیں دُر ثمین الگ تھلگ

ڈر ہی اسے ندی کر اصدمہ ہماری آہ کا
یہ جو زمین ہی کھڑا چرخ بریں الگ تھلگ

جاتے ہو آج تم جہان لیچلو ساتھ ہمکو ان
بیٹھے رہینگے مہربان ہم بھی کہین الگ تھلگ

پاس نزاکت اسقدر ہے کہ ہمیشہ اپنا
رکھتا ہی تیر کر یار تو نیمچہ تیر خزین الگ تھلگ

کر دو بدن کو سر جدا لیتا ہی کیون اوٹھا اوٹھا
رکھیگا کیا تو مری خنجر کین الگ تھلگ

کون ہی جس سی خلطہ وہ رکھتے نہین ہین کیکن
رہتے ہین اونکی پاس تو ایک ہین الگ تھلگ

جوش جنون زمین پہ کر ہر زرہ دری اسقدر
رکھے ہی شاخ گاو بیر دیکھیہ نہین الگ تھلگ

دل کو ند ظفر اوسی جو وہ اچھا لتا پہنے
شیشہ ہی نازک اسکو تم رکھو کہین الگ تھلگ

جو کہ مست مے الست ہین لوگ
ہوش مین ہین نہین جو مست ہین لوگ

صورت اوس بت کی دیکھکر بخدا
ہو گئے لاکھون بت پرست ہین لوگ

تخت جم پر وہ بیٹھین کیا جم کر
کرتے اوس در پہ جو نشست ہین لوگ

دور مین چشم مست ساقی کے
خم بدوش و قدح بدست ہین لوگ

اوسکے کوچے مین میرے جانے سے
پہلے ہی کرتے بند و بست ہین لوگ

جو وہ کہتے ہین سب ہین کہتے بجا
کچھ نہین کہتے نیست ہست ہین لوگ

[illegible]

دیگر

[illegible]

رخ پر نور پر اوسکے یہ نہیں خال سیاہ زلف رخسار پہ اور زلف میں تاب خمدار	محترق تابش خورشید سے گویا ہے زحل دن تو ہے رات کی اور رات ہے دن کی اوجل

رکھہ قدم عشق کے کوچے میں جاکر اپنا
اے ظفر ایسا نہو پانوں کہیں جاے پھسل

ہے مرے حق میں ابروے پرخم کیا صفہانی تیغ کی شکل
بلکہ ہے ہر یک چین جبین ای دشمن جانی تیغ کی شکل

مطلع ثانی

وہ جو طبیعت تیز و روان تھی وقت جوانی تیغ کی شکل
پیری میں ہے زنگ آلودہ کند پرانی تیغ کی شکل
جلد پھر دے ساغر مے کی دیکھہ کلیجا کانپے ہے
چمکی ساقی ابر میں بجلی تھر ڈرانی تیغ کی شکل
یاد نگاہ و ابرو میں جو شعر پڑھوں ہوں میرے لیے
مصرع اول تیر کی صورت مصرع ثانی تیغ کی شکل
ابرو کی شمشیر تری کب بھولتی ہے اس زخمی کو
ہے لب زخم دل سے رکھتا پاس نشانی تیغ کی شکل
حضرت عجب کیا گرچہ اثر سے میرے شوق شہادت کے

[illegible]

دیگر

کب دوست ناداں کی ہوں تدبیر کے قائل
ہو دشمن دانا کی ہوں تقریر کے قائل

مطلع ثانی

وہ لوگ ہیں نادان جو ہیں تدبیر کے قائل
ہیں ہم تو فقط اپنی ہی تقدیر کے قائل

[illegible]

آگئے دل پہ داغ کر او روحشت جنون کے
لکھتا ہر کچھ ایسا کہ سمجھ مین نہین آتا

نے ہم ہین خزانے کے نہ جاگیر کے قائل
ہون کیا بہت تو خط تری تحریر کے قائل

پہونچے نہ ظفر دل پہ جو اوٹھے کوئی صدمہ
جب ہونگے مرے ناز شکیب کے قائل

عشق کرنا تو کچھ نہین مشکل
ہے نباہ اسکا ہمنشین مشکل

گرملادون زمین سے چرخ کو مین
تیرا ملنا ہے مہ جبین مشکل

روز فرقت مین ہم سمجھتے ہین
جینا مرنے سے بھی نہین مشکل

تیرے دانتون کے روبرو آنا
جانتا ہے دُر ثمین مشکل

بہتر اس اپنے دل کے آئینہ سے
ہاتھ آئی ہے دور بین مشکل

تیرے بیمار کو بستر
لینی کروٹ ہے مہ جبین مشکل

تیرے کوچے سے مثل نقش قدم
اپنا اوٹھنا ہے نازنین مشکل

نفس شیطان جب اسمین ہو نہ تیز
کیونکہ پھر ہو نہ راہ دین مشکل

لکھے جھٹ پٹ جو اے ظفر سینے
اس غزل کی نتھی زمین مشکل

ردیف المیم

دیتا ہوں اجرت میں دل انعام میں جان اپنا
دیکھتی ہے تمکو مے نوشی کی کیفیت اگر
قائل اس پاس محبت کا ہوں کیا اے مہربان
آکے بیٹھے بھی تو کیا بیٹھے لگا ئی ہی ہے پر

لائے ہو خط اوسکا کیا خیرات میرے پاس تم
تو گذارو اک برس سات میرے پاس تم
دنکو پاس اوروں کے ہو اور رات میرے پاس تم
ہر گھڑی اوٹھ بھاگنے کی گھات میرے پاس تم

کہدو ناصح سے ظفر حضرت سدھارو اپنے گھر
کر چکے ضائع بہت اوقات میرے پاس تم

پیار سے ہم کہتے ہیں تمسے ایک بوسہ دید و دیکھو تم
ورنہ ابھی رک جاؤ گے اخلاص میں دیکھو دیکھو تم
پوچھتے ہو کیا حال میرا جو کچھ ہے سو وہ سامنے ہے
بالین پر اک لحظہ میرے آؤ بیٹھو دیکھو تم
ہاتھ ہمارے کرتے قلم ہیجرم و خطا کس واسطے ہو
لکھا ہے کیا ہمنے تمکو کسو تو خط کو دیکھو تم
سینہ میں میرے دیکھتے ہو گر پیکان اپنے تیروں کے
کرتا ہوں سینہ چاک میں اپنا تو آکے ذرا تو دیکھو تم
حضرت دل کیسا کرتے ہو شکوہ اونکے انکھیں کھانے کا
کچھ نہ کہو تقدیر میں جو کچھ دیکھنا ہے سو دیکھو تم

[illegible]

دیگر

دوستی کو بندگی اور اونکی الفت کو سلام
عشق کو آداب میرا اور محبت کو سلام

مطلع ثانی

سفر میرا اوڑ گیا ناصح نصیحت کو سلام
بوسہ ہارو تم تو میں کرتا ہوں حضرت کو سلام

آپ تو لکھتے نہیں خط پر کسی کے خط میں ہم
ہاں کبھی لکھدیتے ہیں اوس بے مروت کو سلام

سجدہ ہم کرتے ہیں اوسکی ابروئے خمدار میں
زاہد اپنا ہے محراب عبادت کو سلام

طالب دولت سلامی کب ہیں دو لتمند کے
کرتے ہیں پردہ میں اوسکی اوسکی دولت کو سلام

شاخ گل بیٹھے نہیں جھوکے باد صبح کے
کرتی ہے جھک جھک کے یہ اوس سرو قامت کو سلام

گر کبھی زار و مجنون آتے میرے ڈھیر پر
کہکے یا دوستا کرتو میری تربت کو سلام

داغ سوزان سے ہوئی جس ان جانی کسر کی
ہم کہیں یا اوس وہ خورشید قیامت کو سلام

اسے ظفر کہتے ہیں سلامی حضرت شبیر کے
دو جہان میں ہم کہتا اونکی عزت کو سلام

دل مرا ہوتا ہے جدائی کی در باتو سرد و گرم
چلے سی اور ہی ہوا کی اب ہوئی سرد و گرم

مطلع ثانی

صحبت گل ایک بلبل ہی کو کیا ہے سرد و گرم
آج کل سارے چمن کی کچھ ہوا ہے سرد و گرم

سہہ زمانے میں کبھی سردی کبھی گرمی دلا
دیکھتا کر کیا فلک کھلا رہا ہے سرد و گرم

دیگر

[illegible]

ردیف النون

پہ نہیں سرخی رنگ حنا اے حور شمائل چٹکی مین
ہے کسی مجھسے خون شدہ کا دل تونے ملا دل چٹکی مین

دیکھتے اوٹھا کر آنکھونمین اپنے جانتے اوسکو آنکھ کا تل
اوٹھ سکتا گر ہے تمھارے عارض کا تل چٹکی مین

خوب نہین ہے چرب زبانی دیکھا یہ گلگیر نے رات
کاٹی زبان شمع پکڑ کر بیا سر محفل چٹکی مین

قصد کرے وہ یہ کہ اوڑون اور اوڑ کر اوسکا نشانہ ہوئے
دیکھیے جو تیر اوس صید فگن کو طائر بسمل چٹکی مین

زخم نہین منظور ہمین سلوانے دل کے چاک کرو
بیٹھے سوئی کو لیکر تم ہو کیون بیحاصل چٹکی مین

وہ بھی گل ہین پیا جنکو اپنے ٹوٹنے کی ہے اتنی خوشی
چٹنے ہین جتنے گلچین کے سب جاتے ہین کھل چٹکی مین

لا کھہ زر قلب ایک نفس مین اوس سے ظفر اکسیر
رکھتی اثر ہین خاک کی بھی یہ مرد کامل چٹکی مین

واقعی بات کی مشکل ہے سمائی دل مین | لب پہ آئی وہین جسوقت کہ آئی دل مین

نکالا ہے مرا دل مجھ سے ستمگار ابت
یہ نالہ ہائے آہ و فغان سے پردے سے ہین
ظہور پردہ ظلمات مین ہے آب حیات
نہان ہے سینہ مین سوز غم فغان پردے سے ہین
[illegible]
جنون کی پردہ دری سے زلیخا [illegible]
مری قبا سے تن ناتوان پردے سے ہین
ظفر زمانے کی نیرنگیون سے کیا [illegible]
دکھا سکے ہیں [illegible] پردے سے ہین

ردیف

کسی کا [illegible] جب نام لیتا ہون
[illegible] کا نام لیتا ہون
[illegible] دل کو وہ [illegible]
[illegible] الزام لیتا ہون
[illegible] ہاتھ مین اپنے
کوئی گلی جو دیتا ہون گل بادام لیتا ہون

نہ کیونکر زلف آئے زمین کیونکہ بلاے	کہ رستے [illegible] دل سے [illegible]
پھرے ایسے لگا کر ہاتھ تیری زلف کو کافر	سمجھتے آستین سے کے تار تار آستین ہم ہین

پرستش ان بتون کی ترک ہو تجسے یہ کیا ممکن
ظفر سمجھے ہوے اپنا اسے ایمان و دین ہم ہین

تیغ ابرو سے نہو کیون صفہان قبضے مین	جب کرے نیم نگہ سارا جہان قبضے مین
گھر خدا کا ہے یہ دل کون ہوا سپر قابض	کیونکہ کرتے ہین خدا جانے بتان قبضے مین
کام کیا قابض ارواح کا یان پہلے ہی	غمزۂ یار نے کر لی مری جان قبضے مین
غم دلدار کو کس طرح نکالون دل سے	آگیا اب تو ہے اسکے یہ مکان قبضے مین
ابروے یار پہ ہرگز مرا قابو نہ چلے	گرچہ آجاے فلک کی بھی کمان قبضے مین
جبکہ شرح غم دل اپنی بیان کرتا ہون	نہین رہتی مری اوس وقت زبان قبضے مین

پھر کسی طرح ظفر اوٹھ نہین سکتا قبضہ
آگیا خانۂ دل اوسکے جہان قبضے مین

وہی ہے جان جہان اس جہان کے پردے مین	کہ کر رہا ہے ستم آسمان کے پردے مین
تری ہے دل کے سراپردہ مین وہ پردہ نشین	جو دیکھتا ہے تو دیکھے اس مکان کے پردے مین
کیونکہ ہو دل عاشق مین یار جلوہ فروز	چھپے ہے ماہ بھلا کب کتان کے پردے مین
جگر کے چاک سے تاکین ہم اوسکو در پردہ	نہ نکلے پردہ سے پردہ بجھا لگی پردے مین

[illegible]

جلد چہارم دیوان ظفر

[illegible]

ترے ہاتھ سے وحشت کی میں	نہوں کب تلک خاک چھانا کروں
کریں بلبلیں نغمہ سنجی ہزار	نہ موقوف میں بلبلانا کروں
قناعت کروں قطرۂ اشک پر	یہی اپنا میں آب و دانا کروں
خرد کچھ کہے ہے جنوں کچھ کہے	کہو میں کہا کسکا مانا کروں

یہ دنیا ہے ماتم سرا کیا اسے
تصور ظفر عیش جانا کروں

سوزش غم سے جب مرے سینے کے گل چراغ ہوں
چارہ گروں کے عقل کے کیونکہ نہ گل چراغ ہوں
بادہ کشوں کی بزم کو جب ہو فروغ ساقیا
گردن شیشہ شمع ہو ساغر مل چراغ ہوں
گور شہید گلرخاں باغ جہاں میں ہو جہاں
جلتے کبھی وہاں نہ بے روغن گل چراغ ہوں
سیل سرشک پر مژہ پل سر بحر سو جزن
پارۂ دل مژہ پہ یوں جوں سر پل چراغ ہوں
پرتو نور حسن سے تیرے چمن میں کیا عجب
گو ہر شب چراغ ہو شبنم و گل چراغ ہوں

[illegible]

صدف مین ہین گہر سرنگ سرجان عشق کی رو	تری عہد یدکے بوندین نہین ہو ہونگی آنکہونمین

ظفر اوس دلبر پردہ نشین کو مین کہان رکھون
نہ دل مین ہے نہ ہے کوئی جگہ قابو کی آنکھونمین

کہتے وہ ہین قتل اونھین جو اونسے محبت رکھتے ہین
ہم بھی اونکے محبون مین امید شہادت رکھتے ہین

کرتے رہین گر آہ و فغان ہم کچھہ تو ہو تاثیر اونھین
لیکن آہ و فغان کی کب ہم تاب و طاقت رکھتے ہین

حسن ملیح یار کے آگے ہو جاتے ہین پھیکے سے
گرچہ بظاہر حضرت یوسف خوب صباحت رکھتے ہین

شور جنون سے اپنے صحرا کیونکہ عرصہ محشر ہو
تیری یاد قامت مین ہم روز قیامت رکھتے ہین

داغ درم ہین اشک ہین گوہر لعل ہین اپنے پارۂ دل
ہم بھی بدولت عشق کے تیرے دیکھہ یہ دولت رکھتے ہین

کچھہ نہ غبار خاطر اونکا دھو یا میرے گریہ نے
اب بھی میرے جانب سے وہ دل مین کدورت رکھتے ہین

دین وایمان جان و دل جو تو نے مانگا نذر کیا	تیرے ظفر کیا چاہنے والے عالی ہمت رکھتے ہین

ہاتھہ پڑا جب سنگدلون کے کاہیکو یون رکھین گے
جیسے اپنے شیشۂ دل کو ہم بحفاظت رکھتے ہین

شمع و گل کی حاجت کیا ہے گور پہ اپنی اونکو ظفر
دل مین اپنے سوختہ جان جو داغ حسرت رکھتے ہین

یہ نہین مہندی لگائی تو نے پھر کر پانون مین
پھرتے ہین دیوانے تیری یا برہنہ دشت مین

جانے کیا وہ عشق کی منزل کہ یہ کیسی ہے سخت
کیون نہ لاکھون ٹھوکرین ہون اور نہ ہون بالا نشین

مارتا لاتین ہے کس کس ناز سے وہ نازنین
کوئی الفت سے نکالین پانون باہر کس طرح

آگئی مژگان پہ جای اشک اک لوہو کی بوند
خواب مین بھی شب کو میرے پاس تو آتا نہین

خون ملا کشتہ کا اپنے اے ستمگر پانون مین
لاکھ چبھتے خار ہین مانند نشتر پانون مین

جسنے اس رستے پہ کھائی ہو نہ ٹھوکر پانون مین
ہے یہ دم اوسکے چمکتا مثل اختر پانون مین

چاہتا ہے جی پھر اوسکی گدگدی کر پانون مین
پڑ گیا اسکو تو کانٹا اپنے لشکر پانون مین

دیکھکر قدرت تری ظلمون کا اسا ہے پانون مین
ایسی کیا مہندی لگی ای یار پیکر پانون مین

دل ظفر کا پائبند محبت ہو گیا
پہنی جو مستی کی بیڑی تو نے دلبر پانون مین

وہ اس روش سے گلستان مین جاکی سنتے ہین
صبا زکان مین کہا جانے کیا کہا اونکے

کہ غنچے شرم سے منہ کو چھپا کی ہنستے ہین
چمن مین اسلئے جو گل کھلکھلا کر ہنستے ہین

سر ذرہ ... وقوم جہان مین
پلک دیدہ ... سا ہوسے انسان مین

مطلع ثانی

[illegible]

مطلع ثانی

دم جو ہر ایک پھونک سا انسان مین	پھونک دی تو نے کچھہ بیدل کے کان مین
خط سے اوس رخ پر ہے اک تازہ بہار	لکھا ہے قرآن خط ریحان مین
منہ مین ہے افعی کے چھالا زہر کا	اوسکے زہر زلف سبزہ کان مین
بید مجنون کے سوا سایہ نہین	تیرے دیوانون کی گورستان مین
دیکھکر دانتون کو تیرے منفعل	بحر مین موتی ہے ہیرا کان مین
دیکھکر خضر اوسکے لب پر خط سبز	ڈوب مرتا چشمۂ حیوان مین
جان قائم ہے عصا سے آہ سے	آہ کیا گویا الف ہے جان مین
موت کا گر ہوتا حکمت سے علاج	کاہے کو مرتا کوئی یونان مین
دیکھہ تو خال اون بھوؤن کے درمیان	گر زحل دیکھا نہو میزان مین
زہر ہے تجھہ بن مجھے برگ نشاط	نیشتر کا ہے بال ہر رگ پان مین

زلف اوس روے کتابی پر ظفر
سورۂ واللیل ہے قرآن مین

اگرچہ عشق مین رنج و محن بہت سے ہین	پر اسمین لطف بھی ای جان من بہت سے ہین
نجانا با تو نہ اوس شوخ پر فریب کے تو	کہ اوسکو یاد دلا مکر و فن بہت سے ہین
لگے ہے کون مقابل مین دل کے داغون کے	اگرچہ انجم چرخ کہن بہت سے ہین

[illegible]

قطعہ بر دیوان ظفر

[illegible]

مطلع ثالث

[illegible]

اپنے تو پاسے نگار ہین پا بہال ناز سے	کیون چھپاتا ہی یہ اوسکے دیکھو بھالا پانوٴن
جب کبھی زانو ہین اوسکے مینٹی کی ہی گد گدی	کیا کہون کس ناز سے اوسنے اچھالا پانوٴن
پاے نازک اور بھی رکھتے ہین خوبان جہان	پر ترے اے نازنین سب سی نرالا پانوٴن
اے جنون ہاتھون سی تیری ہم کہان جائین نکل	تونے تو ظالم پکڑ کر توڑ ڈالا پانوٴن

اوس گلی مین جم گئے جب اے ظفر جون نقش پا
پھر ہمارے وان سے کوئی اوٹھنے والا پانوٴن ہین

بل بے تیری گرمی تاب عذار آتشین	یون بدن پر ہے پسینے کی شرار آتشین
دل جلونکی چشم پر مژگان خون آلود ہین	دشت غم مین ہو عجب کیا شعلہ زار آتشین
ہین نرالے ڈھنگ جرم عشق کی تعزیر کے	واسطے پروانہ کے ہی شمع دار آتشین
کیا عجب گر تابش رخ سی تیری زلفون کی تار	ہون خطوط مہر کے مانند تار آتشین
دشت مین جا سے جو یہ دیوانہ آتش قدم	کیا عجب ہر قدم پیدا ہون خار آتشین
شعبدہ بازی سر سوز عشق کی کر کیا عجب	میری آہ آتشین بنجاے نار آتشین

آہ آتشبار میری بھی تماشا ہے ظفر
پھلجھڑی اسکو کہون مین یا انار آتشین

قاصدا خوف ہے یہ کیون کہ خط اپنا لکھون	ہون ز خود رفتہ خدا جانے کہ مین کیا لکھون
آگ کاغذ کو لگے بلکہ کبوتر ہو کباب	خط مین مضمون جو کوئی سوزش دل کا لکھون

دلربائی مین ہے یکتا وہ بت غارتگر
رہزنی بیجا تو ہی دل چھین چھپٹ کر لاکھون

جبکہ سلجھائی ہے شانہ سے وہ زلفین اپنی
دل پہ پڑتے ہین مرے جھٹکے پہ جھٹکے لاکھون

ساحری سیکھے بہت وہ فسونساز نگہ
چٹکلے سیکڑون یاد اوسکو ہین لٹکے لاکھون

نہین معلوم کہ گرداب مین چشم تر کے
کس طرح آگئے دریا مین بھٹک کے لاکھون

اے جنون وادی پرخار مین ہاتھون سے ترے
مرگئے بس چہ پاؤن مین کھٹک کے لاکھون

آج اوس مست سے نازنے بدمستی مین
سنگ پر شیشۂ دل ہاتھ سے ٹپکے لاکھون

شکلے مین اگر آجائے ذرا وہ قاتل
ڈھیر ہون محضر خونین ابھی بھٹ کے لاکھون

پاس گل کے چمن دہر مین جب یکجا خار
تیشے یا نالہ مین اس باغ مین کھٹکے لاکھون

نالہ میرا وہ قیامت ہو کہ اوٹھ بیٹھین سے
خفتۂ کنج عدم نیند اوچٹ جانے سے لاکھون

تیرے میکش نہون سیراب اگرچہ ساقی
مے کی شدیا بان پہ گرورون بہین مٹکے لاکھون

خاکدان ہے یہ سرایان سے مسافر کوئی
نکل گیا صاحب کے گرد مین اٹکے لاکھون

گرد چاہ ذقن یار ہے کان خط سبز
گر پڑین ہو تکہ نہ دل پانون پھٹ کر لاکھون

دل رنجور کو میرے غم الفت نے ظفر
صدمہ پر صدمے دئے جھٹکے پہ جھٹکا لاکھون

دیکھ سکے صورت ظاہر کی پہچاننے والے اور ہی ہین
ہے جو حقیقت باطن کی وہ جاننے والے اور ہی ہین

[illegible]

تباہ ایسے ہوئے انجام میں ہم عشقبازی کے | کوئی چوسر کی بازی ہارے جس طرح کوڑیوں میں

ظفر اک بات پر قائم نہیں اپنے ہم نہیں ڈرتے
جو کہدیں ایک میں وہی کہدیں سو میں سو میں

لیا چھلا کے اول اوسنے میرا دل مذاقوں میں | ہوا پھر دشمن جان میرا وہ قاتل مذاقوں میں
لگے کیونکر نہ بات اسے شکر میں لپٹا زہر ہے مجھکو | کرے ہے تو رقیبونکو مرے شامل مذاقوں میں
ہنسی جس کا ہے ستم اوس غنچہ لب کا بند ہو جانا | کہ ہو جاتا ہے اوسکا کھولنا مشکل مذاقوں میں
نہ ہوں ہم کنارا اونسے تو پھر ہمکو مزا اصلا | نہ حاصل اختلاط ہو نہیں ہوئی حاصل مذاقوں میں
تری موج تبسم کم نہیں شمشیر و خنجر سے | کرے ہے ہنستے ہنستے دل کو تو بسمل مذاقوں میں
جلا دینگو مرے وہ شعر و دیکھو تو غیروں سے | کرے ہے گرمجوشی کیا ہے محفل مذاقوں میں
سوال بوسہ پر رنجش ہے تو کیا لطف بوسہ کا | مزا جب ہے کہ ہوں بوسے کے سائل ہم مذاقوں میں
تجھے ہوتا ہے اگر دل ذائقہ سے ہوت گو وا | رہے ہے ہر نفس بینا کیا قائل مذاقوں میں

وہ کیا لطف سخن جانے مذاق اوسکا نہ ہو جسکو
مزا ہے شعر خوانی کا ظفر کامل مذاقوں میں

اشک گلگوں سے مرے جامہ تن کا دامن | پھر گل اس طرح سے ہو جیسے چمن کا دامن
جب صبا لیگئی اوس طرۂ مشکین کی شمیم | بھر گیا مشک سے صحرائے ختن کا دامن
کیا عرق ہے کسی مہوش کی جبین سے پوچھا | ہے ستاروں سے جو پر چرخ کہن کا دامن

دیگر

[illegible]

ہوگئے آنسو خنائی تونے دھوئی ہی نگار
عشق کی ہر سخت منزل دیکھئے طے کیونکر ہو

کیا سمجھکر جوش آب اپنے چشم نم میں پالون مین
تھک کر اوٹھ سکتی نہین پا ان تہ قدم مین پالون مین

ریزۂ مینا سے سبزہ زیر پا اوس گل بغیر
ہم نہین رکھتی کبھی باغ ارم مین پالون مین

پڑھتے بسم اللہ مجمر ہیا وہ ہی ظفر
ڈالتے ہم عشق کے دریای غم مین پالون مین

دل مضمحل ہی کیا اسے خنجر سے چھیڑ دون
اتنا بھی دم نہین ہی جو نشتر سے چھیڑ دون

اے فتنہ گر وہ قصد کر اوڑ جاو جسمین
سنکر جو تو اوڑا وے نئے سر سے چھیڑ دون

ڈرتا ہے میرا دل کروہ بر ہم نہون کہین
مین کیونکہ زلف یار کو اوس گل رسی چھیڑ دون

سنتی ہی مین جنگ چرخ ہی مین کہکشان کا تار
مضراب نالۂ دل مضطر سے چھیڑ دون

انگور زخم دل کا ابھر آئے اگر تو مین
پھر اوسکو ناخن غم دلبر سے چھیڑ دون

مجنون اوٹھای تو سن وحشت کو منھ کیا
رخش جنون کو مین جو برابر سے چھیڑ دون

بہتر ہزار تذکرے سے ہو وہ اے ظفر
کچھ ذکر شاعری جو سخنور سے چھیڑ دون

یہ نہین آنسو مرے ای چشم گریان جیب مین
سینۂ صد چاک عاشق کا جگر کے داغ سے
گل کرے کیا روکشی تجسے کہ ایسے تو ہزار

ہین بھرے تیری بدولت غلطان جیب مین
رکھتا ہے جون صبح خورشید درخشان جیب مین
ہین ہزارون تیرے ای رشک گلستان جیب مین

صیاد پر جفا ہے زمانہ مرے لیے | اس سے بچاؤ تا نہ گرفتار دام ہون

گھبرائے کیون نہ دل کہ گناہون سے ای ظفر
ساتھ اپنے دیکھتا عجب اک ازدحام ہون

مین کہون کیونکر کہ شوق وصل یار اصلا نہین | کچھ تو ہے جس سے مرے دل کو قرار اصلا نہین

مطلع ثانی

جانتا ہو نہین اوسے وہ میرا یار اصلا نہین | پر کرون کیا دل پہ میرا اختیار اصلا نہین
ہے جو وہ ابرو عرق آلودہ ہنگام غضب | کوئی تیغ اس سے زیادہ آبدار اصلا نہین
شکر باری سرگران مجھسے نہین ہے کوئی یار | مین کسیکی خاطر نازک پہ بار اصلا نہین
ایک غم دوری ترا اٹھون پہر میرے پاس | ورنہ تنہائی مین کوئی غمگسار اصلا نہین
دل کے داغون پر کرون تیر جفا مین کیا نثار | بیوفا کرتا وفا زنہار اصلا نہین
کیونکہ مین باتو نہین آکر تمکو دیدون اپنا دل | آپکے قول و قسم کا اعتبار اصلا نہین
وے ہے بیہوشی جسے تیری نگاہ چشم مست | ہو کے وہ بیہوش ہوتا ہوشیار اصلا نہین

اے ظفر تو شوق سے لے ساغر صہبائے عشق
اس شراب ناب مین رنج خمار اصلا نہین

تیر اک پارہ ہون تو یان مین ہون | عاشق زار ہون تو یان مین ہون

نہین ہین آنکھین یہ وہ بیمار ای دل ہمارے
کہ او نہین تو صفتین سب طبیب کی سی ہین

قفس مین بند ہی کیا جانے کو تسا طائر
صدا ئین آتی مگر عندلیب کی سی ہین

گلہ کی جو نہین اپنی دگر نہ مجھسے تو
شکایتین ہمین ظالم نصیب کی سی ہین

ارادہ عشق کی منزل کا ہی جنھین اونکو
جو دور کیسی ہین راہین قریب کیسی ہین

جگر کی آبلون سی میرے مجکو حضرت عشق
دکھائی آنکھین ہمیشہ ادیب کیسی ہین

ظفر ڈرا اوسسے کہ جسکے ہے شیطنت دل مین
اور اوسکی باتین بظاہر غریب کی سی ہین

دل نہ دون اپنا کبھی مین تیری کافر ہاتھ مین
تو کلام اللہ بھی گر آکے لیکر ہاتھ مین

ہاتھ کیا آیا تمھارے چاک جو تم نے کیا
لیکے نامہ کو مرے اے بندہ پرور ہاتھ مین

سر کے بل آئینگے دشمن پاؤن پڑنے کو مگر
بھید کی باتو نکا اونکی ہو مرے سر ہاتھ مین

بلہوس کا دم نکلتا ہے جب قاتل مرا
آستین اپنی چڑھا کر لے ہے خنجر ہاتھ مین

پکڑے وہ کالیکو ہوکا کا منہ جسکو یا
زلف تیری لے سکے کون اے ستمگر ہاتھ مین

شہر مین شیرہ مری وحشت کا ہی یہ آجکل
کو بکو لڑکے لیے پھرتے ہین پتھر ہاتھ مین

عاشق مفلس سے کرتے ہین کنارہ سیمبر
رہتے ہین اوسکی بغل مین جسکی ہو زر ہاتھ مین

خون شہید ناز کا تیری نہین سرخی مین کم
چاہیے رنگ حنا قاتل کبھی گر ہاتھ مین

آج دعوی پارسائی کا ہے مجکو کل ظفر
تھا بغل مین تیری شیشہ اور ساغر ہاتھ مین

چلبے لیا ہے بوسہ تری چشم مست کا	ہم منہ لگاتے اپنے کبھی جام کو نہین
قاصد ہمارے سامنے باتین بنارے ہی	کہہ سکتا جاکے یار سے پیغام کو نہین
کیا کیا کرے ہی عاشق ناکام پہ ستم	خوف خدا کچھہ اوس بت خودکام کو نہین
کیا دیگا ہمکو بوسہ لب شوخ غنچہ لب	جنبش بھی دیتا جو لب دشنام کو نہین
تنگ استقدر ہی نام سی میری کہ وہ کبھی	ہر گز پکارتا مرے ہمنام کو نہین

رندون پہ طعنہ زن ہی عبث واعظا ای ظفر
کوئی کسیکے جانتا انجام کو نہین

گل گلزار رہون تو یان مین ہون	اور اگر خار رہون تو یان مین ہون

مطلع ثانی

مست و میخوار رہون تو یان مین ہون	اور ہشیار رہون تو یان مین ہون
سب ہین بے جرم لیک دیکر دل	اک گنہگار رہون تو یان مین ہون
غم مرا غمگسار ہے میرا	غم کا غمخوار رہون تو یان مین ہون
یون تو سب شیفتہ ہین اوسکے مگر	عاشق زار رہون تو یان مین ہون
مجھسے بیزار ہے تو وان تو ہے	جان سے بیزار رہون تو یان مین ہون
عاشقون مین ہے سر مرا سردار	سب مین سردار رہون تو یان مین ہون
کیا عجب مجھپہ سنگ باری ہو	نخل پربار رہون تو یان مین ہون

ظفر کہنے دو اورونکو کہو تم بھی نہ حال اپنا
اگر جانو کہ ہوگا رنج حاصل اپنے کہنے مین

یادِ خالِ لب مین تیرے ہم خون جگر یون کھاتے ہین
جیسے بنگش پیتے ہین مے افیونی افیون کھاتے ہین

میرے دیدہ پرخون کی بھی کیا طوفان خونباری ہے
جس سے غوطے خون مین ہر دم قلزم جیحون کھاتے ہین

دیکھتے ہو جو غیرون کو تم میٹھی میٹھی نگاہون سے
اسپر کیا کیا زہر تمہاری چشم کے مفتون کھاتے ہین

بوسہ لعل لب کے تیرے جو خواہان ہین بیمار ترے
اونکو کھلائین یاقوتی تو کب وہ معجون کھاتے ہین

کہتے ہین مہ کو کیا دیکھین ہم آگے تیرے عارض کے
بلکہ قسم آنکھونکی اپنے انجم گردون کھاتے ہین

خاک بھی ہو کر دشت جنون مین آہ جنون کے ہاتھون سے
کیا کیا چکر جیسے بگولہ ہم اور مجنون کھاتے ہین

در سخن کی تیری صفائی کیا کہون کچھ مت پوچھو ظفر
دیکھ کے انکو رشک ہمیشہ در مکنون کھاتے ہین

ایک ہی اوسکے ستم سے اٹھا کیوں نہ گھبرا گیا
ایسے ایسے ہونگے اے دل لیے چرخ کے سیکڑوں

کیا ستم ہے پوشیدہ لب ایک بھی اپنا نہ سے
گالیاں ہمکو اسے غنچہ دہن دی سیکڑوں

بیکلے چل اے پاکدامن یہ وہ دنیا ہے نجس
نکلے ہیں اس ناپاک ذرہ اوڑ کے بند کو سیکڑوں

آہ سوزاں سے مری گر ایک شعلہ ہو بلند
گر پڑیں پروانہ یاں جلکر یہ ہو سیکڑوں

اوسکی وہ بندہ نوازی ہے کہ جس سے اے ظفر
ہوگئے اک چیز ہیں ناچیز بندے سیکڑوں

جسکو حال دل پہ رو رو سناتے ہم ہیں
آپ بھی روتے ہیں اور اوسکو رولاتے ہم ہیں

کھینچتے دل سے ہیں نالہ جو دم جذبۂ دل
ساتھ نالہ کی کشش کے کھنچے جاتے ہم ہیں

ہر بن مو سے نکلتے ہیں ہزاروں شعلے
شورش عشق کو کیا آگ چھپاتے ہم ہیں

نہ تبسم نہ تکلم نہ اشارہ نہ نگاہ
اوسپہ کیوں آپکو دیوانہ بناتے ہم ہیں

ایک دو جام سے چلتا نہیں کام اے ساقی
اٹھوا لا منہ سے خم بادہ لگاتے ہم ہیں

کرتے ہیں نالۂ پر سوز اگر عشق میں ہم
تیرا کیا لیتے ہیں جان اپنی جلاتے ہم ہیں

بے اثر گریہ میں کیا خاک مگر رو رو کر
اپنے اس رونے پہ یاروں کو ہنساتے ہم ہیں

کب تلک ظلم و جفائیں تری الفت چھوڑی
لے بس اب جان ہی سے ہاتھ اوٹھاتے ہم ہیں

جا نکلتے ہیں جو صحرا میں تو اشک خون سے
گور مجنون پہ ظفر پھول چڑھاتے ہم ہیں

مطلع ثانی

ہے ناز کی دل بت کافر کے بیچ مین
اس طرح جیسے شیشہ ہو پتھر کے بیچ مین

کرتے نہ کیونکہ نامۂ اعمال ہم سیاہ
لکھا یہی تھا اپنے مقدر کے بیچ مین

ممکن نہیں کہ مہر و وفا جیسے ترک ہو
ہے یہ تو ناصحا مرے جوہر کے بیچ مین

دانتون مین تیرے ہو وہ چمک ایسی آب و تاب
گوہر کے بیچ مین نہ وہ اختر کے بیچ مین

آنکھونکو دیکھ آئینہ مین یون اوٹھا وہ مست
کیا کشتیان پڑی ہین سمندر کے بیچ مین

اک دم بھی تو نہ باندھ ہوا دیکھ ای حباب
ہو گا یہ دم ہوا تر اد م بھر کے بیچ مین

کہتے ہین جسکو دیدۂ پرخون ہم دمک
داغ سیہ ہے لالۂ احمر کے بیچ مین

دل کے جگر کو دیکھ کہ تنہا یہ جا پڑا
مژگان چشم یار کے لشکر کے بیچ مین

ڈالین خرابیان دل خانہ خراب نے
پڑ کر مرے اور اوس مری دلبر کے بیچ مین

اتنا ظفر قرار کہان ہے کہ میری آہ
یکدم ٹھہر سکے دل مضطر کے بیچ مین

وہ ہے سے دم بدم کیون آنکھ ای ہمدم چراتی
کہ اونکے عشق مین مرنے سی کب ہم دم چراتے ہین

زیادہ تر مجھے ہوتی ہے ایذا ضبط گریہ سے
کہ یانی زخم دل سے دیدۂ پرنم چراتے ہین

کبھی جو بیٹھتے ہین آن کر وہ میرے پہلو مین
تو کیا کیا ناز سے اپنا بدن ہر دم چراتے ہین

بلا ہین چور طفل اشک چشم سرمہ سا تیرے
کہ آنکھونمین سے کاجل دیکھ یہ پیہم چراتے ہین

پارسائی کا ظفر کرتے ہین دعوے اور روز
مے سے میخانہ مین بھر بھر کے سبو پیتے ہین

سنکے خفا ہو وہ مرا حال زبون تو کیا کرون
اوس سے کہون تو کیا کہون چپ رہون تو کیا کرون

ہون تو فسونگر ایسا مین کرون مسخر اک جہان
پر نہ چلے جو اوسپہ ہی کچھ بھی فسون تو کیا کرون

خاک کرون جلا کے دل آئینہ رو جو صاف ہو
ہو وہ مکدر اور بھی اس سے فزون تو کیا کرون

جانتا ہون کہ غم ترا پیاسا مرے لہو کا ہے
پر نہ جگر مین ہو مرے قطرۂ خون تو کیا کرون

جیب کو مین رفو کرون چاک اگر ہو نامحو
چھوڑے نہ ایک تار بھی دست جنون تو کیا کرون

کرتا ہون گریہ اسلیے آگ کو دل کی دو بجھا
ہو جو زیادہ اور بھی سوز درون تو کیا کرون

نالہ و آہ مین مرے جب نہ اثر ہوا ظفر
نالہ کرون تو کیا کرون آہ کرون تو کیا کرون

لب شیرین کو بوسے سے کبھی وہ چاٹ کھاتے ہین
کہ جب یاد آئے ہے ہم ہونٹھ اپنے کاٹ کھاتے ہین

ہلا دی ہے فلک کیا اور زمین کیا میری بیتابی
کہ چکر اس سے اس چکی کے دونون پاٹ کھاتے ہین

بنے کیا دل کا سودا حسن کے بازار والون سے
یہ چھوٹی قسمین سوداگر کے بارہ باٹ کھاتے ہین

نکالا ہے آشنا ہمکو کہ بحر غم مین ہم غوطے
کبھی اس گھاٹ کھاتے ہین کبھی اوس گھاٹ کھاتے ہین

نہ کھا تو جبر سے حق اور کا اور چین سے چل پھر
کہ جو یہ مال بدکھاتے ہین ٹر کر کھاٹ کھاتے ہین

جو دولت ہے قناعت کی غنی ہین شکر کرتے ہین
اگر وہ خشک نان جو بہ شکر ٹاٹ کھاتے ہین

دیگر

[illegible]

اونھیں لکھ کے دی دوات اپنے ہاتھوں
دیے کاغذ اپنے قلم اپنے ہاتھوں

تری زلف کو چھیڑ کر ہمنے ظالم
بلا سر پہ لی اپنے رات اپنے ہاتھوں

سمجھاتے ہیں ہو کر ہوا خواہ تیرے
ہم اپنا چراغ حیات اپنے ہاتھوں

تجھے لکھ کے خط توڑتا ہوں تعلق سے
قلم اپنے ہاتھوں دوات اپنے ہاتھوں

ہوا ملکے رندوں سے بدنام و رسوا
تو اے زاہد خوش صفات اپنے ہاتھوں

چھوڑ پیرزمین لے گئے ساتھ دل کے
وہ مضطر ہیں بعد از وفات اپنے ہاتھوں

ظفر باتوں باتوں میں ہمنے بگڑ کر
بگاڑی بنی اپنی بات اپنے ہاتھوں

اوسپہ گل دار کی گلشن میں جو زخم پھینکتے ہین
ساتھ ہی قطرۂ شبنم بھی گہر پھینکتے ہین

ہوتے رنجیدہ ہین کیا لیا اودھر لا کر گل
منہ سے وہ پان کی پیک اپنی جدھر پھینکتے ہین

طائر دل کو جو کرنا نہیں منظور شکار
دمبدم کیوں وہ ادھر تیر نظر پھینکتے ہین

بعد مردن بھی ستم ہے کہ صبا کے جھونکے
دور لیجا کے چمن سے مری پر پھینکتے ہین

ایک میں کیا ہوں کہ شمشیر ستم سے ہر روز
مجھ سے دو چار کے وہ کاٹ کے سر پھینکتے ہین

لائے تو ہین تری کوچہ میں مری خاک نصیب
دیکھیے یاں سے وہ اب اسکو کدھر پھینکتے ہین

شکل مطلب کی نہ نکلی تو کرین کیا رمال
قرعہ میرے لیے وہ روز ظفر پھینکتے ہین

[illegible]

دیگر

[illegible]

[illegible]

دیگر

عشق کی رہ مین خرد کی جب پھسلتی پانون ہین
پھر سنبھالی بھی تو مشکل سی سنبھلتے پانون ہین

جبکہ ڈھلواتی ہین اپنے پانون وہ مہندی کبھی
اونکے ہم کس طرح آنکھون سی ملتے پانون ہین

دیکھکر رستی مین انکو مین کھڑا حیران ہون
آب پیچھے ہٹتے ہین آگے چلتے پانون ہین

روک تو اشکو نکلے لڑکو نکو وگریہ چشم تر
دیکھ باہر گھر سے اب آنکھ نکلتے پانون ہین

ہر قدم پر خار صحرا کی خراشون سی جنون
دیکھ کیفیت اور ہی پیری بدلتی پانون ہین

کون جا سکتا ہے بیدل دل جلونکی خاک تک
جو قدم رکھتا ہے اوسپر اوسکی جلتی پانون ہین

پانون جنبے دے ذرا اوس خاک در پر ای ظفر
پھر سے جون نقش پا کب وان سی ٹلتے پانون ہین

حال نہین کچھ کھلتا میرا کون ہون کیا ہون کیسا ہون
مست ہون یا ہشیار ہین ہون نادان ہون یا دانا ہون
کان سے سبکی سنتا ہون اور منھ سے کچھ نہین کہتا مین
ہوش بھی ہے بیہوشی بھی ہون کچھ جاگتا ہون کچھ سوتا ہون
رند ہون مین یا زاہد ہون یا صوفی ہون یا سنگش ہون
عالم ہون یا جاہل ہون یا مومن ہون یا ترسا ہون
کیسا رنج اور کیسی راحت کسکی شادی کسکا غم
یہ بھی نہین معلوم مجھی مین جیتا ہون یا مرتا ہون

دیگر

[illegible]

[illegible]

اسے پردہ نشین دل مین کہان لاکہہ تو پردہ	چاہے تو دل چھوڑ نہ پیمانگ کو چھوڑون
ابرو ہے کہ بیت اوسکا کہے ہر مرد دل سے	جیتا نہ تجھے ہاتھ سے مین بانک کو چھوڑون
مین در پہ ترے بیٹھے ندون غیر کو ہر گز	جس طرح بنے وان سے اوسے بانک کو چھوڑون

قسمت مین مرے خاک بیابان جنون کی
ہو جا نکنی لکھی تو ظفر بیانک سے چھوڑون

وہ ہم پہ آنکھین جو ہو کر کڑی نکالتے ہین	تو تند سے اُف نہین جھوڑ کے بڑی نکالتے ہین
خبر نہین ہمین کس پر خفا ہوئے ہین آج	نگر کسیکو وہ گھر سے کھڑے نکالتے ہین
وہ ہم کو یون نکالتے ہین گھر سے	چمن سے جیسے کہ پتے جھڑے نکالتے ہین
ارادہ ہے کہیں مہمان آج جانے کا	وہ پہننے کو جو بالے جھڑے نکالتے ہین
نہ سمجھو اشک کے قطرے مگر چشم کی راہ	ہم اپنے سینے کے پیکان اڑی نکالتے ہین
ہمارے دل کی نہین کھلتی گلجھڑی اوسنے	ہزار زلف مین وہ بل بڑی نکالتے ہین

ظفر جب آتے ہے رونا ہمین تو آنکھون سے
ہم آنسوؤن کے گھڑے کے گھڑے نکالتے ہین

ہین اب کہان ہماری وہ سیر چمن کے دن	کرتے بسر ہین ہجر مین اوس سیم تن کے دن
تشبیہ دون اگر رخ روشن سے تیرے مین	پھر جائین آفتاب سپہر کہن کے دن
کہتی ہے ول سے اوس گل رخسار کی ہما	کیا دیکھتا ہے ہین ابھی دلوانہ پن کے دن

[illegible]

وہ چھپ چھپ کے دیکھتے ہین کب مجھکو ۔۔۔ ہان مگر سُن ادھر ادھر سے لون

بات کچھ دلبری کی کر جو تو
چاہتا ہے کہ دل ظفرؔ سے لون

کیاہوا گر ترے رخسار کو ہم چومتے ہین ۔۔۔ جو مسلمان ہین وہ قرآن کو ضنم چومتے ہین

جوش وحشت مین جو مین اپنے بڑھاتا ہون قدم ۔۔۔ خار صحرای جنون میرے قدم چومتے ہین

لیکے یک شب تری زلفون کی بلائین ہر روز ۔۔۔ ہاتھ ہم اپنے ترے سر کی قسم چومتے ہین

حرف مطلب کا نہ مٹ جائے خطر ہے قاصد ۔۔۔ خط کو ہم یار کے بادیدۂ نم چومتے ہین

کچھ تو آتا ہے مزا یہ جو مرے زخم جگر ۔۔۔ کھولکر منھ لب شمشیر الم چومتے ہین

کاٹین ہونٹھ اپنے نکیون ہم کہ لبِ ناغرِ کو ۔۔۔ منھ کو مینوش ترے ہای ستم چومتے ہین

جاکے کیا کعبہ مین چومین حجر الاسود کو
اے ظفرؔ سنگ در یار کو ہم چومتے ہین

ہووین جب ہمخواب ہم وہ بات اگر سیدھی کرین ۔۔۔ بستر راحت پہ پہون کیونکر مگر سیدھی کرین

آنکھ رہتی ہے ہمیشہ اونکی ٹیڑھی ہمنشین ۔۔۔ دیکھیے کس روز وہ ہمسے نظر سیدھی کرین

اوسکی مژگان ہون نہ سیدھی لاکھ دل اپنا جگر ۔۔۔ یہ نہین وہ چوب جسکو سینک کر سیدھی کرین

آئین ہونیکو نشانہ سب اودھر تخچیر عشق ۔۔۔ اک ذرا بندوق اپنی وہ جدھر سیدھی کرین

دے خدا گر بال و پر جوش مرغ تیز بال ۔۔۔ یان سے ہم پروانہ بام یار پر سیدھی کرین

[illegible]

خط و پیغام کی وان بات تو کچھ ہے ہی نہین	قاصد اسید ملاقات تو کچھ ہے ہی نہین
ہم خوش اوقات و بد اوقات بتائین کسکو	اپنی اسے دوست اوقات تو کچھ ہے ہی نہین
زلف رخ پہ ہے جو سر کی تو وہ شب نکلے	دن نکل آیا یہ پر رات تو کچھ ہے ہی نہین
کچھ نہ کچھ غیر پہ کرتے ہو ہمیشہ الطاف	آپکی ہمپہ عنایات تو کچھ ہے ہی نہین
دو تو دو چار مہینے رہی او پر برسون	آنکھ اسی گریہ کی برسات تو کچھ ہے ہی نہین
ہوتا ہے آپکے انداز سے مطلب معلوم	ورنہ بندہ مین کرامات تو کچھ ہے ہی نہین

جو کہ منظور اوسے ہے وہی ہووے گا ظفر
کیا کرون مین کہ مری بات تو کچھ ہے ہی نہین

سبھی ہو سکتا ملک و مال نہ ہو اپنے قابو مین	نہین اک زندگی اپنی اگر ہے اپنے قابو مین

مطلع ثانی

مرے نزدیک سب کچھ ہے ظفر جو اپنے قابو مین	دل دیوانہ شیدا اگر ہے اپنے قابو مین
مسخر اوس پری کو یون کیا تو کیا کیا	[illegible] قابو مین
سے جاتی ہین [illegible] آنسو [illegible]	نہ دل قابو مین اپنے [illegible] اپنے قابو مین
[illegible]	[illegible] اپنے قابو مین
[illegible]	[illegible] اپنے قابو مین ادھر ہی اپنے قابو مین
[illegible]	[illegible] اپنے قابو مین

[illegible]

[illegible]

رفیق وادیٔ محنت نہ ہیئے ایک بھی دیکھا
غلط کہتے ہین سب ہمدم جہان تو ہو وہان ہم ہین

ظفر اپنے تصور کی بدولت سچ ہی کہتی ہین
نہین جہوٹ اوس سے کہتے ہم جہان تو ہو وہان ہم ہین

تھے کل جو گھر مین اپنے مہمان وہ کہان ہین
جو کہو گئے ہین یارب وسان وہ کہان ہین

جو خورد و خواب سے ہین مصروف رات دن ہین
حیوان اونکو کہیے انسان وہ کہان ہین

کچھ لوگ اونکے در پر اتو کرتے ہین
تھے نرم دل جو پہلے دربان وہ کہان ہین

کمہی رقیب اپنا اب دیکھتے نہین ہم
بہکاتے تھے جو اونکو شیطان وہ کہان ہین

تھے شہر اور بیابان آباد جنکے دم سے
انسان وہ کہان ہین حیوان وہ کہان ہین

آنکھون مین سو تی رو دی نم بھی نہین ہے اب تو
تھے موجزن جو پہلے طوفان وہ کہان ہین

کچھ اور ڈھب سے ہم تو اب لوگ دیکھتے ہین
پہلے جو اے ظفر تھے انسان وہ کہان ہین

گر نہ پہلے رنگ ڈھنگ اوس غنچہ لب کا دیکھتے
کیونکہ دل مین جب تلک اپنے نہ ڈھب کا دیکھتے

دونون حاضر ہین دل و دیدہ تمہارے واسطے
جون سا چاہین ہکان آپ اپنے ڈھب کا دیکھتے

بھول جائین یاد حوران بہشتی شیخ جی
اک نظر جلوہ جو یان بنت العنب کا دیکھتے

ہاتھ پاؤن کو لگاتی تو سہی اونکو رقیب
حوصلہ ہم بھی ذرا اوس بے ادب کا دیکھتے

جو نہ راحت عشق مین ہر گز نہ تا عاشق عذاب
خوب درد و حسرت و رنج و تعب کا دیکھتے

[illegible]

لگی ہوئی ہے جو اوس شمع روسی لو اپنی | تو لوگ صورت پروانہ کیا ہی پھٹکتے ہین

ظفر تصور مژگان یار ہے جسکو
وہ دیکھا تنکے ہی دیوانہ ہین کہ چھنکتے ہین

ہمدم جانی بجز غم دوسرا کوئی نہین | اور دلسوز آہ سوزان کے سوا کوئی نہین
نالۂ آہ رسا اپنے ہین پھر کس کام کے | جب پہونچا تا کہوش دلربا کوئی نہین
اور بھی یون تو حسین ہین لاکھون ہی پر | پر پری طلعات مین تجھسا مہ لقا کوئی نہین
اے نگاہ یار تو وہ آفت جان ہے غضب | پھیر تا تجکو اے تیر قضا کوئی نہین
رہنے والون کا عدم کے حال کس سے پوچھیے | اس طرف کو آج تک ان سے پھرا کوئی نہین
آشنا ہین جتنے ہین اپنی غرض کے آشنا | خوب دیکھا ہمنے اپنا آشنا کوئی نہین

ہم کسی کو کیون کہین منہہ سے برا اے ظفر
ہم ہی سب سے ہین برے ہمسے برا کوئی نہین

کب ہین کہین ہم بیٹھتے اوٹھتے اور کب چلتے پھرتے ہین
اپنے دل بیتاب کے ہاتھون ہاتھ ہی ملتے پھرتے ہین
دیکھو کہین پھنس جاؤگے تم تو چھوڑنا مشکل ہووے گا
حضرت دل کیون سادہ رخون پر آپ پھسلتے پھرتے ہین
ہمسے جو ہو سرگرم محبت اندنون کچھ وہ مہ لقا
دیکھکے دشمن کیا کیا اوسکی بیچ مین جلتے پھرتے ہین

کیونکر انکو یار سمجھے یار نہین عیار ہین یہ
کرتے باتون ہی باتون مین یہ تو اک عیاری سنہ سے ہین
کتنے کچھہ ہین کرتے کچھہ ہین ڈرتے رہیے لئے ظفر
دشمن جان ہین دل سے گو تا ہر واری منہ سے ہین

گذری جو ہم پر کیا کہوئین
ہم تو ازل سے غم کش ہین
رسم جو تجھہ مین ہو تو کہین
تیری کدورت سنگدلی
دیکھتے اپنے ہاتھہ مین وہ
زلف و رخ ہے شام و سحر
رخ کو تیرے خورشید کہین
حسن تیرا سبحان اللہ

پوچھہ نہ دلبر کیا کہوئین
تجھکو مقدر کیا کہوئین
تو ہے ستمگر کیا کہوئین
خاک او پتھر کیا کہوئین
آئینہ لیکر کیا کہوئین
یہ نہ کہین گر کیا کہوئین
ماہ انور کیا کہوئین
اور اسے دلبر کیا کہوئین

جھوٹی وہ تو بناتے ہین
باتین ظفر پر کیا کہوئین

تمہارے وصل کی جو آرزو مین مر گئے ہین
ہمارے یار خاک سیر دیکھو مین گل سو گئے ہیں

اسی مطلب مین اسی جستجو مین مر گئے ہین
ترستے تھے جو دیدار کو مین مر گئے ہین

سرگرم آہ سوزان جو کچھ کہ ہون سو مین ہون
فرقت محروم وصل و دم بخود درد و سوختہ ہون
آشفتہ و پریشان جو کچھ کہ ہون
ناکس وصل جانان آفت رسیدہ سو مین ہون
بیتاب عیان و پنہان جو کچھ کہ ہون
بلبل گلزار ہون یا شرار صوفی ہون

گوہر کیا لعل کیا خورشید و مہ کیا خار کیا گل کیا
سبھی ممنون احسان عکس روی دلربا کے ہین
پڑا وہ سایۂ دیوار سے سر پر ہے دولا جنکے
نہین ہوتے وہ منت کش کبھی ظل ہما کے ہین
پہونچنا منزل مقصود تک مشکل نہین ہمکو
کہ پیرو اپنے ہادی کے اور اپنے رہنما کے ہین
جسے شق القمر کہتے ہین اون مین ایک ہے ادنی
کہ جو اعجاز اوس محبوب رب خیر الورا کے ہین

ابو بکر و عمر عثمان و حیدر کا ہے کیا کہنا
ظفر ہم خاک پا ان چار یار مصطفے کے ہین

دانا ہون یا کہ نادان جو کچھ کہ ہون سو مین ہون
کہتا ہون آپ مین ہان جو کچھ کہ ہون سو مین ہون
ٹھہراؤ آدمی یا مجکو بناؤ حیوان
کچھ ہی کہو مری جان جو کچھ کہ ہون سو مین ہون
بد ہون کہ نیک ہون مین سب اپنے واسطے ہون
کیا تمکو کام یاران جو کچھ کہ ہون سو مین ہون

ہون سو مین ہون
دشمن ہے مجھے اپنا دوست دار
سو مین ہون
دشمن دل و جان جو کچھ کہ ہون
دل تنگ یا شگفتہ ہون کہ خوش ہون
غمزدان ہون یا کہ گریان جو کچھ کہ ہون سو مین ہون
بیچارہ و درمان [illegible]
کچھ مین ہے ظفر جو انسان جو کچھ کہ ہون سو مین ہون

[illegible]

[illegible]

تو بہ اے اشک خونین اور پانی وہ برسائے فقط
رونے مین کب ابر و چشم پر نم ایک ہی طور کے ہین

ایک تماشہ عالم کے اسمین بھی دکھائی دیتے ہین
دل بھرا اور جام یہ تیرا اے جم ایک ہی طور کے ہین

نعل کفش یار یہ شب کو ماہ نو سے کہتا تھا
فرق نہین کچھ ہم تم دونون پر خم ایک ہی طور کے ہین

رند اگر ہین مست مے تو زاہد مست نخوت ہین
دونون کے رنگ ایک سے ہین اور عالم ایک ہی طور کے ہین

باتین کرو اغیار سے تم اور ہمکو ہمسے کیا باعث
ہمسے کیون ہے پردہ ہم وہ محرم ایک ہی طور کے ہین

خانۂ دنیا خانۂ گردون خانۂ شادی تھی کس دن
ظفر سدا سے یہ تو سرا ے ماتم ایک ہی طور کے ہین

دنیا ہے جبکہ رنج و الم ہی دکھائے جان
ہوتی اگر نہ عشق کی آتش خمیر مین
پہلو سے بیٹھے بیٹھے وہ جانان جدا ہوا
پیکان تیر یار سے ہے اپنی زندگی

کچھ اسمین کسلیے کوئی اپنی کھپائے جان
رکھتا نہ اپنا قالب خاکی ہوائے جان
ٹھنڈی سی بھر کے سانس کہا دل نے ہائے جان
اے چارہ گر جو دل سے یہ جائے تو جائے جان

[illegible]

اپنی اپنی جا پر راحت سب کو کہا

فانہ تباہی آئی مین ہوا اور جارے

عمدا ریا نی مین

محبت کا جو قصہ افسانہ لکھون

حدیث بلبل و پروانہ لکھون

غیر سے مل کر تو نے جو ٹھہرائی ہے معلوم ہے سب
پر جو تیرے جی مین ہے وہ اپنی زبان پر لائے کون

یار نہین غمخوار نہین ہمدرد ظفر اب کوئی نہین
کنج غم مین آپ ہی کیسے دل کو مرے بہلائے کون

اپنے وفور اشک سے ڈوبے کو وہ یکسر پانی مین
غوطے کھاتا خجالت سے ہے بلکہ سمندر پانی مین
مستون نے گرداب جو دیکھا دریا مین تو یہ سوجھی
روح کسی میخوار کی ہے یہ کھاتی چکر پانی مین
سیر دریا کسکو خوش آئے تو جو ساقی پاس نہو
موج دریا کھینچتی ہے سو بجہہ خنجر پانی مین
اشک کے قطرے دیکھ کے اپنی چشم تر مین یہ سوجھا
واہ بنے کیا موتی ہین یہ سیپ کے اندر پانی مین
سنگ بلا و محنت سے کب سینہ صاف لگا رہیون
پانی کا کیا بگڑے ہے گر پھینکے پتھر پانی مین
اپنے در اشک سے ہوتا ایسا خجالت کش نہ اگر
کا ہیکو اس طرح سے چھپکر بیٹھتا گوہر پانی مین

[illegible]

سچ جو پوچھو ہین وہی روز ازل سے سبز بخت
سبزہ رنگون کی محبت مین جو سم کھا جاتے ہین
پوچھتے ہو حال کیا اے ہمنشینو گھن کی طرح
ہڈیون کو روز کے یہ رنج و غم کھا جاتے ہین

آئے اون جھوٹون کے منھہ سے کیون نہ بدبو ای ظفر
جو بشر ہر بات مین جھوٹی قسم کھا جاتے ہین

دشمن بغل کا مری پہلو مین دل نہین
سوز فراق سے بھلا کیا جل بجھا کہین
تسخیر دل کیواسطے زر چاہیے تجھے
اے چشم یار طاق ہے جادو مین تو بھلا
سودا ہے اک نگاہ پہ دل کا چکا ہوا
گر آنکھہ مین ہے اوسکی عجب کیا گو [illegible]

ہون تنگ دل کی ہاتھہ سے قابو مین دل نہین
سرگرم اضطراب جو پہلو مین دل نہین
کچھہ حکم زور پنجہ و بازو مین دل نہین
کسکا گھرا ہوا ترے جادو مین دل نہین
اے شوخ بکتا تل کی ترازو مین دل نہین
بتلاؤ ہوتا کیا بر آہو مین دل نہین

پھرتے ہین مدتون سے ظفر ہم تو ڈھونڈھتے
پاتا ہے کوئی قاتل بدخو مین دل نہین

آنسو کوئی بلا قرہ تر تلے کے ہین
ہوتے ہین کوئی ابروے جانان سے خنجر [illegible]
کیا ہی شر پر لٹکے نہ او پر تلے کے ہین
سر رکھنے والے ہم اسی خنجر تلے کے ہین

[illegible]

شوق دیدار دیکھنا اونکا
دل سے آگے جھپٹ گئیں آنکھیں

جھاڑ کر پنجۂ مژہ کیا وہ
دل کے پیچھے لپٹ گئیں آنکھیں

چشم بد دور حسن یار پہ ہیں
ایک عالم کی ڈٹ گئیں آنکھیں

جب مقابل ہوئیں اون آنکھوں کے
دل بنا آہو کے کٹ گئیں آنکھیں

سیدھی آنکھوں سے کیوں نہیں ملتیں
کس گنہ پر الٹ گئیں آنکھیں

جب چمن میں وہ آنکھ یاد آئی
گل نرگس پہ جھپٹ گئیں آنکھیں

شوق دیدار دیکھ عنوان پر
مہر کی جا چمٹ گئیں آنکھیں

رکھتے تھے سرمہ سا جواب تو خاک
خاک میں اونکی اٹ گئیں آنکھیں

دیکھے دنیا کے جو ظفر بد و نیک
سو قدم پیچھے ہٹ گئیں آنکھیں

بسر یا تو نہیں تجھ بن سے تو سا یہی ابتر کرتے ہیں
نہیں اس سے جہان میں وہ اگر آدھی بات کرتے ہیں

نہ فرصت بات کی بھی دل نے دی اونکے تجھسے [illegible]
ہمیشہ ہم جو کہوان اپنی خرابی اوقات کرتے ہیں

ملی ہیں خاک میں جو نقش پا ہم راہ میں [illegible]
قدم رنجہ نہیں [illegible] ادھر [illegible] بات کرتے ہیں

کیا پیدا ہنر بنے وہ شطرنج محبت میں
جو آئین لاکھ مجنون [illegible] ہم بات کرتے ہیں

جہان تو جائے ہے پیارے برنگ سایہ ان ہم بھی
اگرچہ ناتوان ہیں ایک تیر سا ت کرتے ہیں

بس مردن بھی دنیا کون ہے وہ لوگ اچھے ہیں
جو اپنے ہاتھ سے کچھ جیتے جی خیرات کرتے ہیں

[illegible]

فزون جمال جو اس ہی کبھی وہ حوض مین بہائے
جو اوڑا اوڑ کر پڑیگی وہ کی تیری خاک آنکھون مین

نظارہ دیدۂ بینا تیری لبصر افزا تو ہین لیکن
کھٹکتے ہین عدو جیسے خس و خاشاک آنکھون مین

خدا کے واسطے صورت دکھا جا کر دکھائی پر
کہ بیمار آگیا دم اے بہ انتظار آنکھون مین

جو ہر شب راہ تکتے ہین تری ای ماہ طلعت ہم
تو کٹتی رات ہی جون انجم افلاک آنکھون مین

کھنچی مستون کر ہاتھ نہین کوئی شمشیر شوق
کہان تحریر سرمہ سی تری سفاک آنکھون مین

تماشے دیکھتے ہین گر ظفر کونین کے تجکو
لگا خاک کف پای شہ لولاک آنکھون مین

کچھ ایسا ہو کہ کہین تجکو جان دیکھہ تو پائین
ندیدے ہو گئے دیدہ اک آن دیکھہ تو پائین

ہمیشہ گلشن فردوس ہم جو سنتے ہین
جو حور روش ترا دیکھین مکان دیکھہ تو پائین

پہونچینگے خاک ہین آنکھون سے جبکی انکی ہم
تری گلی مین بھلا پاسبان دیکھہ تو پائین

تمہاری ہونگی نہ جب بھی اے بتو ہندے
ذرا وہ کوئی ادا کوئی آن دیکھہ تو پائین

رکھینگے ہم بھی فلک سے خوشی کی جا امید
کسی کو شاد نہ ای آسمان دیکھہ تو پائین

نکل ہی مینگے تری زلف پر شکن کے بل
مگر ہم اب کی لگے تیر کی کان دیکھہ تو پائین

جو کھوئین آپکو ہم جستجوے جانان مین
ظفر کہین نہ کہین کچھ نشان دیکھہ تو پائین

جو ہم بہار مین مست شراب ہونگی تو ہون
کسی کو کیا ہی ہم آپ ہی خراب ہونگی تو ہون

مطلع ثانی

[illegible]

کوئی ذرہ سا ہی ای ماہ پیکر آنکھہ مین
ہا جو تارے کی طرح پتلی منور آنکھون مین

مطلع ثالث

بھیجکر تجکو نہ بیٹھے تو ستمگر آنکھہ مین
جون بصارت مین رکھون تجکو مقرر آنکھون مین

[illegible]

قطعہ

[illegible]

خاک ہیں ہمکو لگائینگے بہ رنگ نقش پا	وہ جو آتے ہیں ظفر سرمہ لگا آنکھیں

بوسہ رخ دو وہ ہمین	دل ہم اپنا دین تمہین
درد دل اپنا صنم	کیون نہ ہم تجھسے کہین
چپ رہا جاتا نہین	کب تلک چپکے رہین
وہ عبث ہین کوستے	آئے بن کیونکر مرین
تو ہمین دے گالیان	ہم دعائین تجھکو دین
بھر رہا ہے دل مرا	کیون نہ بھر آنسو بہین
چشم و دل دونون بھرے	ہم بھلا کس کو کہین
یہ ترے جور و ستم	بار ہم کب تک سہین

اس غزل پر سب ظفر	آفرین تجھکو کہین

مری لیجاتا وہان خبر ہے کون	مجھے بتلا دو وہ بشر ہے کون
جو مقابل تری نگاہ کے ہو	ایسا رکھتا دل و جگر ہے کون
بار غم جیسے دل پہ ہے لیا	بوجھ یون لیتا جان پر ہے کون
سوز الفت نہین ہم تو آگ	پھر لگاتا ادھر اودھر ہے کون

[illegible]

نہین دیکھتا ہون بجز ہون کون
اور پوچھتا ہون کہ ہون بشر ہون کون
زلف تیری جو کان لگی ہے
جاتی وہ نہین ہر ہون کون

[illegible]

یون تو نہ دھوائے حنا زیبت او پیر کو پاؤن
جو منے دیتی نہ پری عاشق دلگیر کو پاؤن

چلتی میدان مین ہرگز نہین دم قتل عشاق
نہین درکار ہین قاتل تری شمشیر کو پاؤن

لب اوپہ نقطہ ہے کیا روے خط پہ ترے
کہ لگاتی ہے یہ قرآن کو تفسیر کو پاؤن

اے جنون رکھتا ہو آغوش ہی مین اپنی سدا
بس کہ بہاتے ہین مری حلقہ زنجیر کو پاؤن

ذبح کرتا نہین وہ صید فگن کیا ہے ستم
ڈال دیتا ہے جو نہین باندھ کی نخچیر کو پاؤن

دشت گردی مین جنون عمر ہوئی اپنی بسر
نہ تھکے دیکھ تو اوس گردش تقدیر کو پاؤن

اے ظفر یون جو پھرا تا ہے مجھے جون خورشید
توڑنے ہین مرے شاید فلک پیر کو پاؤن

کل دیکھا جو گھر کے ترے دیوار مین روزن
لاکھون ہی پڑے سینہ افگار مین روزن

تیر نگہ ناز سے ہین تیرے ہزار روزن
چھلنی کی طرح میرے دل زار مین روزن

شب دیکھ کہتے تھے ستارونکو ہم مست
کتنے ہین دل چرخ ستمگار مین روزن

ہو بیچ جو مرے نالہ شبگیر کا اک تیر
ہون سیکڑون اس گنبد دوار مین روزن

سوراخ کرے دل مین نکلون اشک کہ ہووے
اس ہیرے سے اس گوہر شہوار مین روزن

روزن کی طرح اپنی کھلی رہ گئین آنکھین
آئے جو نظر آج دریار مین روزن

مستو نکلے ہو سوراخ ظفر دل مین جو دیکھین
گر کوئی خم خانہ خمار مین روزن

مطلع ثانی

دیگر

بستی کے میکدے میں ظفر کب ہوا ہے دور
روز ازل سے مست شراب الست ہیں

ہاں کہا کر نہ رقیبوں سے کیا کرباتیں
رنگ لائیں نہ ... کرنی جیا کرباتیں

دیکھو تقدیر جو اکبار ادھر آتی ہیں
جاتے ہیں لاکھون ہی وہ ہمکو سنا کرباتیں

ہمدم ہوا وسکو مری شکل سے تو نفرت ہی تھی
سن تو جائیں مری وہ دو کہو آکرباتیں

کیا تماشا ہے نہیں کرتے نگہہ بھی وہ ادھر
کرتے ہیں غیر سے کیا آنکھ ملا کرباتیں

بزم جانان میں دلا منہ سے کس منہ آکے
تجھے منظور جو سننی ہیں منا کرباتیں

تجھے اے شوخ غضب یاد ہو جو سب بلا کی
سب سے ملیا ہے ہر دو چار ملا کرباتیں

۱۶ ہی ہم سے دل ایا جدائی میں سے
کرتے ہیں وہ دو بہرا شک بہا کرباتیں

مجھے ڈر ہے کہ منصف کہیں ظفر کا بیان نہ ہو
جھوٹی بھی مری جانب سے لگا کرباتیں

آپ سے آپ ہی وہ ہے بگڑ جاتے ہیں
کچھ نہ کچھ ہے ظفر روز بنا کرباتیں

رحم کچھ آئی جو اوس شک پری کو جینا
کیونکر جی ڈالیے پر اپنا کسی کو جی میں

نہ ملا قطرہ مے دو رمین تیرے ساقی
خون دل بیٹھ رہے اپنا ہی پیکر جی میں

چشم میگون وہ ہمیں یاد جو آئی تو مری
آگئے صاف شراب عشق کے جی میں

کوئی سمجھائے اوسے میری طرف سے غمخوار
اتنی آتی نہیں افسوس کسی کو جی میں

دیگر

عرق جو روے گلگون بت پرفن سے مین پونچھون
تو گویا اوسکے رخسار گل گلشن سے مین پونچھون

سرشک خون کسی صورت نہین تھمتے نہین تھمتے
کہان تک دیدۂ خونبار کو دامن سے مین پونچھون

اسی سے ہے مری زیبایش تن خاکساری مین
غبار کوے جانان کیونکہ اپنے تن سے مین پونچھون

جو خون آلودہ ہے شمشیر قاتل کی تو ہونے دو
مجھے کیا کام جو سرخی لب دشمن سے مین پونچھون

ابھی ہر تار دامن کا برنگ موج دریا ہو
جو چشم اشکبار اپنی ذرا دامن سے مین پونچھون

جو پوچھون خاک تن سے اسے جنون کس چیز کو پونچھون
جو پیراہن ہو میرے پاس پیراہن سے مین پونچھون

مسی آلودہ لب سے گر پسینا اے ظفر پونچھون
تو شبنم باغ مین برگ گل سوسن سے مین پونچھون

اے بتو تم جیسے اہل بغض و کین ہوتے نہین
اور ایسے دشمن ایمان و دین ہوتے نہین

کوچۂ جانان مین ہم گریہ کنان بیٹھے تو ہین
اشک وہ پوچھے نہ پوچھے مردمان بیٹھے تو ہین

دیکھیے ہوتا ہے کب تک مہربان وہ ماہ‌ور
ہم اسی امید مین ای آسمان بیٹھے تو ہین

کیا غرض ہمکو جو ہون منت کش تیغ اجل
قتل ہونیکو ترے ہاتھون سے وان بیٹھے تو ہین

مرشدین سنگ تو بھی کوچے سے نہ اٹھین گے کہین
جیسے مثل نقش پا جان جہان بیٹھے تو ہین

دیکھیے کرتا ہے کب تک وہ کمان ابرو ہدف
کرکے ہم اپنی دلا خاطر نشان بیٹھے تو ہین

ٹھوکرین کرکے سنگ دیکھیے چین سنگ ہاے
کوچۂ دلدار مین ہم ناتوان بیٹھے تو ہین

پوچھتے ہو تم ظفر کیون وہ آسکے یا نہین
آپ اوٹھین کہتے ہین کیا ای مہربان بیٹھے تو ہین

ہم آہ درد جدائی کہین تو کس سے کہین
نصیب تیرے برائی کہین تو کس سے کہین

غبار دل مین ہے اسکے ہماری جانب سے
عزیزو بہر صفائی کہین تو کس سے کہین

سمجھتے ہم ہین اسے نارسائی آتش
جو وان نہین ہے رسائی کہین تو کس سے کہین

ہمارے دل مین ہے اسکے آتش غم پنہان
جو تونے آگ لگائی کہین تو کس سے کہین

حقیقت شب ہجران و روز فرقت ہم
بتاتے ہین وہ رکھائی کہین تو کس سے کہین

ہمارا قصۂ غم سنے تو کون سنے
یہ رنج و درد جدائی کہین تو کس سے کہین

جو دوستی مین تیری کی ہے اپنا حال ظفر
عدو ہے ساری خدائی کہین تو کس سے کہین

ردیف الواو

دیکھو

دریاے اشک تا بفلک پہونچا رات کو	کیون ہوئیں چھوٹ پانی لگا مینہ کا انکو
رکھتی گرہ مین دام ہے وہ زلف خم بخم	چاہے ابھی خریدلے سب کائنات کو
کیا کیا کٹے نہ رشک سے شمشاد باغ مین	وہ سرو قد دکھاؤ اگر اپنی گات کو
پروانے کو جلاکے کیا خاک بزم مین	لگجاے آگ شمع ترے التفات کو
کوچہ مین عشق کے ہین برابر شہ و گدا	کب پوچھتا ہے وان کوئی ذات و صفات کو
ہوتا نگین کی طرح سے ہے ناموری	کرلیتا دل پہ نقش جو ہے نیک بات کو

دیوان ظفر کا دیکھ کے کاتب ہین کہہ رہے
لکھین کہان تلک ترے ہم کلیات کو

ساتھ لو ہمکو تم جھگڑے نہ پھیرو	ڈر ہین اس پھیر مین پڑے نہ پھیرو
میکشو ہوش کہان جو تم جب تک	ساتھ ہے کے ہیے گھڑے نہ پھیرو
پھرتے آوارہ کیون ہو حضرت دل	اوس گلی مین سے جو پڑے نہ پھیرو
جسپہ اڑجاؤ تم یقین ہے کہ پھر	رہو اوس بات پہ اڑے نہ پھیرو
اس زمانے کے چکنے چپڑون مین	تم بھی چکنی بنے گھڑے نہ پھیرو
کون کہتا ہے تمسے پھیر آؤ	بات سن لو کھڑے کھڑے نہ پھیرو
کرتی مضطر ہے دل صدا انکی	پہنکر پاؤن مین کڑے نہ پھیرو

زمین پر رکھتے تھے جو کہ اپنے زمین پانو
جھٹا نہ طائر دل تار زلف سے ہرگز
خلیدہ ہونگے کف پا میں خار مژگان کے
مجال کیا کہ جو پھیلائے رشتہ سوزن
ہوس کو دخل ہے کیا دل میں کوہ باطن کے
کرے جو نمکین کے عرق سے اوسکے خار

وہ اب جنم میں انکا بیٹھے گور میں پانو
پھنسا یہ پھندے میں ایسا او کھینچ کے دور میں پانو
نہ ڈال دیکھ سر راہ چشم مور میں پانو
تمھارے زخمی ہوں گر زخم دل کے چور میں پانو
رکھے ہے چور یہ بے ڈر مکان گور میں پانو
نظر سے کہتا ہوں ہرگز الم نہ آب شور میں پانو

حلال خور کے گھر جائیے ظفر لیکن
نہ رکھیے کوسے حریص حرام خور میں پانو

نہ اتنا دوڑ چلو عاقلو ٹھہر کے چلو
چڑھے ہو نہ یاد کے گھوڑے پہ تم اوتر کے چلو

مطلع ثانی

دکھاتے نازتم اپنے ٹھہر ٹھہر کے چلو
الٰہی خیر ہو دیپے ہے پھر دل بیتاب
جو دل میں ہو نہ کٹر ہو بت اور کچھ منظور
سنبھالو اے رفقا مجھکو ناتواں ہوں میں
نکالا خط کے ہے لکھنے کا تھے وہ عنوان
فرو ہوئی نہیں آتش ہمارے دل کی ابھی

نگر نہ دوش پہ گیسوں کے بانہہ دھر کے چلو
کہ اوٹھو کو جہاں میں اوس شوخ فتنہ گر کو چلو
تو دیکھنا ہمیں پستہ نہ تم کتر کے چلو
اوٹھا تو جلد نہ اتنے قدم ٹھہر کے چلو
نہ او سکے پڑھنے کو تم ساتھ نامہ بر کے چلو
ہماری خاک پہ دیکھو نہ پاؤں دھر کے چلو

ردیف

کیا دیکھے کوئی اوس رخ روشن کی تابکو
جسکے نہ دیکھنے کی ہو تاب آفتاب کو

بوسے عرق سے یار کے خوشبو ہے دماغ
ہم سونگھتے نہین کبھی عطر گلاب کو

سودا مجھے نہین تری زلفون سے اے پری
دیوانہ کر دیا دل خانہ خراب کو

ہے شوق بوسۂ لب میگون ترا جنھین
منھ بھی نہین لگاتے وہ جام شراب کو

ہمنے دیا دہ معرکۂ عشق مین جواب
سب لاجواب ہو گئے سنکر جواب کو

کہتے ہین بادہ نوش لنڈھے مین شفق نہین
شیشے مین آسمان کے بھرا ہی شرابکو

دود جگر جو میرا اٹھا زیر آسمان
دیکھا نظر سے سب نے گھٹا کے سحابکو

جب یاد آ گیا نمکین حسن یار کا
مرچین سی لگ گئین سر دل کبابکو

کرتے ہین یاد ساغر صہبا کو بادہ کش
دریا مین دیکھتے ہین ظفر جب حبابکو

راضی وہ شوخ ستمگر ہو دیکھیے کس سے ہو
اوس پر عتاب کا غصہ فرو دیکھیے کس سے ہو

پیتے ہین یار بزم مین بھر بھر کے جام سے
خالی مگر سبو ہے سبو دیکھیے کس سے ہو

کعبہ مین گر نماز کسی نے پڑھی تو کیا
سجدہ ادا ترے سر کو دیکھیے کس سے ہو

شمشیر و خنجر آپکے دونون ہین آبدار
سیراب اپنا تشنہ گلو دیکھیے کس سے ہو

ناصح نے میرا چاک گریبان تو سی دیا
لیکن یہ سینہ چاک رفو دیکھیے کس سے ہو

مطلع ثانی

نہ چھپا ... کہ جو ... پروانہ
ہمیشہ جو دل کی بہار سے فروغ ہو تو کیونکر ہو

ترے سر پہ ... سو سو بلائیں ... لیکن
شفا نہ دوست کے نصیب ہو نہیں ہو تو کیونکر ہو

کسی جو راز نہاں دل کا میرے اے آنکھ جو
جو تم نگاہ ... کرو تو کیونکر ہو

... چاہتے ہیں ترک عشق ہو لیکن
جو دل ہے بس نہ ہوا ناصح تو کیونکر ہو

ملیں نہ خاک میں جبتک تمہارے کشتۂ ناز
دمیدہ خاک سے ہو نازبو تو کیونکر ہو

جگر پہ زخم تو لگا لے مگر مزا حاصل
نمک فشاں ہو نہ وہ ... تو کیونکر ہو

کرم کہاں کہ ستم بھی ہو کر تو نازستم
جو یہ بھی ہو تو غنیمت ہے وہ تو کیونکر ہو

جہاں کا ... نہیں آزادی شیوہ
چمن میں ... سرفراز تو کیونکر ہو

ظفر جو ہو نہ محبت میں دل بستہ دل کو راہ
وہ میرے حال سے آگاہ ہو تو کیونکر ہو

عجب ہے ... خلاص گیسو کو
وہ ... قرآن کا م کیا قرآن سے بند کو

کہاں اوس چشم فتنی میں ہو یہ تحریر کاجل کی
سیہ ریشم کے ڈورے سے گریباں باندھا ہے آہو کو

جو کشتہ گردش چشم سیہ کا ہو ترے قاتل
سیہ پوشی ... ماتم کیا ہر چشم جادو کو

بغیر از جنبش و کم جا ہو نظر میں ... جسکو
کہ جسکو ... کی حاجت نہیں ہے اس ترازو کو

عزیزو تم نہیں پاتے ذرا ہم لو محبت کی
سفید ایسا زمانہ نے کیا یکبار گیسو کو

وہ آرام دل جان ہے جبتک اپنے پہلو میں
کہو آرام ہو کیونکر ہمارے درد پہلو کو

جو پردے مین رہتے ہین اونسے کیا کہتے ہو پردے ہو
چاہیئے کتنا پردہ دار وہ جب پردہ نشینون کو پردے ہو

کسکو مہمان گھر مین رکھوگے اپنے ایسے تکلف سے
آج نئے دالان مین یہ بندھوا نئے تم پردے ہو

لیکر ساتھ رقیبون کے تم بزم مین جام صہبا کے
شرم وحیا کیون یہ اوٹھاتے آنکھون سے دیکھو پردہ ہو

ہمسے بے پردہ تمکو آتے ہین جب گھر مین ہمسم
ڈالتے اک اک پردے پر تم ہر جا دو دو پردے ہو

دیکھتے ہین ہم چلمن مین سے آپ صریحا جھانکتے ہین
چھپکر سب سے بیٹھے ہوے ظاہر ہین گو یا پردے ہو

دیکھتے ہین جو تمکو ہمیشہ اپنی چشم تصور سے
چاہو تم بے پردہ ہو او نسے پیارے چاہو پردے ہو

مثل شمع فانوسی کب جلوہ تمہارا چھپتا ہے
بیٹھے ظفر سے چھپکر کیون ای پردہ نشین پردے ہو

محفل شادی ظفر آج بھی ہو کل بھی ہو
رات کو ہو رت جگا دنکو ہو چھنک بھی شبہا

گھر ترا شادی کا گھر آج بھی ہو کل بھی
دھوم ہو شام و سحر آج بھی ہو کل بھی

زاہد و بیٹھکے رندوں مین نہ باندھو پگڑی
ہم جو اک بات کہین بزم مین تم سے ہو جائگا
وسعت و پا تا رسے زاہد کہ ہین اپنے رندو
بھول جاؤ تو بلا سے مجھے پر یہ ڈر ہے

اور جو کہنا نہ ہو کوئی دھول کہ جھگڑا باندھو
جھاڑ تم گالیون کی بول سے پھکڑ باندھو
تم ہو شاعر تو مقرر اوسے مکڑ باندھو
مجھپہ بہتان نہ کوئی بنکے بھاکڑ باندھو

اے ظفر دل کے دھوئین مین ہے نہایت تلخی
تم خمسیہ اوسے ٹھہرا کے کہ کڑ باندھو

کون کہتا ہے کہ تو کلفت دل سے خطر سے دھو
زخم دھولی مین مری منظور گر اک چارہ گر
دھو سکے تقدیر کے لکھے کو کوئی کس طرح
تو نے اے غافل اگر دھویا بدن سارا تو کیا
ہو نہین گریہ دھوئی کیا داغ دل تو ان
محتسب میخانہ مین آیا لیے سنگ ستم

لیکن اگر گریہ کہ دہ نشتہ ملے دلبر سے دھو
تو اوسی قاتل کی تو آب دم خنجر سے دھو
یہ نہین وہ حرف دین جو لکھکے تختی پر سے دھو
دھو سکے تو میل دنیا دل کی تو اندر سے دھو
دے سیہ باران کب سیاہی لالہ احمر سے دھو
ہاتھ بس اب شیشہ و ساغر سے دھو

رو سیاہی کو جو دھوئے نامہ اعمال کی
اے ظفر اپنے و خور اشک چشم تر سے دھو

... جو حسن و جمال مین تم ہو
... کے سر کا تل زیر ابرو ہر ...

پری کو لاتے بھلا کب خیال مین تم ہو
دکھاتے ہمکو ستارہ ہلال مین تم ہو

[illegible]

دیگر

پارۂ دل یا کوئی لخت جگر پہونچا تو دو
کچھ نشان میری دوان اشکو گر پہونچا تو دو

سنکے آئے یا نہ آئے بیدرد وہ بیخبر
پر اوسے یکبار تم میری خبر پہونچا تو دو

کہنا جھوکو نسے ہوا سکے ہر تن لاغر مرا
گر اوٹھا یا ہے مجھے تو اوسکے گہر پہونچا تو دو

خوب سرگردان پھرایا حضرت عشق آپنے
ایک مجکو منزل مقصود پر پہونچا تو دو

وصل کی شب تم کرو جس سے کنارا ہی یقین
گور سے اوسکو کنارے تا سحر پہونچا تو دو

قدر و قیمت کچھ تو ہو معلوم دُر اشک کی
جوہری بازار تک تم یہ گہر پہونچا تو دو

جو کہ ہونا ہو سو ہو پر دامن دلدار تک
ہاتھ اپنا ایک دن تم اے ظفر پہونچا تو دو

اوس پہ جفا کی طرز بیداد کچھ نہ پوچھو
جو وہ ستم کرے ہے ایجاد کچھ نہ پوچھو

پوچھو نہ پوچھو دل کا یوں حال تم بلا سے
پر تھرے ہے جو سنکر فریاد کچھ نہ پوچھو

مانند نکہت گل پھر اپنی اس چمن مین
کی جس طرح سے ہمنے برباد کچھ نہ پوچھو

جو کچھ ہے حال میرا صورت ہی سے عیان ہے
کیا پوچھتے ہو میری روداد کچھ نہ پوچھو

دو چار خون گرفتہ روز اوسکو قتل کرتے
جیسا ہے جلاد اوسکا غمزہ جلاد کچھ نہ پوچھو

احوال دل ظفر کا کیا پوچھتے ہو پیارے
کیا جانئے شاد ہے یا ناشاد کچھ نہ پوچھو

[illegible]

غم مجھے کھانیکو دو اور خون دل پینیکو دو ۔ اے طبیبو تم نہ اب کاہے دوا کا نام لو

پھر چھٹا شانہ سے ہو برہم کرے وہ زلف کو ۔ اور خطا وار ہو نہیں تم اس خطا کا نام لو

جو تمھارے جی میں آئے ناصحو فرماؤ تم ۔ پر نہ میرے سامنے ترک وفا کا نام لو

خون عاشق سے کرو رنگین جو ہاتھ کو جو ۔ پھر کبھی ہرگز نہ تم رنگ حنا کا نام لو

حضرت دل ابھی گر جیتے چھٹو اوس زلف سے ۔ پھر نہ جیتے جی تم اس کالی بلا کا نام لو

اے ظفر حشر و فتنہ یا غمزہ و ناز و ادا ۔ کون دل کو لے گیا اوس دلربا کا نام لو

سمجھ کر جو برا مجکو برا کہتے ہیں کہنے دو ۔ کسی کو ہم نہیں کہتے برا ہیں وہ برا کہتے ہیں کہنے دو

نہ لینگے نام جیتے جی ہم اونکی آشنائی کا ۔ اگر ہم کو وہ جیتے جی نا آشنا کہتے ہیں کہنے دو

بچھڑونگا خیال زلف مجکو حضرت ناصح ۔ بلا سے گر گرفتار بلا کہتے ہیں کہنے دو

ہنسی آتی ہے گر تم کو سنیے تم شوق سے لیکن ۔ ہم اونسے اپنا ماجرا کہتے ہیں کہنے دو

وہ کہتے ہیں نہ باز آئینگے اس ظلم و جفا سے بھی ۔ اگر عشاق ہم کو بیوفا کہتے ہیں کہنے دو

نہ روکو میرے غمخوار و نکو میرا حال کہنے دو ۔ لگا کر کان سنتے ہو تم وہ کیا کہتے ہیں کہنے دو

ظفر اب لے ہی لو بوسہ تم اونکے لعل میگون کا ۔ اگر وہ ہمکو بے شرم و حیا کہتے ہیں کہنے دو

خط بھی کبھی جو ہمکو لطف و کرم سے لکھو ۔ خط شکستہ ہیں وہ ٹوٹے قلم سے لکھو

بیچتے ہین جنس دل ہم عشق کے بازار مین
ہو وہی جانبر جسے دے شربت دیدار تو
دون جگہ دل مین اوسی جانون جسے دلسوز ہے
تیری چشم مست کو جو دیکھے ہو جائے خراب
ہو رفو کیونکر ہوا سارا گریبان تار تار
دیجیے اوسکو نہ دل جسمین نہو مہر و وفا
جان و دل ایمان و دین صبر و خرد حاضر ہے سب

شوق ہے اسے جسکو ہو درکار اسمین کوئی ہو
اک انار اور سیکڑون بیمار اسمین کوئی ہو
نالہ ہو یا آہ آتشبار اسمین کوئی ہو
خواہ صوفی خواہ ہو میخوار اسمین کوئی ہو
یہ تو ہان جسے ہو کہ ثابت تار اسمین کوئی ہو
مہر و الفت ہو کہ یہ ہشیار اسمین کوئی ہو
اسلیے شاید پسند یار اسمین کوئی ہو

اپنا ہم ملت وہی ہو جسکا مذہب عشق ہو
اے ظفر کافر ہو یا دیندار اسمین کوئی ہو

لاتے ہو کیون حضرت دل یہ شکوہ دس مین جانے دو
جاتی رہین گر الفت کی وہ پہلی رسمین جانے دو
جائیگا کیونکر تا بچمن صیاد و لی ہیلے بال و پر
جائے اگر پہیرا اولٹا پہیر کر دام قفس مین جانے دو
کرتے ہو اس سوختہ جان کو دیکھو کیون سرگرم فغان
دیگا جلا یہ سارے جہان کو ایک نفس مین جانے دو
کوچہ مین اوس زلف کے دونون ملکے گرواد فغان کر   کہتا ہون جان و دل کو نہ الجھو تم آپس مین جانے دو

قتل کرے گر تمکو ظفر وہ کیا ہے قصور اوس قاتل کا
کرتے اوسکے سامنے جاکر عشق کا دعوے تم ہی تو ہو

چاندنی کس جا دیکھکے شبکو نور کے تڑکے آئے ہو
منھ جو بنا کر آئے ہو تم کس سے بگڑ کے آئے ہو

پوچھتا ہے دیوانوں سے ترے دست میں جنوں بیدود کر
کیوں تم یاں اے خانہ خراب گھر سے اوجڑ کے آئے ہو

کیونکہ نہ روئیں حضرت دل ہم تمکو لگا کر سینے سے
مدت میں تم پاس ہمارے وان سے بچھڑ کے آئے ہو

لیکے جواب خط کو ہمارے وان سے تم اے نامہ برو
آئے تو ہو لیکن کیا کیا پاؤں رگڑ کے آئے ہو

یہ تو ذرا اے دیدۂ گریاں پوچھ تو اپنے اشکوں سے
گرم جو ہو کر آئے ہو لڑکو کس سے لڑ کے آئے ہو

ایک گھڑی کا وعدہ کر کر چار گھڑی کے عرصے میں
آئے ہو تو بات نئی اک دل سے گھڑ کے آئے ہو

بند کیا ہے اوسنے اپنے گھر کے آنے والوں کو
کیا جانے کیا کس کس کے ظفر تم پاؤں پڑ کے آئے ہو

ہے کیا خزانۂ درم و داغ کا حساب
کہتے ہو جنکو حضرت دل لعل شکرین

لکھا نصیب کا سر پہ لکھوائیں آنسو نخیر
پوچھو نہ یہ رقیب سی کھاتی ہین کیونکہ غم

جب چاہو ایک ایک درم ہم ہی پوچھ لو
ہین وہ تمھارے واسطے ہم ہمسے پوچھ لو

جب کچھ کرو کسیکو تو ہم ہمسے پوچھ لو
واقف مزے اسکے ہین ہم ہمسے پوچھ لو

ہم جانتے ہین روتے ہو تم جس لیے ظفر
یہ ماجراے دیدۂ نم ہمسے پوچھ لو

میرے اوسکے ملنے کی لوگون کو خبر ہو کیونکہ نہو
چرچا اوسکا روز سر رہگذر ہو کیونکہ نہو

مین جو ہون سرگرم فغان تو وہ بھی آہین سرد بھرے
گرم و سرد محبت کا دونون کو اثر ہو کیونکہ نہو

عشق مین اوسکے چاک ہو میرا سینہ جو مانند کتان
غم سے میرے داغ بدل رشک قمر ہو کیونکہ نہو

جیب پر نم اشکون سے یان پاٹ بنے جو دریا کا
مثل چادر آب رواں وان دامن تر ہو کیونکہ نہو

جلتے گذرے سارا دن جو مجھکو یان خورشید صفت
شمع نمط وان سوزش دل سے رات بسر ہو کیونکہ نہو

نا لہ اپنا وہ ہے بلا سن کے جسے اے رشک پری
پہونچتا اک آسیب سے گوش جن و بشر کے پردے کو

تا یہ تجھے در پردہ دیکھین اور نہ دیکھے کوئی انھین
آنکھون پہ باندھا اس خاطر مژگان تر کے پردے کو

عشق ترا اے شوخ پری وش کرتا ہے کیا کیا پردہ دری
دست جنون سے میری قبا کے ٹکڑے کرکے پردے کو

واسطے ہے اس شمع کے بہتر شعلہ رخ فانوس ہی
کیجیے برقع منھ کا اپنے چشم ظفر کے پردے کو

نہ جاؤنگا اوسے آج ہمنشین کچھ ہو
وہ مین نہین کہ شکایت کرون کسی سے نری

جو آئینگے سر میدان امتحان سر بانہ
کرین حوالے دل و جان و دین و ایمان تک

جو میرے قتل کا ہے قصد تمکو بسم اللہ
فروغ حسن سے تیری ہو شمع کیا مہتاب

بلا سے مجھسے وہ خوش ہو کہ خشمگین کچھ ہو
کرون تو جبکہ مرے دل مین مہ جبین کچھ ہو

جھکا ئینگے وہ سر زیر تیغ کین کچھ ہو
اوسے ہماری محبت کا گر یقین کچھ ہو

چڑھا و تیغ بکف ہو کے آستین کچھ ہو
جو ہو تو چرخ پہ شاید مہ جبین کچھ ہو

کرے جلا کے بلا سے ہمین وہ خاکستر
ظفر کرینگے ہم اک آہ آتشین کچھ ہو

تعریف تیغ ابروی پرخم کی اپنے تم
کیا سنتے ہو جو صفاہان مین سنو

چرچا تم اپنی چشم سیہ مست کا مدام
ہر ایک مے فروش کی دوکان مین سنو

قصہ زبان خار سے وحشت کا میری تم
کہدے یہ وحشیون سے بیابان مین سنو

سنتے ہو گر برائی کسی کی تو غافلو
منہ ڈالکر تم اپنے گریبان مین سنو

کہتے تھے ہم دکھاؤ نہ اپنی ادا و آن
تو قتل کتنے ہوگئے اک آن مین سنو

سنتے ہو جسکا ملک سلیمان مین شور حسن
دھوم اوس پری کی جاکے پرستان مین سنو

دیکھو نہ کوئی تذکرہ پھر ایک بھی غزل
پڑھوا کے تم ظفر کے جو دیوان مین سنو

نکہت مین ہو نہ پوشیدہ نکوخوئی کی بو
جو ہے خوشبو ادہمین کب چھپتی ہے خوشبوئی کی بو

اے گل رعنا دورنگی ہے بری ہر بات مین
بات مین تیری سنائی ہمنے یکسوئی کی بو

کیون لگاتا منہ سے بدگو یونکو اے غنچہ دہن
انکے منہ مین سے چلی آتی ہے بدگوئی کی بو

وہ معطر ہے رضائی سر پہ تیرے خوبرو
لے بلائین بوستان سونگھے اگر روئی کی بو

ایک مدت اس چمن مین ہم پھرے مثل صبا
پر کسی گل مین نپائی ہمنے دلجوئی کی بو

گلبدن تیرے بدن کی کیا کہون خوشبو کہ وا
نے چنبیلی کی ہے بو ایسی نہ ہے جوئی کی بو

زلف نے اوسکو سکھائی کج ادائی اے ظفر
نکلے ہے ہر بات مین اوسکی جو خم روئی کی بو

کیا جو تمنے میرے ساتھ اپنے دل سے وہ پوچھو
مجھے بس چپ ہی تم رہنے دو کھلواتے زبان کیون ہو

یقین جب یہ ہوا تمکو نہین کوئی حسین مجھسا
تو پھر فرمائیے میری طرف سے بدگمان کیون ہو

نکل سکتی ہے چبھ کر دل سے کوئی پھانس الفت کی
مرے اے ناصحو تم دل مین لیتے چٹکیان کیون ہو

تم اوس جان جہان کو جانتے ہو ہے وہ ہرجائی
ظفر اوسکے لیے پھر ہوتے رسوائے جہان کیون ہو

آو اپنے ہوش مین مستو جلتنے ہو آتش ہی کہو
کھینچتے ہو تم کیون نخوت سے مثل مہ نو سر پہ فلک
اگے ہوا مین سرکشی اتنی کرتے ہو کیون مثل حباب
گرد گنہ سے دامن اپنا پاک ہو کتنی کس سمجھے
لوگ بناتی باتین ہین جو آگے تمھاری بڑھ بڑھ کر
اے غم و درد عشق محبت دل مین رکھیو تم جتنے

پی پی کے مست نبکار وجلتنے ہوا وتنی ہی ہو
ہو گئے حقیر آنکھون مین دیکھو جلتنے ہوا وتنی ہی ہو
بجھنا ہین اک دو نفس ہو جلتنے ہوا وتنی ہی ہو
اپنے گریبان مین منھ ڈالو جلتنے ہوا وتنی ہی ہو
اونسے تم اتنا کہدو جلتنے ہوا وتنے ہی رہو
ہو قلت نہ کثرت ہو جلتنے ہوا وتنی ہی ہو

بولے لب جو ہمنے مانگا اوسنے ظفر تو کہنے لگے
حد سے زیادہ بڑھیو نہ دیکھو جلتنے ہوا وتنی ہی ہو

[illegible]

بھردین نمک گر زخم جگر مین جائے مرہم چارہ گر
دل کو مرے حاصل ہو مزا کیا اچھا ہو کیا اچھا ہو

ہے یہ تمنا بعد فنا گر خاک اوڑا کر لے جائے
اوسکی گلی مین باد صبا کیا اچھا ہو کیا اچھا ہو

اور مرض گر کچھ ہووے تو شاید اچھا ہو جائے
لیک صنم بیمار ترا کیا اچھا ہو کیا اچھا ہو

کشتۂ قامت اوس کافر کے جتنے ہین سب اوٹھ اوٹھکر
کردین اگر اک حشر بپا کیا اچھا ہو کیا اچھا ہو

جو پڑا ہے پردۂ غفلت اپنے دیدۂ دل پہ ظفر
کوئی اگر دے اوسکو اوٹھا کیا اچھا ہو کیا اچھا ہو

وہ پاتے ہین مری جس بزم با فراغ مین بو
جھلکتی وان نہین اونکی ہے جو باغ مین بو

کوئی تو غیرت گلزار آج آیا ہے
مہک رہی ہے کچھ اور صحن باغ مین بو

سرشک تلخی غم مین جو داغ سوزان ہین
تو گرد تیل کی آتی ہے اس چراغ مین بو

کلیجہ سوز دروں سے ہو گیا شاید
جلی جلی سی کچھ آتی ہے دل کو داغ مین بو

گرے جو اوس لب میگون سے قطرہ دریا مین
شراب کیسی حبابون کو ہو ایاغ مین بو

اوگے ہو لالہ کہان قیس و کوہ کن کی
ہنوز خون کی آتی ہے کوہ و راغ مین بو

[illegible]

نہیں ہے یاد دنیا کا ظفر کوئی ذرا مجکو

اس عشق کا وہ ... سے بہم ... مجکو

کچھ تیرا پہ بچھوڑا تھے ملنا غیر کا پیارے	ہمیں تو کھا گیا یہ غم بھلا مانو برا مانو
تمہاری دوستی ہے مگر کوئی لاکھوں میں کم آیا	تمہیں ہو دشمن عالم بھلا مانو برا مانو

پر انکو منہ لگاتے ہو بھلوں سے تمکو نفرت ہو
ظفر کو ہے یہی بس غم بھلا مانو برا مانو

یوں ہر ہو غیر کو گھر پھر خفگی کیونکہ نہو	کہیں آؤ ادھر پھر خفگی کیونکہ نہو
شب ہوا گر وہ اس کو ہی ہے تم نفرت دل	اس طرح روو ہیں پھر خفگی کیونکہ نہو
ہم نہیں چھوڑتے ہیں اوسکا خیال رخ و بال	ہمیں یوں شام و سحر پھر خفگی کیونکہ نہو
روبرو اوس رخ روشن کو شب ماہ میں ہم	دیکھنے کے سوئے قمر پھر خفگی کیونکہ نہو
اوسکے جاتے ہی دلا جی گذر جاتے ہیں	کچھ توقف ہو اگر پھر خفگی کیونکہ نہو
ابر مژگان سے جو ہر روز کبھی تو برسات	اونکی اے دیدۂ تر پھر خفگی کیونکہ نہو

جھوٹی سچی جو مری اونسے لگائیں باتیں
ایسے لوگوں سے ظفر پھر خفگی کیونکہ نہو

تصور زلف مشکیں کا ہے یہ کسکی بندھا مجکو	جہاں میں جو نظر آتا ہے اک اندھیرا سا مجکو

مطلع ثانی

کہا بلبل نے عشق گل میں ہے حاصل ہوا مجکو	کر غنچے میں بجا کر شکایاں رنج اوٹھا مجکو

مطلع ثانی

ٹلینگے بلہوس آسانہ میدان محبت سے
اگر ہم کشتۂ تیغ جفا ہونگے تو ہو نڈوو

ذرا آئین سر رہ مقتل عشاق ہٹا اینز
جو لا کھون فتنۂ محشر بپا ہونگے تو ہو نڈوو

اوٹھینگے ہمنشینو ہم نہ ہرگز کوی جانان سے
جو پامال عدو جون نقش پا ہونگے تو ہو نڈوو

رہینگے غرق ہی دائم ہم اپنی بحر الفت مین
اگر اسپر بھی وہ نا آشنا ہونگے تو ہو نڈوو

چلے ہین کوچۂ گیسو مین شامت ہی دلکی
بلا سے وان گرفتار بلا ہونگے تو ہو نڈوو

ظفر تم آج شبکو گھر مین اوس مہوش کی جا دیکھو
بلا سے اسکے چرچے جا بجا ہونگے تو ہو نڈوو

تری زلفونکا ہوا جیسے کہ سودا ہمکو
ایک اندھیر جہان مین نظر آیا ہمکو

مطلع ثانی

دے چکے آپ تسلی و دلاسا ہمکو
مرحمت کیجیے اب دل ہی ہمارا ہمکو

ہے اس طرح جو رکھتے ہو روا جور و ستم
کیا نہین جانتے بت بندۂ خدا کا ہمکو

اپنی برگشتگی بخت کا یارب ہو برا
دین بھلائی پہ بھی الزام دہ اولٹا ہمکو

شغل آئینہ جو ہم آٹھ پہر رکھتے ہین
اپنی صورت مین وہی یار نظر آتا ہمکو

نرہی دشت نوردی کی جو طاقت تو جنون
کنج زندان ہی مین پھر تو لی بٹھایا ہمکو

عمر کی ہمنے بسر بے ہنری مین تو نہین
وای قسمت نہ ہنر کوئی بھی آیا ہمکو

کچھ تو تھی دل مین کدورت کہ جو بی خط غبار
ایک خط اوس بت نوخط نے نہ لکھا ہمکو

[illegible]

[illegible]

خون ہوا ہے یا کہ ارمان جاکر جو ابھی چھپاتا	چاہتے دل جنبی ہو ذرا تم مسکان تو پکڑو
کیا ناز ہی نزاکت سے ہی یا تنگی نشست ہے	تیر پر بسمل پہ ذرا آتش کر کمان تو پکڑو

پہلے آج بھاگ چاہا دل اوس گلی کو ظفر
کہتے ہیں سگ وہ ہوا وہ سے پاسبان تو پکڑو

دیکھ کر چہرہ پہ کھلا زلف چلیپا رات کو	اور بھی بیکھو ہوا وہ چند سودا رات کو
یا وہ خال رخ ہین تیرے جبین سوختہ	ہم تڑپے گنتے رہے اک ایک تارا رات کو
مانگ ہی زلفوں میں تیری اوبٹ زیر چمن	یا فلک پہ کہکشان کا خط ہی سیدھا رات کو
چاند سے مکھڑے پہ رہتی ہی ہوا سی کشب زلف	چاندنی میں پھر رہا ہی سانپ کالا رات کو
آپ یوں چھپ چھپ کے کوی یار میں جاتی تو ہو	حضرت دل پاسبان سی ہو نہ جھگڑا انکو
سرمہ سا آنکھوں کو تیری دشنہ کی آتی ہو	بیٹھتے ہیں اک تپا کر مرگ چھالا رات کو
ڈر ہے چشم ماہ کی تکاو نہ لگ جائے ظفر	دیکھا مو کو ٹیٹے پر چڑھا ہی بتہا را انکو

قطعہ

تم جو کہتے ہو کہ ان کو ہوتا ہی افشائی راز	گھر میں سیر کا ظفر تو شوق سے آنکو
اپنے دربانوں سے کہدو ہین تو کیں نہیں	ورنہ ہو جائیگا در پر مفت دنگا انکو

دیگر

دیکھو بوسہ نہ بہت ہوش ربا سی مانگو	اپنی اسے حضرت دل خیر خدا سی مانگو

جلد چہارم دیوان ظفر

[illegible]

نہ اہل حلم دل میں بات رکھکر ہوں گران خاطر
کہ رکھے دل میں اولٹے کو نہ کچھ کہسار سیدھی کو

ہمیشہ کجروی کی بات ہے مقبول عالم میں
سمجھتے ہیں خلش گر دل میں مثل خار سیدھی کو

نہوتی قدر ہر گز راست بازوں کی زمانے میں
سمجھتا ہی نہیں ہے چرخ کجرفتار سیدھی کو

ظفر کیسی پڑھادی غیر نے الٹی اونھیں الٹی
کہ واں اقرار الٹی کو یہاں انکار سیدھی کو

وحشت یہ کہہ رہی ہے کہ گھر سے نکل چلو
آئی بہار چھوڑ کے سر سے نکل چلو

جانا ہے کوے یار میں تمکو اگر شتاب
اے طفل اشک دیدۂ تر سے نکل چلو

بیم رقیب ہو جو مری گھر کی راہ میں
اے جان اور راہگذر سے نکل چلو

گردش میں چشم شعلہ نما کی طرح سے ہی
جب جاتے چھپکے میری نظر سے نکل چلو

فرقت میں کہہ رہی ہے مری آہ گرم سے
سینہ میں دل سے جان سے جگر سے نکل چلو

کتنا خدنگ نالہ سے ہی اپنا تیر آہ
نہ گنبد فلک کی سپر سے نکل چلو

تم بات بھی نہ راہ میں اغیار سے کرو
رہتے جھگڑتے اپنے ظفر سے نکل چلو

وان سے رقیب قبع کہیں ہوں کوئی نہو
جب سے مزا گیا ہے یہیں ہوں کوئی نہو

افسوس آہ و نالہ و فغان تیر گوشہ شو
تا ہیچ جائے ماہ جبیں ہوں کوئی نہو

بہتر ہے واقف اپنا اگر دل کا راز کا
گفتہ جو عشق پردہ نشیں ہوں کوئی نہو

دیکھا بتونکو ہے خدائی میں دوستو
بیٹھے ہے دشمن دل و دین ہوں کوئی نہو

افسوس ہے کہ خنجر و شمشیر اپنے پاس
جب تیر سینہ چیر کے کہیں ہوں کوئی نہو

ہستا ہے تیرے گوہر دندان دیکھ حسن
ہیرے ہوں خواہ دُر ثمین ہوں کوئی نہو

یون تو ہوں جان نثار سبھی او نپہ ہو سوا
جب کھینچے وہ خنجر کہیں ہوں کوئی نہو

کیا ہی ہمارے ہے یہ تیون کو جس اے ظفر
کہتے ہیں یہ جہان میں ہمیں ہوں کوئی نہو

تو خط خط کی نہ تم تحریر کی توبہ کرو
ایک جھوٹی جھوٹی اس تقریر کی توبہ کرو

بوسہ بے مرضی نہیں ہے لیا ہے جرم میں
مہربان تجویز سے تعزیر کی توبہ کرو

کہتی ہے وہ زلف اپنی عہد میں آہنگر و
تم اٹھ ہمت سے آہنی زنجیر کی توبہ کرو

اپنے منہ سے آپ کہتے ہو کر ہیں تقصیر وار
بشتابا تمنے گر تقصیر کی توبہ کرو

لگ گئے یان خاک میں کیا کیا محل جوں نقش پا
نا گلو اس کار سے تعمیر کی توبہ کرو

آ گئے پہلے ہی قبضہ میں تمہاری او میان
کیوں عالم میں یہ یوں شمشیر کی توبہ کرو

منہ سے کیا مانی و بہزاد جو کھینچو گے تم
کچھ شبیہ اوس عالم التصویر کی توبہ کرو

کشادہ کار ہو دل کی کہین کہان جلدی / الٰہی گوشۂ ابروی مہ جبین کی گانٹھ

بغیر ناخن موج جسنا کبھی نہ کھلے / حباب دار ہمارے دل حزین کی گانٹھ

خدا بچائے کہ عارض پہ سبزہ رنگون کے / یہ گانٹھ زہر کی ہے خال عنبرین کی گانٹھ

ظفر جدا ہو نہ تسبیح سے کبھی زنار / ہر ایک دانہ کے گھٹ مین ہے کفر و دین کی گانٹھ

دیوان

لب خوبان مہ جمال کو دیکھ / مجکو آئی ہنسی ہلال کو دیکھ

تیرا کلک خیال سے نقشہ / کھینچا ہن دیکھیے اس کمال کو دیکھ

ہو قیامت بپا قیامت پر / تیرے قامت کی تیری چال کو دیکھ

ای دل اوس زلف سے اولجھکر تو / سر پہ لیتا ہے کیون وبال کو دیکھ

رکھتا ہون مین خیال وصل ترا / مجکو دیکھ اور مرے خیال کو دیکھ

تیرہ بختون کا کوکب طالع / گر نہ دیکھا ہو اپنے خال کو دیکھ

بوسہ مانگون تو وہ کہے ہنسکر / اپنے منھ کو اور اس سوال کو دیکھ

ہے یقین جلد آئے گا قاصد / کہ گیا ہے وہ میرے حال کو دیکھ

پڑھتا ہون قافیہ بدل کے غزل / اے ظفر میری بول چال کو دیکھ

تو اوٹھا کر نظر ادھر کو دیکھ / مین رہا ہون تری نظر کو دیکھ

دیوان

جھپکتی ہے کبھی ہر اوس شوخ بیحجاب کی آنکھ
وہ کون ہے کہ لڑی جسکی آفتاب سے آنکھ

کیا گناہ ہون اسیر جسے یہ شرمندہ
کہ میری اوٹھ نہیں سکتی کبھی حجاب سے آنکھ

صفائی دیدہ کی دیکھو جیا کا نہیں
مثال آئینہ دھوئی ہوئی ہے آب سے آنکھ

ہووے قابل نظارہ گل رخسار
ہزار بار اگر دھوئیں ہم گلاب سے آنکھ

پیے ہے خون کسیکا یہ تیرا نرگس چشم
نہیں ہے سرخ تری نشہ شراب سے آنکھ

تری جو عارض روشن کی اک جھلک دیکھی
ابھی تک بھی سیر ہوئی مہر آفتاب سے آنکھ

پھر اخراب و دیوانہ بجانہ وحشت میں
تمہاری پھر گئی جس خانمان خراب سے آنکھ

یہ میری طالع خفتہ کی خوبیان ہین کہ وہ
جب آئے ہین خواب میں کھلجائے میری خواب سے آنکھ

خدا نے دی ہے نظر جسکو اسے ظفر اوسکی
رہی ہے ایک ہی پیری تلک شباب سے آنکھ

اپنی تو سوا اسیر کسی پر نہ پڑی آنکھ
سو پردہ نشین اس پردہ نشین کبھی نہ لڑی آنکھ

کیا پوچھتے ہو بات ہے کس طرح کٹی رات
تا گلشن شب فرقت مین نہیں ایک گھڑی آنکھ

ہر ایک مژہ کو دیے ٹکڑون سے جگر کے
کیا خوب سنوارتی ہے بیجو لونکی جھڑی آنکھ

دنیا کی نشد آمد کا شریفون کو تحمل
کیونکر ہو اوٹھا سکتی نہیں جو بڑی آنکھ

غارتگر دل یون تو ہین سب ابرو و مژگان
پر آفت جان سب سے ہی اوس شوخ بڑی آنکھ

کیونکر نہ جلا دیکھ کے پروانہ کو سب سے
اے شمع لڑائی ہے تو بد شرم کھڑی آنکھ

جسکے کاسۂ فقر ظفر سر پہ ہے رکھا
وہ مال سمجھتا ہی نہیں تاج شہی کچھ

ہر ادا اک بلا ہے معاذ اللہ	تو وہ کافر ادا معاذ اللہ
دل کے ڈسنے کو کیا بلا ناگن	ہے وہ زلف دوتا معاذ اللہ
چشم سحر آفرین وہ فتنہ ادا	نگہ فتنہ زا معاذ اللہ
ماجرا ہو سکے ہے کب تجھ سے	ترک مہر و وفا معاذ اللہ
میں کہوں تو ہے تجھ سے جھوٹ بول	تو یہ کہہ زاہدا معاذ اللہ
ہو برا تجھ سے آپ کو وہ کہے	کب کسی کو برا معاذ اللہ
چھین کر دل لیے وہ بیٹھے اور کہیں ہم	تجاہل اس دلربا معاذ اللہ

اے ظفر زیر چرخ فتنہ پرداز کی راست
ہو سکے بے تو کیا معاذ اللہ

شیشہ میں کسی نے اوتارا اتفاقاً تو شیشہ	اگر کسی کے ہاتھ سے ٹوٹا اتفاق سے شیشہ
نہیں تو جام ہی پہ ٹالا رہا ساقی	ہوا نصیب کبھی اتفاق سے شیشہ
بستہ دو نہیں جو بادلی بزم عشق	ملے جو جام سے کیا اشتیاق سے شیشہ
نگہ فلک سے طلب شربت محبت کی	بھرا ہوا ہے یہ زہر نفاق سے شیشہ
اگر اشارہ ہو کچھ چشم مست ساقی کا	تو آئے بزم میں اک طمطراق سے شیشہ

کچھہ حیا بھی ہے تصور کی آنکھوں نہیں	ہے اوسنے جو یون چھپائی آنکھہ
دیکھے اوس آنکھہ کو کوئی پھر کیا	ہو جو سو بار دیکھی بھالی آنکھہ
شب تاریک ہجر مین مجھہ پر	سر ہتا رسنے کیا نکالی آنکھہ
پہپہے پہر دم ترے تصور سے	ہیوی ایسی کبھی نہ خالی آنکھہ

ظفر آنسو نہیں کبھی تھمتے
اپنی ہے کیا ہی رونیوالی آنکھہ

میرے سے خط کا گر اوسے کچھہ مدعا لکھ جائے ہاتھہ
سے قلم قاصد کا ہو کاتب سے کبھی لکھوائے ہاتھہ

مطلع ثانی

جسکو گلچین سے مہندی کے بھرے دکھلائے ہاتھہ
خون ہی پی جاؤن اوسکا مین جو وہ آجائے ہاتھہ
فندق و دست حنائی دیکھکر کہتا ہے مست
ہاے رنگت ہاے فندق ہاے مہندی ہاے ہاتھہ
اوس بت رنگین ادا کی یہ بھی ہین رنگینیان
جو بہانے سے حنا کے غیر سے بندھوائے ہاتھہ

نقشہ روی نکو تیرا کھینچے امکان کیا	لاکھہ باری گر مصور توڑکر بنوائے ہاتھہ

لگادیے دل و دین بازیِ محبت پر
اب اور کیا ہے کہ بیٹھے ہیں ہم جھاڑ کے گانٹھہ

گئے تو ہیں سے غمخوار روان مجھے ڈر ہے
ظفر نہ لے وہ ادھر سے او دھر اوکھاڑ کے گانٹھہ

یہ قدرت نے جو لکھا ہے تمھارا نقشہ
نہ کھینچا ایک مصور سے وہ سارا نقشہ

مطلع ثانی

ہمنے دیکھا جو ترا آج دل آرا نقشہ
ہو گیا دیکھتے ہی اور ہمارا نقشہ

پنجۂ مہر کی دیکھی نہ شفق میں یہ شکل
دست رنگین کا ترے ہی جو نگارا نقشہ

رخ روشن پہ ترے خال کا شب تا ہے یہ
چھپ گیا دیکھ کے ہر ایک ستارا نقشہ

وہ خود آرا نہیں صورت ہی دکھانا مجکو
تو مجھے کھینچ کے مانی وہ تمھارا نقشہ

آفرین کلک تصور کو مرے کیا اوسنے
ورق دل پہ ہے سب اوسکا اوتارا نقشہ

آہ پر سوز جلا دیو نہ کہیں دامن چرخ
رکھتا ہو اور یہی کچھ اسکا شرارا نقشہ

اک فقط رخ سے ہی کچھ ملتی نہیں صحفی
ملتا کب ماہ کا ہے یار سے سارا نقشہ

یار کی ملتی شباہت ہے اگر لیلی سے
تو ظفر ملتا ہے مجنون سے ہمارا نقشہ

جوش گریہ سے لگی بہنے جو دریا آنکھہ
ہو گئی کس بحر خوبی سے ہماری چار آنکھہ

قرات ساقی ہین اوہ وہ ... زبان
فقط اسے ... طفل ... گرہ

دیگر

ذبسہ ہم ... پیا پڑ و گلے ست لگ جاو
گر غم کی دل مین پڑے تا نہ اس بگاڑ مین گانٹھ
گرہ جو سال گرہ کی تھی کو بکن سے لگی
یہی ہے لعل بدخشان وہ پہاڑ مین گانٹھ
پھرے ہین دشت مین دیوانے نقد دل دیکر
کہ زر کی ... مفلس ... مین گانٹھ
رہی ... جو اسے لگی ... نظر
جو دل سے کھلی تھی ... مین گانٹھ

... خلوت ...
... دوا ... مین ...

دیکھی ہمین آ ... نظر مین گرہ	... دل ...
دیکھی ہو ... مین گرہ	... دل ...
مردمک آسا سیاہ ... قمر مین گرہ	...
دل سے ... مین گرہ	... مین ...
... مین گرہ	... یاد ...
ہو وہ ... مین گرہ	... گرہ ... دل

دل مین وہ ... بسم اللہ
کیا عجب ... دل مین ... بسم اللہ
یہ قدرت کی ... بسم اللہ
... بسم اللہ
... بسم اللہ

ہو کے پیدل ڈالنا مت اسے ظفر
اوپر اوسکے نازکے مرکب سے ہاتھ

کھینچ نالے جو گئی ضعف سے ہم ہانپ کے بیٹھ
تو زمین ہل گئی اور چرخ گیا کانپ کے بیٹھ

ہے چھپا بیٹھا کہ جو تم بھیروں تاڑ سفینے ہیں تو
اڑ گیا جان کو ہم ... ڈھانپ کے بیٹھ

ناگنی زلف کی تیری وہ بلا ہے کافر
دیکھا جس نے گئے دانت سے سانپ کے بیٹھ

شب کو وہ ماہ وش آیا جو لب بام تو ماہ
چادر ابر میں منہ اپنا گیا ڈھانپ کے بیٹھ

جودت طبع ظفر ہم میں جہاں دکھلاتے
پاؤں کے گھوڑے کبھی جاتے ہیں جو ہاں ہانپ کے بیٹھ

جی کھول کے رو لیجیے ہے یہ ہوس شیشہ
پر ساتھ ہی ہچکی کی اوٹھا نفس شیشہ

داغوں میں محبت کے دیکھو تو مرے دل کو
رکھے ہوئے ساغر میں کیا پیش و پس شیشہ

منہ کھلتے ہی شیشہ کا اوڑ جائے ہوائی ساقی
بو کے گلگون ہے مرغ قفس شیشہ

ہیں دیدہ و دل حاضر گریہ کو یا تھوں تک
ہے دسترس ساغر اور دسترس شیشہ

ہر آبلہ پا ہے ہمسر اس شیشہ سے
اور کانٹے ہیں گرد اوسکی مانند مس شیشہ

کیا خوب ہو زینہ گر یاد و پیستونکی
ہو گنبد تربت پر ساقی کلس شیشہ

دل میں ہے خیال آیا خال رخ جانان کا
اب دیکھیے نکلے یہ کیونکر مگس شیشہ

ہے جی میں ظفر کیجے خالی دم سے نوشی
شیشے کو بس ساغر اور خم کو بس شیشہ

دیگر

پھونک کر دیکھ پھونک پھونک کے قدم ... اور ہے نقشہ

اس گلی میں کچھ اور ہے ... سے

دل مضطر کا یار بن ... اور ہے نقشہ

اب عشق میں کچھ ... اپنی حالت ہے

کیا ہی ... سے اپنی ... اور ہے نقشہ

اے ظفر ... کب کی ... صورت کا

اس غزل میں کچھ اور ہے نقشہ

دیگر

میں نہیں دل سے بت ہوش ربا کا بندہ	نہ وہ سرکشی ہوں وہ میں ہوں خدا کا بندہ

مطلع ثانی

کوئی ایسا نہیں دنیا میں خدا کا بندہ	کہ نہیں اوس صنم ہوش ربا کا بندہ
کیونکہ پھر قدر ہو کچھ مہر و وفا کی اوسکو	کہ وہ ہمہ نہیں مہر و وفا کا بندہ
اوسکو ادھر سے ترے شرم و حیا کا عالم	ایسا دیکھا ہی نہیں شرم و حیا کا بندہ
ہو ترا شربت دیدار میسر جسکو	درد میں ہو نہ وہ محتاج دوا کا بندہ
سر خرو حشر کو ہوگا وہی سب بندوں میں	جو شہید اوسکی ہوا تیغ جفا کا بندہ
تیرے ہر جور پہ صابر ہوں جفا پر راضی	دیکھ تو میں بھی ہوں کیا صبر و رضا کا بندہ
تو جو ہے بندۂ حق بیٹھ خدا کے در پر	در بدر پھرنے نہ پھر حرص و ہوا کا بندہ
خواہ ہو گبر کوئی خواہ مسلمان لیکن	یاں نہیں کون تری آن و ادا کا بندہ

اے ظفر جیسے میں اوس بت کا بنا ہوں بندہ
دیکھتا ہے مجھے ہر ایک خدا کا بندہ

آج کل میں کچھ اور ہے نقشہ	گھڑی پل میں کچھ اور ہی نقشہ
اونکی الفت میں جو خلل آیا	اُس خلل میں کچھ اور ہے نقشہ
ماتم کوہکن سے اے شیریں	ہر جبل میں کچھ اور ہے نقشہ

[illegible]

ہزار آئی بھی دل میں تو کچھ تغافل ہے | تو اوسنے اک نگہ التفات سی کھو دی

وفا کا منہ سے نہ لینا تھا نام دوان ہمسے
سب اپنی بات ظفر ایک بات سی کھو دی

کہے ہے اور بیگانہ یگانہ اور کہتا ہے | دل اپنا اور کہتا ہے زمانہ اور کہتا ہے
نکلکر آہ سینے سے مری کچھ اور کہتی ہے | اور آنسو آنکھ سے ہوکر روانہ اور کہتا ہے
نہیں آسان لگانا تیر دل پر سخت جانونکے | کہ اے ناوک فگن کچھ یہ نشانہ اور کہتا ہے
کہا اسکا کرون ہو قصد کعبہ اور کچھ کہنا | اور اوس کافر کا شوق آستانہ اور کہتا ہے
یہ ہین تقدیر کی باتین کہ ہین کچھ اور کہتا | ہوا وہ سنکے برہم اوسسے جانا اور کہتا ہے
اور ہی سنکے بچھاری قصہ خوان نیند اپنی آنکھ سے | ہمارے آگے تو وہ ہی فسانہ اور کہتا ہے

جہان میں اور شاعر سوائے ظفر کچھ اور کہتے ہین
جو تو کہتا ہے شعر عاشقانہ اور کہتا ہے

اعجاز نما جلوہ ہو سا سے فلک ہے | خورشید نہین ید بیضای فلک ہے
انجم سے جو ہے انجمن آراستہ کرتا | کیا جانے وہ کون انجمن آرائے فلک ہے
کیا تاب تجھے دیکھ سکے ایک نظر بھی | ہر چند کہ سر دیدۂ بینائے فلک ہے
قطرے وہ جبین پر نہین ہین جمع عرق کی | جیسے کہ تجلی عقد ثریائے فلک ہے
دوری مین تری اے مہ بے مہر ہمیشہ | جولانگہ نالہ مرا پہنائے فلک ہے

[illegible]

[illegible]

کہکشاں سے خیمہ چرخ بریں میں چھوڑ کے
اور سموچ ریگ [illegible] فرش زمین میں چھوڑ کے

چستی قد پہ تیرے کیا ہی تھا راستی
جیب میں نے جھول [illegible] آستین میں چھوڑ کے

قطع کرنا چاہیے [illegible] سرو سے
تو نے کیوں کھا قبائے نازنین میں چھوڑ کے

[illegible] میں [illegible]
رکھتی عریانی کچھ اپنے پوستین میں چھوڑ کے

ہے عجب ساماں [illegible] ہوا سیر سوا
[illegible] اس [illegible] گردوں بریں میں چھوڑ کے

گر کبھی [illegible] لکھے
میری آنکھوں کی سیاہی [illegible] قلم [illegible] لکھے

جسکو [illegible] لکھنا [illegible]
چاہیے صفحے پہ وہ ماہ منور کے لکھے

اس قدر مشکل [illegible]
گر لکھے نسخہ طبیب [illegible] لکھے

ہے طویل اتنا [illegible] لکھے
[illegible] لکھے

تیرے قد کی راستی کا [illegible]
سطر [illegible] وہ بغیر از خط [illegible] لکھے

[illegible] تاریخ وفات
[illegible] لعل [illegible] لکھے

لکھے جو شعر عاشقانہ اس سے کیا حاصل ظفر
گرچہ [illegible] دارا و سکندر کے لکھے

بات اک روز میں احباب بنا کر کہتے
کبھی ہیں نقل کبھی خواب بنا کر کہتے

[illegible] بہت
کیوں برا اسکو وہ بیتاب بنا کر کہتے

[illegible]

[illegible]

بیدار ہیں فتنہ ہیں خواب میں بھی شب کو لیجائے جو صبا گر اوس زلف مشکبو کی	لیتا ہوں ڈر کر تو اوس کا نہ ہیں کا بوسہ ہو جائیں مست آہو صحرای چین کا بو

جسکو کہ اوس پری سے بوسہ کی آرزو ہو
جنت میں سے ظفر کیا وہ حور عین کا بوسہ

زلف سے ہو وہ رخ اگر نیچے جاے گل تکیہ میرے گالون کو کرلے کیا کیا ہین آہ و زاری ہم دیکھکر تجکو منھ چھپا تا ہے عکس دندان نہیں وہ آئینہ میں مثل فوارہ چرخ نے آخر آب گریہ میں میری کشتی چرخ تیرے عجب چشم واہ بخت بلند	شام اوپر ہوا اور سحر نیچے اپنے گالون کے یار دہر نیچے ترسے کو ٹھے کے رات بھر نیچے حباب دریا کے قمر نیچے آب اوپر ہے اور گہر نیچے کردئیے سر کشون کے سر نیچے بیٹھ جائے نہ ڈوب کر نیچے اسکے آگے ہین سب ہنر نیچے

ایک کیا سیکڑون پڑے ہین دل
اوسکے پاؤن کے اے ظفر نیچے

چشم اوسکی بلا سے لڑتی ہے نگہ یار ہے جو تیغ بکف	نظر اوسکی قضا سے لڑتی ہے دیکھیں کس مبتلا سے لڑتی ہے

[illegible]

ہم سے کیا طبیب ہی اچھا نہ کوئی دوا اچھی

عزیزو دکھاؤں جو میں زخم تو مجکو کہا دو دو — مرے لیے یہی عشق میں غذا اچھی
ہنسہ کر اوس نگہ و چشم لطف کا کشتہ — نہیں ہے دیکھی دلا کوئی بھی بلا اچھی
بہا ہے خون سے بہرے ہاتھ تو نذر کیا — کہاں ہے اس سے سوا سرخی حنا اچھی
ہیں کسکی چشم کے بیمار دائمی یہیں ہم — طبیعت اپنی جو رہتی نہیں ذرا اچھی

قلم اوٹھا کے ظفر بے تامل آپ نے آج
غزل یہ لکھ کے سنائی ہے واہ کیا اچھی

خط میں جب آپ نے تحریر سراسر پلٹی — بیٹھے جانا مری تقدیر سراسر پلٹی
ڈس کے ناگن مجھے اوٹھے ہے ہوا سی یہ نشین — یار کی زلف گرہگیر سراسر پلٹی
نہوئی قسمت واژون کبھی سیدھی اپنی — کر کے سو مرتبہ تدبیر سراسر پلٹی
ہو گئی اور ہی کچھ شکل غم ہجر نے جب — صورت عاشق دلگیر سراسر پلٹی
ہاتھ سے جانہ پڑا مجھپہ مرے قاتل کا — بخت برگشتہ نے شمشیر سراسر پلٹی
کیوں نہ پھر جائیں وہ مجھسے کہ نصیبوں کی مرے — ہے مری آہ کی تاثیر سراسر پلٹی

کہہ رہے تھے وہ ظفر خیر سے کیا جانے کیا
دیکھتے ہی مجھے تقدیر سراسر پلٹی

جاؤں نہ تیرے دام محبت سی چھوٹ کے — بہتان لاکھ باندھے کوئی جھوٹ موٹ کے
کہتا ہے جب فسانۂ رنج و الم مرا — رو دیتا قصہ خوان بھی ہے خود سینہ کوٹ کے

مطلع رابع

رخ مہتاب پر پھر جائیگا پانی خجالت سے	جبین تیری عرق سے گر ذرا اے مہ جبین بھیگی

ظفر بیمار ہے جو چشم مست شعلہ رویان کا
دوا اوسکی نہیں گر ہے شراب آتشین بھیگی

سوزش دل سے بلا میری بغل مین آگ ہے | پھونک دیتی ہے فلک یہ ایک پل مین آگ ہے
دل ہمارا تیر اگر ہے مست جلا خانہ خراب | کیون لگا تا دیکھ تو اپنے محل مین آگ ہے
اشک کے قطرے مین دیکھو سرخی خون جگر | بے چراغ و شمع ابرک کے کنول مین آگ ہے
دل مین میرے جو طرح بھڑکی ہے آتش عشق کی | دیکھو یہ کیا جلاتی آج کل مین آگ ہے
شمع پر شعلہ نہین تیری جلانیکے لیے | دیکھ اسکے پروانہ یہ دست اجل مین آگ ہے

دل مین سوز عشق پیدا ہو وے جس سے اے ظفر
گرمی مضمون سے وہ تیری غزل مین آگ ہے

بستر پہ تیری دھیے ہین کسکے اوگال کے | اوسکو لہو پلاؤنگا اوسکا نکال کے

مطلع ثانی

ابرو پہ تیرے دیکھ لے نقطہ کو خال کے | دیکھا ہو جیسے پاس نہ اختر ہلال کے

مطلع ثالث

ہر رات ہجر مین مجھے اوس مہ جمال کے | کیا کیا فلک اڑے ہے آنکھین نکال کے

[illegible]

قتل کو میرے ہے کافی اک نگاہِ نازنین	کیوں اوٹھاتا تو عبث تیغِ ستم کا بوجھ ہے
فوجِ غم میں دل اوٹھاتا ہے علم کو آہ کے	اوٹھ نہیں سکتا کسی سے اس علم کا بوجھ ہے
مثلِ قارون جائیگا تحت الثریٰ کو بخیل	جسنے رکھا سر پہ دینار و درم کا بوجھ ہے
اپنا سر دینے کی عاشق نے جو کھائی تھی قسم	وہ اوتارا چاہتا ہے سر سے قسم کا بوجھ ہے

لکھیں حالِ دل ظفرؔ پر باعثِ بیتابی
کب سنبھلتا ہاتھ سے اپنے قلم کا بوجھ ہے

یوں ترے لب پر خطِ مشک نشان ہے	ہوتا جس طرح سے آتش کر دھواں اوپر ہے
اے مہ زہرہ جبین مانگ کا ہے تیری عکس	یہ فلک کو جو خط کا کہکشان اوپر ہے
کان تک تیری رسائی نہیں اے مہر لقا	پہونچی نہ چرخ سے گو تیری فغان اوپر ہے
بیٹھی ناگن ہی کبھی پیٹ کر نیچے بیٹھے	کان کے موتیوں کو زلف کہاں اوپر ہے
دم نکالا ہی پلا سے کہ ترے ہاتھ سے روز	صدمہ اک جان کو ہی آفت جان اوپر ہے
یہ چراغ سر تربت نہیں جو داغ جگر	ہو نہ یہاں خاک نہاں اسکا نشان اوپر ہے

چشم کا گریہ سے یہ حال ظفرؔ ہے گویا
کشتی نیچے ہے کوئی آب روان اوپر ہے

کس حال سے ہیں دیکھو ترے دل جلے پڑے	سر تا قدم ہیں چھالے اون کے بدن پہ پھوٹ پڑے
بلبل کا کیا رہا ہو چمن میں صبا نشان	دو چار ہو نگے پر کسی گلبن تلے پڑے

دیگر

[illegible]

علیحدہ ... ظفرؔ

[illegible]

پھیلائیں پاؤں کنج قناعت میں با فراغ | کیونکر نہ ہم کہ خوب یہ [illegible] کی جا ہے
خورشید وار جس سے مقابل نہو سکیں | اور آئینہ ہو سامنے [illegible] کی جا ہے

جو خاکسار عشق ہیں اونکے لیے [illegible]
خاک اوس گلی کی بستر راحت کی جا ہے

تربت پہ شامیانہ ابر سیاہ ہے | صحرا میں قبر پوش غبار گیاہ ہے
جبتک کہ دم میں دم ہے ہمدم ہر اپنا دم | ہر دم کو بیچ راہ میں دم ہمراہ ہے
آہ و فغان کچھ آپ سے کرتے نہیں ہیں ہم | ہر درد میں کوئی چشم کی اب داد خواہ ہے
جس دم گئے یہاں سے نہ شاہ سے گدا | جبتک جہان میں کوئی گدا کوئی شاہ ہے
سمجھے ہیں دل میں کعبہ اوس صنم کو ہم | کرنا اسے سجدہ نہ کہنا گناہ ہے
پردہ دوئی کا بیچ میں حائل اگر نہو | سیکھے [illegible] نگہ وہی پیش نگاہ ہے

کیون شاید اپنے حال کی ہم ڈھونڈیں [illegible]
[illegible] بیکسی یہی اپنا گواہ ہے

اگر ہم سامنے ہر شمع کے [illegible] کو دھانا [illegible] | مگر ہر شمع کی [illegible] چھپا نک لیتا
تو ہم دیوانہ کی جو جھانکتی سر خاک [illegible] | گلی میں تیری اگر [illegible] پر چھپانک لیتا
بدولت آنسوؤں کی سو [illegible] مژگان عاشق | گریبان میں فرشتہ [illegible] ٹانک لیتا
کرے ہے تربیت کیا خاک [illegible] | مگر [illegible] ٹانک لیتا

[illegible]

مطلع ثانی

[illegible]

چاہئے ... اوسکو اسے ظفر
... سال کے

اوس کی جو ... پیتا ہوا آتا ہے | دیکھ کر آنکھوں سے ... ہوا آتا ہے
لاتا ہے جواب خط قاصد ... | کیا ... لکھا ہوا آتا ہے
اوس زلف کے کوچے سے جو ... ہوا آتا | آتا ہے تو خوشبو سے مہکا ہوا آتا ہے
آنکھیں ... ہم ... | اس دم وہ مسیحا دم اچھا ہوا آتا ہے
اوس لعل بدخشاں ... ہوں | جو قتل کو آتا ہے اوکھا ہوا آتا ہے
دل میں ... کشتہ ... صنم سرکش | کھینچا کر شمشیر ... سو وہ کیا ہوا آتا ہے

ستھرا اپنا اچھا ... شعر ...
گلشن میں ظفر ... ہوا آتا ہے

یہ جو ہیں چمن میں ساقی شراب اوڑتی ہے | ہماری دولت ... شراب اوڑتی ہے
عرق فشاں گل رخسار آج ... | صبا چمن میں جو بوئے گلاب اوڑتی ہے
جھبجھوکا اوس لب لعلین ... سرخی پان | کہ جیسے آگ پہ گر کر شراب اوڑتی ہے
کرے ہے قتل ہزاروں کو تیری تیغ نگاہ | ... آب اوڑتی ہے
تجھے ... ہوں ... | تو نیند ... خواب اوڑتی ہے
بلا ... | تری ... کباب اوڑتی ہے

[illegible]

[illegible]

جان ہی میری نکل جائیگی اے آفت جاں	تو نے جانا کہ اگر حرف نکالا منہ سے
تلخ کامی کا کیا ہے جو کچھ تجھ سے بیان	زہر کیا کیا نہ عدو نے مرے اگلا منہ سے

ہم ہوے جسکے لیے ایک زمانے سے برے
وہ بھی کہتا نہیں ہمکو ظفر اچھا منہ سے

بیٹھکر غیروں میں تم وہ جو کل کی بات ہے	کیا کریں اوسکی شکایت ہم کہ ہلکی بات ہے
ہوکے سرکش یوں جو بل کرتی ہے زلف یار	ہے سراسر اپنی ہی قسمت کے کل کی بات ہے
دیتی ہے جب چشم تیری حکم قتل عام کا	پوچھتا پھر کون ہے قاتل اجل کی بات ہے
کھینچے خنجر و نکلو ہو تم صلح کا پیغام [illegible]	اور رہے جب ہے اک جنگ و جدل کی بات ہے
گر محل پردہ کا دیکھا پردہ ہی میں کہہ دیا	ہے اسے پردہ نشینوں کے بے محل کی بات ہے
ہے ہمارا نامہ و مجموعۂ اعمال بد	ایک بھی جن میں نہیں حسن عمل کی بات ہے

سنئے کچھ دل میں ہے کچھ حاضر ہیں کچھ غائب ہیں کچھ
اے ظفر کیا سنتا یاران دغل کی بات ہے

آیا نہیں ہے وہ جو صنم چار روز سے	مضطر ہے دل خدا کی قسم چار روز سے
اے مہ جبیں ہے تیری جدائی کی ایک رات	ہمکو نہیں ہے چین کسے کم چار روز سے
فرصت نہیں ہے اتنی کہ جاوے [illegible]	کرتے نہیں [illegible] ہم چار روز سے
اپنے مریض ہجر کی [illegible]	[illegible] ہم چار روز سے

[illegible]

[illegible]

مطلع ثانی

[illegible] ہے کہ جھوٹی [illegible]
ہے دنیا میں نہیں کوئی بھی جھوٹی بات ہے

[illegible] ہوۓ رسوائی الٰہی [illegible]
دل کے پوشیدہ [illegible] میں پھوٹی بات ہے

[illegible] ایسی جان [illegible]
کیسے [illegible] کچھ جو ماری کوٹی بات ہے

زلف گو ہے منہ سے تو سر کاکر تیرے کان میں
کہتی کیا جھلک کے یہ کالی کلوٹی بات ہے

کیا ڈھٹائی اور درشتی سے وہ کرتے ہیں کلام
جن سخن سازوں کی یاں سو بار ٹوٹی بات ہے

سبزۂ خط و لب عارض کا یہ دل جانے ہے بھید
ہے یہ لقمان اس سے کر لی بوٹی بوٹی بات ہے

[illegible]

کہتا ہے جو دل اوسکے خط سبز کی اوصاف
کر آیا ہے ظفرؔ زہر او گلنا مری آگے

سمجھا اوسے تو جسکی محبت حد سے باہر ہے
| ہم سے ہے مہر ساتھ اوسکو عداوت حد سے باہر ہے

مطلع ثانی

کسی وحشی نگہ کو دل کو الفت حد سے باہر ہے
تعجب کیا مجھے گر جوش وحشت حد سے باہر ہے

نہیں عاشق ملکو تیرے کچھ بھی اندیشہ قیامت کا
پر اوسکو تیرا اوڑانے سرو قامت حد سے باہر ہے

مقابل ابر دریا ابر کیا ہو چشم گریان سے
کہ اسکے گریہ میں بارش کی شدت حد سے باہر ہے

کر بیگا ابر گہر دھوی اسکے آگے نازکی کا کیا
لب نازک میں تیرے تو نزاکت حد سے باہر ہے

الٰہی الٰہی دیکھی اسکے رو سے حیرت اثر اکو
کہ مجکو صورت آئینہ حیرت حد سے باہر ہے

زبان سے میں نہیں کہتا تو کیا لیکن مرے دل میں
بھری ای شوخ تیری شکایت حد سے باہر ہے

جہان کر برق اپنی اچپلاہٹ کیا دکہاتی ہے
اوس آتش خو میں شوخی و شرارت حد سے باہر ہے

ظفرؔ ہر چیز کی حد ہے مگر عشق و محبت کی
جہان میں ہے دیکھی جو مصیبت حد سے باہر ہے

جا بجا ہم جو اگر تیری تلاشی پھرتے
تو نہ جا کر بھی سوی مکہ و کاشی پھرتے

ہاتھ لی برگشتہ جو قسمت نہ مری تو مجھسے
نہ وہ پھرتے نہ کبھی اونکے حواشی پھرتے

عشق کی راہ میں جب راہنما ہے گردان
ہیں بہت قافلے اور قافلہ باشی پھرتے

[illegible]

لب فریاد وا کرتے ہیں ہم بھی آج گلشن میں غنیمت جان ای مینا کی تو بزم عشرت میں	اگر منقار نالہ تیری اے بلبل کشادہ ہے کوئی دم گردہان خندہ قلقل کشادہ ہے

ظفر چشم کشادہ کار رکھہ مشکل کشا سے تو
کہ کرتا دم میں ہیں وہ مشکل کی عقدہ کل کشادہ ہے

پہلے یہ بت دین او رایمان کی پیچھے پڑے کرتے سرگوشی ہیں ای کان ملاحت تجھسو کیا خوب کھڑ کاتے ہیں اوسکو لیکن ہیں سے اوڑ ڈر محتسب اوسکی خراب آکرد کان مے فروش لاتے ہیں کیا دیدہ گریان خرابی دیکھیے کرتی ہیں دست تطاول زلفیں اوس رخ دلربا کی جو باتیں تمنے شب غیرون سے ای پردہ نشین چاہتے ہیں سب نکلجای جگر سے اوسکا تیر	پیچھے جب دین و ایمان جانکے پیچھے پڑے بال جو یہ زلف کے ہیں کان کی پیچھے پڑے لوگ کتنے کیون مری دروازہ کے پیچھے پڑے شیشے ہیں ٹوٹے ہوے دوکان کی پیچھے پڑے ہیں یہ میری کا بند احوان کے پیچھے پڑے دیکھو سیندہ ہیں کیا قرآن کی پیچھے پڑے ہم وہ سب سنتے رہے دالان کی پیچھے پڑے دوست میرے ہیں مری مہمان کی پیچھے پڑے

سہل ہی سمجھا چھوڑانا دست شیر و گرگ سے
پر نہ انسان ای ظفر انسان کی پیچھے پڑے

دیگر

ساقی ہمارے واسطے دو چار خم تو ہون
سیر اب ہمکو اک قدح مل نکر سکے

عارض سے کر سکے نہ ترے گل برابری
زلفون سے ہمسری تری سنبل نکر سکے

ہے مرغ روح و طائر دل ایسا کو نسا
جسکو اسیر دام وہ کاکل نکر سکے

اتنا تو عشق دے کشش دل مین تو اثر
آنے مین اس طرف وہ تامل نکر سکے

دل اوس ستم شعار پہ ہو کیون فریفتہ
جسکے ستم پہ صبر و تحمل نکر سکے

دو چار مین سناؤن اگر نالے اے ظفر
گلشن مین عندلیب ذرا غل نکر سکے

وہ سو سوا ٹھکے ٹھو نسی گھر سے باہر دو قدم نکلے
بلا سے اوسکی گر اسمین کسی مضطر کا دم نکلے

مطلع ثانی

کہان آنسو کے قطرے خون دل سے بے بہا ہم سے
یہ دل ہے جمع تو مدت سے کچھ پیکان غم نکلے

مرے مضمون سوز دل سے خط سب جل گیا ایسا
قلم سے حرف جو نکلے شرر ہی یک قلم نکلے

نکال اے چارہ گر تو شوق سے لیکن سر پیکان
ادھر نکلے جگر سے تیر اودھر قالب سے دم نکلے

تصور مین لب لعلین کے تیرے ہم اگر رو دین
تو بجائے لخت جگر آنکھون سے نکل اک قسم نکلے

نہین ڈر تے اگر ہون لاکھ زندان یار زندان
جنون انکو مثال نالۂ زنجیر ہم نکلے

جگر پر داغ لب پر دود دل و اشک دامن مین
تری محفل سے ہم مانند شمع صبحدم نکلے

اگر ہو تازیانہ گیسوی شبرنگ کا تیرے
مری شبدیز سودا کا زیادہ تر قدم نکلے

شرر وہ ہر جو عاشق کو محبت لیکے آئی ہے
اوسی تقدیر نے بھیجا ہے جو قسمت لیکے آئی ہے

لبون پہ جان آئی ہے جو بیمری ہجر مین تیرے
تو اپنے ساتھ کیا کیا رنج و حسرت لیکے آئی ہے

معطر کر دیا سارے چمن کو ایک جھونکے مین
خدا جانے صبا کس گل کی نکہت لیکے آئی ہے

جلا پروانہ ایسا شمع کی شب سوز الفت سے
کہا اوٹھکے جا کہان کا سوز الفت لیکے آئی ہے

الٰہی کیون دراز اتنی ہوئی ہے رات فرقت کی
یہ اپنے ساتھ کیا روز قیامت لیکے آئی ہے

بلا یا ایک مجکو نے شہادت گہ مین قاتل نے
ہزارونکو تمنائے شہادت لیکے آئی ہے

ظفر دل تو ہمارا کچھ ہی میرا بس لطف پیمان کر
کبھی پھر گردش آتا ایک شامت لیکے آئی ہے

گل رخسار پہ تیرے کھلی زلف دوتا یون ہے
کہ گلشن مین کبھی دیکھی ہے سنبل کی گھٹا یون ہے

کرین کیون نہ پرستش محو صورت ہو کے اوس گل کا
مگر ہم کیا کرین زاہد کہ منظور خدا یون ہے

صفائی دل کی گرد کار سے تو خاکساری کر
کہ جی خاکستر آئینہ کو ہے ہونا صفا یون ہے

بجا ہے وہ جو کچھ لکھتی ہے خطون مین مجکو تو خفا
خطا اونکی نہین قسمت ہی مین میرے لکھا یون ہے

نہین گر دل خراش اے گل چمن مین نالۂ بلبل
تو کیون سینہ سراسر چاک تیرا ہو گیا یون ہے

کرے ہے دل جلا اوس کے جو کو ناصح منع کرتا ہے
ادھر یہ کہتا یون ہے اور ادھر وہ کہتا یون ہے

خدا جانے کیا کیا سحر اوس چشم پر افسون نے
ظفر جو دل ہمارا بس مین اوسکے آگیا یون ہے

بزم یاران گذشتہ کی نہ پوچھو دل لگی
کرتا کیا دیوانگی مین مجھسے مجنون ہمسری
شرع مین تھی آرزو مجکو تو وصل یار کی
عشق مین شیرین کی جو تلخی گوارا ہو گئی
غمزہ و ناز و ادا سے مجھپہ جو گذری نہ پوچھ

تھے وہ جلسے اور یار و اور وہ صحبت اور تھی
مجکو وحشت اور تھی اور اوسکو وحشت اور تھی
کچھ سوا اسکے نہ میرے دل مین حسرت اور تھی
بالی کچھ فرہاد نے اسمین حلاوت اور تھی
دمبدم میرے لیے آفت پہ آفت اور تھی

اے ظفر اچھا کیا تمنے لکھے اسرار عشق
ورنہ تھی انکے چھپانے مین قباحت اور تھی

نظر پہ تو ہی بس اے میری جان چڑھتا ہے
نظر سے خلق کی گرجاے ہے فلک پہ قمر
اگر برا نہ کہے ہووے کیون برا مشہور
کوئی اوترتا ہے دریاے عشق پہ اپنا
ضرور عشق حقیقی کو ہے مجازی عشق
ہمارا نالہ پر درد آسمان کے تلے

ترے سوا نہین کوئی دھیان چڑھتا ہے
جو وقت شام وہ کوٹھے پہ آن چڑھتا ہے
تو اس زبان سے سبکی زبان چڑھتا ہے
زیادہ دمبدم اے مہربان چڑھتا ہے
کوئی بھی بام پہ بے نردبان چڑھتا ہے
بنا یا ایک سو اک آسمان چڑھتا ہے

ظفر عجب نہین گر جیح پیر ہو پامال
سمند ناز پہ پھر وہ جوان چڑھتا ہے

اون لب و دندان کو ہم ہین لعل و گوہر جانتے
اور زلف و خال کو ہین مشک و عنبر جانتے

جانا اس وشیار سکارہ کو تو اقرار ہے ... آج کی کل کرتی ہے بدذات کل کی آج ہے
آپ نے بھیجا تھا کچھ تحفہ جو کل میرے لیے ... آئی میرے پاس وہ سوغات کل کی آج ہے
کیا بھروسا کل کا غافل آج ہی کر لے جو کچھ ... ہو سکتی ہے گر خیرات کل کی آج ہے

آج جو کچھ کر سکے کر کل کی کل پر رکھ ظفر
غافل کیا اسے مرد خوش اوقات کل کی آج ہے

ہوئے جہان میں تری شیفتہ ہزار آگے ... پر ایک بھی نہ ہوا مجھسا جان نثار آگے

مطلع ثانی

بندھا تھا کب مری رونے کا ایسا تار آگے ... کہاں تھے یوں مرے آنسو گلو کے ہار آگے

مطلع ثالث

دل ایک بوسہ پہ کھو دونگا لا کے یار آگے ... تجھے ہی لینے نہ لینے کا اختیار آگے
قدم اوٹھا کے تو آدھی سی بھی بیابان میں ... اوڑا تا خاک چلے تیرا خاکسار آگے
رہیگا عمر بھر آئینہ آب شرم میں غرق ... ہوا وہ آگے ترے ایسا شرمسار آگے
کہاں مجال کہوں سنلو میری دو باتین ... کہ ایک کہہ کے ابھی سن چکا ہوں چار آگے
یہ حال اپنا ہے اوس زلف کے تصور میں ... اندھیرا آ گیا ہے آنکھوں کے بار بار آگے
نکلنے گریہ نہ یوں کھوتے آبرو اپنی ... یہ آیا اپنا کیا چشم اشکبار آگے

[illegible]

الٰہی خیر ہو شامت نہ دل کی آجائے | کہ برہم آج وہ زلف دوتا بہت سی ہے
کہوں میں کیا کہ گذرتی ہے دل پہ کیا تجھ بن | یہ داستان غم اے دل رہا بہت سی ہے
کبھی ہمارا بھی جھڑ ملکو دیکھو یا تم ہوں میں | لگائی آپ نے یوں تو حنا بہت سی ہے
پلائے گا کوئی جام مجھے ساقی | طبیعت آج مری بے مزا بہت سی ہے
کہو نہ ارنی ہستی سے کیا نشان ہو | کہ تیری ہستی پہ ہستی فنا بہت سی ہے

حیات عشق میں کرنی بسر ہمیں اپنی
ظفر اگرچہ بہت تھوڑی سی یا بہت سی ہے

آتا اس غم پہ گمان ایک تو دل میں ہے | کہ بڑا دشمن جان ایک تو دل میں ہے
خواہشیں اور بھی ہیں پر ترا ملنے کی تو | ہوس اے غنچہ دہان ایک تو دل میں ہے
ہے جہاں جان وہاں تو ہو کہیں اے جان | تیرا رہنے کا مکان ایک تو دل میں ہے
کہیں دل سوختہ کیا دیکھو داغ دل کو | سوز الفت کا نشان ایک تو دل میں ہے
میں گیا جان سے اور تو نہ پہچانا یا | حسرت اے آفت جان ایک تو دل میں ہے
کیوں ہوں منت کش بیداد مژہ کافی ہے | کہ کشتگی کو سنان ایک تو دل میں ہے

ہیں ارادے تو بہت پر ظفر آنکے آگے
کیجے سب حال بیان ایک تو دل میں ہے

دوستی کی بہت ہوش ربا سی یوں ہے | کہ نہ جائے کبھی امید بندا سی یوں ہے

[illegible]

یون بھی ہوتا ہے

کر اسکا سبب پوچھنا کیون جی

[illegible]

کھچے جاتے ہین پانون مین تیرے فتنے	قدم تیرے اسے فتنہ گر لیتے لیتے
بندھا زلف کا تصور تو گذر رہی	بلائین کہین رات بستر لیتے لیتے
خبر دل کی کچھ اپنے لینے نپائے	ہوے بیخبر ہم خبر لیتے لیتے
کہان بستر گل گذرتی ہے ہر شب	مجھے کروٹین خاک پر لیتے لیتے
گیا تھا دل اوس زلف سے لینے سودا	الجھ گیا وہ کدھر لیتے لیتے

لیا بیٹھ کر قاصد سے اپنے
خط اوس تندخو کا ظفر لیتے لیتے

کسیکا مفت دل لیجانا کیون جی یون بھی ہوتا ہے
جو بوسہ مانگے تو جھنجلانا کیون جی یون بھی ہوتا ہے
کبھی خط لکھکے بلوانا کبھی خط کے بھی لکھنے کا
مچلکا ہے اک لکھوانا کیون جی یون بھی ہوتا ہے
جو شانہ زلف سے اولجھے تو سلجھانا اوسے لیکن
دل صد چاک کو اولجھانا کیون جی یون بھی ہوتا ہے
کنارہ کرنا عاشق سے نہین اتنا کہ پھیر اوسکو
کنارہ گور کے پہونچانا کیون جی یون بھی ہوتا ہے

کچھ ایسی بات کہدینا بناکر اور کچھ آپ ہی	بگڑ کر غصہ پھر فرمانا کیون جی یون بھی ہوتا ہے

[illegible]

ہاتھوں سے گر جنوں کے ٹکڑے ہوں پیرہن کے
بخیہ گروں کو اتنے ہیں روز روز کد رستے

اندیشۂ شب غم جاے ظفر نہ دل سے
عیش و طرب میں اپنا ہر چند روز گذرے

رکھتا ہے محبت دل ناشاد تمھاری
کیا ذکر کہ بھولے ہے کبھی یاد تمھاری

مطلع ثانی

ہم سہتے ہیں بیداد پہ بیداد تمھاری
لیکن نہیں کرتے کہیں فریاد تمھاری

حیران رہیں صورت تصویر جو دیکھیں
تصویر ذرا مانی و بہزاد تمھاری

اے غافلو مانند حباب ایک نفس میں
مٹ جاؤ گے تم کچھ نہیں بنیاد تمھاری

سمجھا نہ تمھیں حضرت دل اوسنے ہوا خواہ
محنت ہوئی ساری یونہیں برباد تمھاری

کٹجاے ابھی از رہ غیرت سے چمن میں
سچ دھج یہ اگر دیکھ لے شمشاد تمھاری

اے بلبلو اتنا نکرو غل کہ مبادا
دشمن ہو سوا جان کا صیاد تمھاری

مجنوں سے کیا میں نے جو ذکر اپنے جنوں کا
کہنے لگا کیا بات ہے استاد تمھاری

منھ دیکھے ہے جو آئینہ حسرت سے ہمارا
ہم جس سے ظفر کہتے ہیں روداد تمھاری

کیا قتل آج اوسنے یہ خبر دو تین دن سے تھی
جو پیش آئی ہر وہ پیش نظر دو تین دن سے تھی

کیا ہے آخرش اوسنے جلا کر مجکو خاکستر
جو دل میں آگ میرے شعلہ زن دو تین دن سے تھی

[illegible]

ہے قاعدہ یہاں کا یہی پستی و بلندی
ہیں سوچ میں ناداں زبر و زیر کے بیٹھے

چین کیوں نہ تری ابرو پہ ہو ہم نے یہ سمجھا
دیکھا ہے جو ہم تری شمشیر کے بیٹھے

یہ سوزش دل سے ہوئی خاک میں گرمی
کیا تاب کوئی پاس مرے ڈھیر کے بیٹھے

گردش سے بھلا چشم سیہ کی کوئی کیونکر
آرام سے اس دور میں اندھیر کے بیٹھے

اٹھ کے بھاگا ہے سامنے سے مرد نامرد
روباہ مقابل نہ ظفر شیر کے بیٹھے

الٰہی شکر ہے ہم ہیں تجھ کو بے وفا کہتے
اگر ہوتی وفا نہیں تو پھر کیا جانے کیا کہتے

جگر سے ہو شب ہجر کی جنہیں ہم آشنا سمجھے
وہ ہیں اس آشنائی پر ہمیں نا آشنا کہتے

شب فرقت میں اپنی آنکھ اک لحظہ نہیں لگتی
گذرتی رات ہے تارے ہمیں اے مہ لقا گنتے

تری بیمار اے عیسیٰ نفس یاں سے کہاں جاتے
گلی کو تیرے اپنے حق میں ہیں دار الشفا کہتے

بہایا کیوں نہ خون کشتوں کا تو نے زیر پا اپنے
گر اے سفاک وہ اپنا لہو خوں بہا کہتے

ہوئے ہم خاک جس کے واسطے راہ محبت میں
ستم یہ ہے نہیں وہ ہم کو اپنا خاک پا کہتے

شمار انجم افلاک کر سکتا اگر کوئی
تو ہم بھی اپنے دل کے داغ سب اے دلربا گنتے

ترے ہاتھوں سے ہم اے سنگدل سن نازکی کو
شکست شیشۂ دل کی ہیں اپنے اک صدا سنتے

تماشا ہے کسی پیکش سے لگی ہے تمہارا دل
بہت ہی آپکو تم اے ظفر ہو پارسا گنتے

[illegible]

[illegible]

دیگر

مری اونکے ہی جو کچھ مہر و محبت رہ گئی
ہے فقط اک دور کی صاحب سلامت رہ گئی

جو کہی ہے حقیقت وہی اوسنے غیر سے
فی الحقیقت اب ہماری کیا حقیقت رہ گئی

وعدہ آنیکا کیا آیا نہ وہ محشر خرام
آتے آتے سر پہ عاشق کے قیامت رہ گئی

اوٹھ گئے منعم جہان سے چھوڑ کر قصر و محل
عاقبت باقی یہین ساری عمارت رہ گئی

منہ کو کیا پھیری پڑا ہو آ گلے لگ جا مری
رات کچھ تھوڑی سی ہی اے ماہ طلعت رہ گئی

سخت جانی نے مرے توڑی تو اوس قاتل کی تیغ
اے ظفر دل میں تمنائے شہادت رہ گئی

شوق پابوس میں ہم دور سے دوڑے آئے
چومنے کو یہ قدم دور سے دوڑے آئے

صید افگن جو ہوا وہ صنم کافر کیش
سیکڑوں صید حرم دور سے دوڑے آئے

دیکھ کر ظلم ترے پاس سے سب بھاگ گئے
ہم اوٹھانیکو ستم دور سے دوڑے آئے

اس قدر ہو گئے غرق آج جو یہ طفل سرشک
شاید اے دیدۂ نم دور سے دوڑے آئے

ساقیا جام کو بھر جلد کہ کیا کیا بادل
دیکھ تو میں سر خم دور سے دوڑے آئے

تری الفت ہمیں لائی نہیں ہم آپ سے آپ
تیری الفت کی قسم دور سے دوڑے آئے

جب رہا پاس ظفر کوئی نہ اپنا غمخوار
سنتے ہی حضرت غم دور سے دوڑے آئے

[illegible]

دیگر

جان میری تن مین ای قاتل تڑپتی چھوڑ دی
اور اک تو نی کیون تیغ دو دستی چھوڑ دی

چھینے تجھ سے دل کو اک بوسہ پہ تیری یا قسم
تو نے کیون یہ بات ایسی جنس سستی چھوڑ دی

یہانتک آیا تھا مجھ وحشت کہ مجنون اسقدر
جا لیا ویرانہ مین وہ اوسنے بستی چھوڑ دی

جو کہ سمجھا منزل رفعت وہ آہ مین رہ گیا
جسنے دیکھا جو یہ دنیا جای پستی چھوڑ دی

کیا لیا جسنے کہ شرارت سی ہماخین ای شرر
ہفت جسنے لوٹے آخر ابنی رستی چھوڑ دی

چھا گیا گلشن مین گویا ایک ابر نو بہار
زلف عارض پر جو اسنے وقت مستی چھوڑ دی

خود پرستی بت پرستی تو نہین کم ای ظفر
جسنے چھوڑی خود پرستی بت پرستی چھوڑ دی

مطلع ثانی

کرون کیا یاد زلف دلبر جانی نہین جاتی
نہین جاتی مری دل کی پریشانی نہین جاتی

سمجھ ایسی تو ہم کی ہمین ہر کسی کو کبھی
نہ آئی تیری شمشیر صفاہانی نہین جاتی

حقیقت کو ہماری عشق کی پہونچین کیا پہیکی
کہ وہان تک نا پہونچی عقل دیوانی نہین جاتی

گری پی یاد میری خاک میدان محبت مین
سمند ناز کی پر تیری جولانی نہین جاتی

بھلا کر تو بھلا ہوگا صدا اس بانواؤنکی
نہین یہ بات کچھ ایسی کہ جو مانی نہین جاتی

نہین پہونچاتی ہم تا گوش نازک خوش بیانونکو
کہ جب تک بات کوئی خوب سی چھانی نہین جاتی

یہ نقشہ ہوگیا ہے میرا سودای محبت مین
مری صورت مری یارون سی پہچانی نہین جاتی

ملتا نہیں ہے یار کے گھر کا کہیں پتا
قاصد مرا خراب ظفر تین دن سے ہے

جو مری قتل کو شمشیر سے صورت رکھتی — وہی ابرو سرمہ کی تحریر سے صورت رکھتی
تیری ... ورنہ کو کہاں ہو سکے پیر کی صورت — ایسی وہ کا ہیکو تصویر سے صورت رکھتی
قید کرنیکو ہمارے دل سودائی کے — زلف وہ ہمسر زنجیر سے صورت رکھتی
گردش چشم کی جو تیری وہاں پر صورت — وہی یاں گردش تقدیر سے صورت رکھتی
دیکھکر مار سیہ بھی جسے ڈر جاتے ہے — وہ بلا زلف گرہ گیر سے صورت رکھتی
ویسی ہی دلکی بھی صورت نظر آئی جیسی — خانۂ کعبہ کی تعمیر سے صورت رکھتی

اے ظفر جس سے ہے یار کی کچھ صورت وصل
ایسی کوئی نہیں تدبیر سے صورت رکھتی

ہمنے دیکھے عجب اس بحر جہان کو دھوکے — دستہ ... ہاتھ دان آپ وانکو دھوکے
ہنستو ہیں آپ پڑی جان کے پیچھے اپنی — ہاتھ اب بیٹھے ہیں اوس آفت جان کو دھوکے
دہن زخم جگر میں مرے پیکان تیرا — اے ستم کیش مجھے دے ہے زبان کو دھوکے
نہوا فائدہ بیمار محبت کو ترے — گرچہ تعویذ ہے ایک جہان کو دھوکے
قصر خلد و محل عدن سے کیا کیا ہمنے — کھائے اے حور لقا تیری مکان کو دھوکے
دسترس دیر مغان تک ہوا گر زاہد کو — تو پیئے پانوں ابھی پیر مغان کو دھوکے

گذری ہو سخت مصیبت کی گھڑی پاؤ گھڑی
تو وہ ہو روز قیامت کی گھڑی پاؤ گھڑی

ایک عالم ہی رہا اس سے لڑائی پر سو
آنکھ اوس شوخ سے میری جو لڑی پاؤ گھڑی

دم نکل جائیگا گھبرا کے اگر یہ ہی رہی
آہ سینہ میں مرے آ کے اڑی پاؤ گھڑی

شعلہ ہو دیکھے اگر جلوہ قامت کو ترے
تاب کیا پھر جو رہے شمع کھڑی پاؤ گھڑی

ہاتھ میں درد نزاکت سے کئی روز رہا
لی اوٹھا اوسنے جو پھولونکی چھڑی پاؤ گھڑی

گر تجمل باغ میں سوسن کو دکھا اے گل
ابر سے ہو سوسن کی دھڑی پاؤ گھڑی

جلد آ اور ابھی زندہ ہے بیمار ترا
دو گھڑی تو ایک گھڑی آدھ گھڑی پاؤ گھڑی

آج آیا نہ مرے پاس جو وہ راحت جان
تو نہ اوسکے مجھے کل پڑی پاؤ گھڑی

قطعہ

شیخی جھڑ جاتی ابھی ابر بہاری کی
باندھوں اشکوں کی جو آنکھوں سے جھڑی پاؤ گھڑی

چشم کا نرگس میں اک انداز پایا جاوے ہے
پر کہاں وہ غمزہ اور انداز پایا جاوے ہے

اشک سے نالہ سوا اور چہرہ کو رنگ سے دست
الفت پنہاں کا اپنے راز پایا جاوے ہے

اے دل بیمار خوش ہو اوس لب جاں بخش میں
حضرت عیسی کا سا اعجاز پایا جاوے ہے

دم دلاسے پر ترے دیتے جو ہم سارا جہاں
کچھ تو اس میں لطف اور دمساز پایا جاوے ہے

کرتا ہے رسوا مجھے لاتا ہے منہ پر دل کی بات
صاف طفل اشک تو غماز پایا جاوے ہے

تیر مضمون کر گم ہے جو عنقا کی طرح
کوئی ڈھونڈھے سو وہ اوڑتا نہ پایا جاوے ہے

جلد چہارم دیوان

یاد رہتی شام ... کی بات ہے
ہو گئیں سب باتیں ... کی بات ہے
[illegible]
جلسا زی ہے فقط ... کی بات ہے
دو ... نزاکت ... کی بات ہے
ایک بھی ہو ہم ... پایا جاوے ہے
[illegible]
ہیں جو ... سے باتیں ... کی بات ہے
[illegible]

راہ دیکھیں ہیں ترے ظالم تری ہم تا بکے
جلد آ جا ہے آنکھوں میں یہاں دم تا بکے

مطلع ثانی

دیکھیں ہیں یہ گلشن میں ہم جا بشادی و غم تا بکے
گل ہیں خنداں تا بکجا گریاں ہے شبنم تا بکے

ابر تو سو بار برسا اور برس کر کھل گیا
شدت گریہ ہوا ہی دیکھیے کم تا بکے

حسن پر نازاں ہے اے عالم تصویر تو
ہم بھی دیکھیں ہیں رہیگا تیرا عالم تا بکے

دل کو رکھتا ہے مرے پر پیچ و تاب میں
دیکھیے تیرا خیال زلف برہم تا بکے

تا نہ مرہم جا میں گر ہوگا نہ بہتر یہ زخم دل
تم بھروگے جا بجا و ساز مرہم تا بکے

دیکھیے تجھ بن نظر میں اپنی رشک چمن
ہووے گی سیر گلبن چمن میں شغل ماتم تا بکے

کی خطا جیسے کہ چھوڑا زلف مشکیں کو تری
دیکھیے اسیر رہیگی تو ہمیسے برہم تا بکے

رات دن چشموں سے جاری ہے ... دریای اشک
پر خدا جانے بجھے گی آتش غم تا بکے

سوا میرے یہ الفت کی نشانی کس کے منہ پر ہے
کہو چہرہ زرد اور آنسو ارغوانی کس کے منہ پر ہے

ہمارے بخت خوابیدہ جگا گئیں میں جگا گئیں گے
چمکتا ہو جیسا کہ گریہ پانی کس کے منہ پر ہے

ہوا خجلت سے چہرہ زرد کیوں خورشید تاباں کا
دو پٹہ اسنو یکبار زعفرانی کس کے منہ پر ہے

نثار روی گل شبنم بھی ہے گلشن میں اے گلرو
پسینے سے مگر یہ درفشانی کس کے منہ پر ہے

زبان شمع کو کیوں بزم میں ناحق جلاتے ہیں
الٰہی آج کی آتش بیانی کس کے منہ پر ہے

کسی طفل کا نہ اس آوارہ محبت کا [illegible]

[illegible] وفات [illegible]

ہو نوشتہ جو قاصد قلم دوات [illegible]

جان اپنی [illegible]

[illegible]

ارادہ کس سے [illegible]

ادھر ادھر وہ لگانے [illegible] التفات [illegible]

ظفر تو کر نہ تصور [illegible]

تم یہ سمجھو کہ نصیب اسکے ہوے برگشتہ	
دیکھتے جس وقت ظفر نیت انسان پھری	

کیا کہوں اوسکو نہیں دیکھا بہت دن ہو گئے	اوسنے تو خط بھی نہیں بھیجا بہت دن ہو گئے
اب کیے کر ضبط اشک و آہ تو کیا فائدہ	ہم تو سب میں ہو چکے رسوا بہت دن ہو گئے
گرچہ ہمدم ہیں حیات خضر و نہ کوئی	رہ گیا وہ تین دن تو کیا بہت دن ہو گئے
مر گیا ای عشق جیسے پھوڑ کر سر کوہکن	پھر کسی کا سر نہیں پھوٹا بہت دن ہو گئے
اب وہ مجھسے پوچھتے ہیں کہہ ترا کیا حال ہے	کام ہی یان ہو گیا میرا بہت دن ہو گئے
جلوہ قامت دکھا دو تو کہ سنتے سنتے ہی	نام سنا ہے تو قیامت کا بہت دن ہو گئے
کر دے پروا شوق کو سیر کر کہ جلوہ امید میں	رہتے اے صیاد بے پروا بہت دن ہو گئے
کیا کہوں تجھ بن گذاری کس طرح میں نے آہ	ایک لحظہ بھی اگر گذرا بہت دن ہو گئے

تو ظفر کو صورت اک دن اوس بت کی مہر کی
اپنی دکھلا دے خداوندا بہت دن ہو گئے

حلاوت لب شیرین کو کیا نبات لگے	کہ جسکی جان سے زیادہ ہو اوسکی بات لگے

مطلع ثانی

کہاں نصیب یہ دولت ہماری ہات لگے	کہ مثل سایہ پھریں اوسکے سات سات لگے
یہ غم ہے اگ کے گلے سو کے آپ غیر کے ساتھ	اور اپنی آنکھ نہ اوس بن تمام رات لگے

[illegible]

شب وصل دم اپنا ہوتا ہے آخر
کہ جون جون سے پیاری سحر ہوتی جاتی

دم قتل اوس تیغ کے ٹوٹنے سے
شکستہ ہے اپنی کمر ہوتی جاتی

نہین کرتے ہان وعدۂ وصل پر تم
نہین پر نہین ہے مگر ہوتی جاتی

گئی بھڑک عشق کی آگ دل مین
کہے آہ کچھ شعلہ ور ہوتی جاتی

رقیبون سے تو آنکھ لڑتی ہے اونکی
مگر ہے ادھر ہی نظر ہوتی جاتی

یہ باتین فریبندہ سن سن کے اوسکی
تسلی ہے دل کو ظفر ہوتی جاتی

غضب تیری نگاہ چشم بیمار نگہ کی تیزی ہے
یہ ہوتی اسکی تیزی کو کہان خنجر کی تیزی ہے

جلا دیگا جہان کو ایک شعلہ آہ کا اوسکی
یہی گر آتش دل مین تری مضطر کی تیزی ہے

لکھون کیونکر نہ خط آنکھون سے مین اوسکو کہ کہنا ہے
مجھے تو خامۂ مژگان چشم تر کی تیزی ہے

سخن اوس لعل میگون نگار کے ہے وہ بلا تیزی
کہ اوسکے روبرو کیا بادۂ احمر کی تیزی ہے

اگر جوش جنون مین فصد کی حاجت ہی مجھکو
تو نوک خار صحرا مین سے نشتر کی تیزی ہے

خدا جانے گا ایسا تیز ہو کر کیون وہ آیا ہے
کہ جو ہر بات مین آج اوس بت کافر کی تیزی ہے

کرے سوراخ وہ دل مین ظفر کیون کر نہ عاشق کی
کہ برمے سے سوا مژگان مین اوس دلبر کی تیزی ہے

تہ دیوار پر خاک تپک دل اندر مگین یون ہے
کہ جیسے زلزلے سے کانپتی ساری زمین یون ہے

کس کس کا افسوس کرین ہم آ گئے ستے ان آنکھونکے
اوٹھ گیا ہے دل دیکھنا کیا کیا عالم مین سے عالم ہے
ہے ایک اونکا نعرہ جولان مرے آہ و نالہ کا
وہ جو اوٹھا عالم بالا مین ستے عالم ہے
گیا مین رنج و غم کے عالم مین ہو اوسکی دوری مین
نقش دکھاتا مجکو میرا عالم مین سے عالم ہے
آئے عدم سے ہستی مین ہستی سے عدم کو جاتے ہین
رکھتا کیا ہی سیر ہمارا عالم مین سے عالم ہے
گاہ ہے پری کا عالم ہے وہ گاہ ہے حور کا عالم ہے
جنکا عالم اوسکے دکھاتا عالم مین سے عالم ہے

ہر دم ایک نیا سے عالم دیکھتے رہتے ہم عالم مین
دیکھ ظفر کیا پیدا ہوتا عالم مین سے عالم ہے

جو دل مین ہے وہی منھ سے کہو خدا کے لیے
کبھی کبھی تو قدم رنجہ کیجیے یان بھی
ہمیشہ غیر مین تو ساتھ پھرتا ہے
ہے اختیار تمھین مانو یا نہ مانو پر

اوسے تو بیٹھی ہی رہدو مگر خدا کے لیے
ملاپ ترک نہ بالکل کرو خدا کے لیے
کبھی ہمارے بھی گھر تک چلو خدا کے لیے
جو ہم کہین اوسے تم سن لو خدا کے لیے

کبھی گلشن کی طرف چاک قفس سے جھانکیں
ہم اسیروں کو نہیں اتنی بھی رخصت ملتی

بوسے دو چار ملیں ایسے کہاں اپنے نصیب
ایک گالی بھی ہو واں ہمکو غنیمت ملتی

کیونکہ ملجائیں ہم اے یار ترے یاسوں سے
کہ نہ جو ملتی ہو اونسے نہ کہو خصلت ملتی

خاک مجنوں کی بگولے میں ہے کھاتی چکر
عشق میں خاک بھی ہو کر نہیں راحت ملتی

یار جو ملتے ہیں اغیار سے ملتے ہیں ظفر
کیا ملیں اون سے نہیں اپنی طبیعت ملتی

محبت سے نہ کہتا ہوں نہ الفت سے بہت خاصی
نہ دیکھی کوئی صورت تیری صورت سے بہت خاصی

اگر جنت رسا ہو جائیں سب جان اے گردش تیکھ
ترے کوچہ کی گلی گلزار جنت سے بہت خاصی

نہ کھائیں زخم تیغ عشق کیونکر ہم حلاوت سے
نہیں کوئی حلاوت اس حلاوت سے بہت خاصی

شرارت ہے تری اے شوخ شوخی سے بہت بہتر
تری شوخی بڑی اے ظالم شرارت سے بہت خاصی

یہ سچ ہے ناصحو ہے عشق میں تکلیف سر تا سر
مگر تکلیف بھی ہے ہمکو راحت سے بہت خاصی

ترے بیداد کی بیداد گر کیا داد دے کوئی
کہ ہیں بیداد تیرے جو کہ ہیں محبت سے بہت خاصی

بڑی بات اے ظفر کوئی نہ ہو گر خوب ہو قسمت
بری سی بھی بری ہو تو ہو جائے قسمت سے بہت خاصی

ناز و غمزہ جو ہے اوس کافر ادا کا چور ہے
دل چرا لینے کو یہ اک بلا کا چور ہے

دیکھکر جسکو بہشتا خجل ہو اے نگار
ہاتھ تیرا دست حنائی میں حنا کا چور ہے

خیال ابروی ابروی خدا کا دل کو جو ہوگا
کوئی ارتے ہیں وہ خود خون کا ہو ابر قاتل سے

اگر ہم تیر آرزو اوس کو دیکر دیپر ڈالینگے
اگر آجائیگا ہاتھ اپنا محضر چیر ڈالینگے

نہ نکلے گا ظفر دلِ سے مرے پیکان تیر اونکا
اگر وہ مدعا سینہ کیلئے خنجر سے چیر ڈالینگے

مطلع ثانی

وہی جو اوس ستمگر کو ہے اپنے ہاتھ کی
بار کر تیغ سے جو کہتا تھا آپ
ہاتھ مار کے ہیں تیرا کاشوں دل اپنا سر
اپنے آنسو پونچھ کر تا ہی کیوں تو اونگا
کھینچ کیا تی تیری تصویر کہتا ہے بناز
ہاتھ کیوں کھینچا اگر کھا دامن ہاتھ کا

سمجھے اپنے قتل کی تدبیر اپنے ہاتھ کی
پھوٹ کیا تی ہے اپنی تقدیر اپنی ہاتھ کی
تو ہوا گر مرے شمشیر اپنے ہاتھ کی
سرخی نہ کستا تغییر اپنے ہاتھ کی
دیکھتا ہے واہ کیا تصویر اپنی ہاتھ کی
سمجھے ثابت آپکی تقصیر اپنے ہاتھ کی

خانۂ دل ہے عمارت پر خدا کے ہاتھ کی
دیر و کعبہ سے ظفر تعمیر اپنے ہاتھ کی

کیا ہے دل اپنا کیا الفت سے
سوفار و انہ کیا زخم سے تیری سے
ہیں چشم وا شک ملا تیا اوس سا
ہم یار کسکو سمجھیں کسکا ہیں ہمسا

یہ طفل اشک اپنا اشتر ہیں ناخلف ہے
تیر نگہ کا کس کا یہ دل ہوا ہدف ہے
آہ و فغاں کیا ہے آواز چنگ و دف ہے
سب دل سے دوست اپنا دشمن تری طرف ہے

دیگر

واہ کیا طرز ستم تجھکو ستمگر یاد ہے
اک جہان تیرے ستم سے کر رہا فریاد ہے

کھیلتا ہے تو جو اوس مار سیاہ زلف سے
کیا تجھے ای دل کوئی کالی کا منتر یاد ہے

جب سنی تجھسے شکایت بیقراری کی سنی
بات تجھکو ایک بھی ای جان مضطر یاد ہے

مین ہون وہ دیوانہ ہر اوس چشم میگون کا خیال
ہے نہ تجھکو یاد ہی ساقی نہ ساغر یاد ہے

دیکھکر سنبل کو مین کھاؤن نکیونکر پیچ و تاب
مجھکو آجاتی تری زلف معنبر یاد ہے

ذبح کرنیکا مرے ڈھب خنجر بیداد سے
اوس بت کافر کو کیا اللہ اکبر یاد ہے

اے ظفر پڑھتا ہے خط میرا وہ اس عنوان سے
غیر کو ہوتا تا مضمون سارا اسکو یاد ہے

دیگر

وان بھلا دی اپنی گردوتین کو منہ سے سنی
تو برائی پیشتر دو تین سے منہ سے سنی

آئین وہ اب یا نہ آئین پر یقین ہوا گیا
اونکی آمد جو ادھر دو تین کو منہ سے سنی

حسن کی تعریف تیری شہر مین ہر ایک سے ہوا
ہنسے اے رشک قمر دو تین کو منہ سے سنی

کیا مزا آیا جو اوس نے ایک میری داستان
سو طرح سے رات بھر دو تین کو منہ سے سنی

وان نہ بات اچھی سنی ہنسے زبان سے کسی کی
ہان کوئی گالی مگر دو تین کو منہ سے سنی

سر اوڑا یا آج اوس قاتل نے بھر دو چار کا
ہے یہ اوڑتی سی خبر دو تین کو منہ سے سنی

ایک کے آگے نہیں منہ سے نکالی ہے بات
اوسنے کیونکر اے ظفر دو تین کو منہ سے سنی

[illegible]

تو ہم کھاتے
محبت کی کمان ...
... بلا سے تو ہم کھاتے

دیوان ظفر

دیگر

کیا جانے کیا لانگ شوخ و شنگ ہے
شمشیر تیرے ہاتھ مین حاضر ہے سر مرا
آنکھین تری کہین اسی وحشی بنا نہ دین
کسو بیٹھا جسکے عشق مین مین ننگ نام
تیری نگاہ تیر کو سرمہ سے کیا غرض
آتا ہے ذکر جب وہ مین تنگ کا ترے
کرنے نشانہ کیون نہ مجھے ترک چشم یار
کچھ ہوتا آہ و نالہ کا سیرے نہین اثر

جاتی دل و جگر سے گذر جون خدنگ ہے
منظور اگر ہے قتل تو پھر کیا درنگ ہے
آتا نظر کچھ اور ہے مجھے دل کا ڈھنگ ہے
اوس بیوفا کو نام سے بھی میرے ننگ ہے
تو کیون لگاتا خنجر بران کو زنگ ہے
ہوتا چمن مین قافیہ غنچہ کا تنگ ہے
دنبالہ سرمہ کا مری حق مین تفنگ ہے
کیا جانے دل ہی یار کا آہن کہ سنگ ہے

باغ و بہار کیون نہو بزم اپنی اے ظفر
ساقی ہے سبزہ رنگ تو ہی لالہ رنگ ہے

نہ کھانے دیتے غمخوار دکھو غم کھاتے تو ہم کھاتے
بہت کہاتے تو ہم کھاتے جو کم کھاتے تو ہم کھاتے
قسم ملنے کی کھائی تونے کیون ہم باوفاؤن سے
ارے او بیمروت گر قسم کھاتے تو ہم کھاتے

نشانہ ناوک مژگان کا ہونا کون پڑ د لیتے | تیرے کیہ تیر ظالم بلقلم کھاتے تو ہم کھاتے

گھر کا پتا کہیں اوسکے نپا لکتے ہی قاصد میرے گئے
اولٹے ہی میرے گھر کی طرف ہر راہ گذر میں پھر کر آئے

بالہ میں آیا ماہ تھا کب پر شب کو نظر سو بار مگر
تم نے کبھی اسے رشک قمر آغوش ظفر میں پھر کر آئے

مری جی میں ہے پوچھوں انجان بنکے
چلے کس کے گھر آج مہمان بنکے

نہیں وصل جانان جو قسمت میں اپنی
بگڑ جانے ہے سارا سامان بنکے

تری صورت آئینہ سان جسنے دیکھی
وہ بس رہگیا صاف حیران بنکے

کہان جائیگا دل مرا تیرے گھر سے
کبوتر کے مانند گردان بنکے

کرے ہے ہر اک اشک سینہ میں روزن
تری ناوک غم کا پیکان بنکے

مسی ملکے کاجل لگا کر چلے ہو
کہان تم دھوانا ہمارا ایمان بنکے

پھٹکنے نہ دین غیر کو گھر میں تیرے
اگر بیٹھیں ہم در پہ دربان بنکے

مرا دل ہے یک قطرۂ خون پر اکدن
ڈبو دیگا عالم کو طوفان بنکے

ظفر ہے وہی اپنے نزدیک دانا
رہے سے جو دنیا میں نادان بنکے

کھولا تو نے راز مرا سے دیدۂ پرنم سارا ہے
ہوگیا واقف حال سے میرے اب تو عالم سارا ہے

چڑھایا تو نے سنان پر بلا سے کاٹ کے سر — ترا شہید محبت میں سرفراز تو ہے

کنارہ کش سے جو ہے جہان تو ہونے دو
ہمارے ساتھ ظفر وہ جہان نواز تو ہے

کان میں جب مری نالہ کی کڑک جاتی ہے — ابر میں برق کی چھاتی سے دھڑک جاتی ہے
دو ہے وہ دزد مژگان کو جو اپنی جنبش — آتش دل مری سینہ میں بھڑک جاتی ہے
ہو شو جنگ ستم کوچہ میں قاتل لیکن — ڈھال تلوار تو وان روز کھڑک جاتی ہے
باؤلا دولت دنیا کی ہے خواہش میں حریص — سگ شیدا سے یہ کوئی ٹھڑک جاتی ہے
زلف گرو چہ سے جو بستر پہ ولا مانگ کی راہ — اور سینہ سو خم میں یہ اک سیدھی سڑک جاتی ہے
شوخی ناز تری دیکھ کے تڑپ جاتی ہے دل — دیکھنے دشمنوں کی پھڑک جان بھڑک جاتی ہے

آہ سوزان مری دل سے نکلتی جب دم
اے ظفر کیا کہوں بجلی سی تڑک جاتی ہے

وہ نہیں ہیں گھر میں آج ان کی مکان پر قفل — اور جہان میں کیا بتاؤں نہیں زبان پر قفل ہے
اے سر یاد گو نہیں ہے مجھ کو خاموشی کی قدر — یہ تری گنجینۂ راز نہان پر قفل ہے
زلف کا تو تمدی نے تیر ورے ہی لگا یا ای پری — خوب زندان خانۂ دیوانگان پر قفل ہے
ہے ہوس کیا لبا نہیں منہ سے نکلتا ایک حرف — ہو گیا بوسہ ترا مہر کر دہان پر قفل ہے
میں وہ عاصی ہوں کہ رضوان دیکھتا ہی جب مجھے — وہ لگا دیتا در باغ جنان پر قفل ہے

کوئی لحظہ زیر فلک تو جاگ لے خواب غفلت سے
پھر تو زیر زمین اے غافل آخر تجھکو سونا ہے

رو رو کر گر چشم سے دریا ہمنے بہائے حاصل کیا
وہ جو دل کا داغ ہے اپنے مشکل اوسکا دھونا ہے

دل کو ہم دیوانہ بتاتے پر یہ نہین معلوم ہمین
کرتے تیری چشم فسونگر جادو ہے یا ٹونا ہے

یاد کر اوسکے نوک مژہ کو میری بلا سے مجکو کیا
دل مین ظفر گر اپنے تجکو نشتر کوئی چبھونا ہے

جان ہسکی زخم شمشیر محبت کھائیگی
لاش اوسکی جو نہین غوطے تا قیامت کھائیگی

کیسے ہی طرار ہو پر جاکے اوسکے روبرو
جب کہین گو چپ زبان یار روکی کھائیگی

چشمۂ خورشید مین لہرائے گا مار سیاہ
بل جو تیری زلف کی یہ طلعت کھائیگی

تلخ باتین گر کہیگا تو تو مین ای سبزہ رنگ
مین ہی کیا سن کر یہ زہر اک خلقت کھائیگی

چاٹ سو اس عشق کو کس کس مزے سے ہم دیکھا
غم کو ہم کھائین گے تمکو تیری فرقت کھائیگی

رکھتے راہ عشق مین ہم کیون قدم گر جانتے
ٹھوکرین یان ہر قدم پر یان تاب طاقت کھائیگی

اے ظفر یہ جائیگی ساری کدورت کی بنا
ایک بھی اشکون کا منہ گر یہ عمارت کھائیگی

[illegible]

دیگر

دیکھنے دو مجھے بدبین جو برا دیکھتا ہے | میں برا ہوں کہ بھلا اسکو خدا دیکھتا ہے
جو ترا طالب دیدار ہے اسنے مہر لقا | ماہ کو بھی نہیں وہ آنکھ اٹھا دیکھتا ہے
چل بسا ہوتا مریض غم فرقت کب کا | پر تری راہ وہ ای ہوش ربا دیکھتا ہے
گھر میں تجکو نہیں جب دیکھتا عاشق تیرا | در و دیوار کو حیرت سے پڑا دیکھتا ہے
دل میں آتا ہے اوسی شخص کے عکس رخ دوست | جس کا دل صورت آئینہ صفا دیکھتا ہے
ہوتا ہے حسرت پابوس سے داغ حنا کیا کیا | پاؤں میں جب وہ ترے رنگ حنا دیکھتا ہے
اب کوئی دم ہی میں آخر ہوئی ہے دور طبیب | نبض بیمار محبت کی تو کیا دیکھتا ہے
جسکو دل چاہتا ہے ہوتا ہے [illegible] | نہ برا دیکھتا ہے اور نہ بھلا دیکھتا ہے

اوس شکر لب سے جو کرتا ہے محبت کوئی
اے ظفر خوب محبت کا مزا دیکھتا ہے

ترا بوسہ دل و جان بیچکر لیتے تو ہم لیتے | یہ سودا کون لے سکتا اگر لیتے تو ہم لیتے
پڑی تھی کیا غرض اوسکو جو آتا [illegible] کو | دل بیمار کی اپنے خبر لیتے تو ہم لیتے
خفا تیری ہوئی پابوس کیوں [illegible] | اگر تیری قیامت اور فتنہ گر لیتے تو ہم لیتے
وہ غم نے مجھسے کتنی ہیں ترا دل کون لے سکتا | خوشی سے لیں ہی اور یا چھین کر لیتے تو ہم لیتے
نکلتا کام کیا اور تو کسی کے کام کیا آئے | مگر کچھ کام اے آہ جگر لیتے تو ہم لیتے

دیگر

[illegible]

دشمن ہے آبرو کا مری گریہ عشق ہین	آنسو ونکے تار ہین تار آستین کے

عاشق ہوئے جو اوسپہ گئے دو جہان سے
دنیا کے اے ظفر نہ رہے وہ نہ دین کے

عجب حالت سے تیرا خاکسار اوٹھتا زمین سے ہے
کہ گویا ناتوان سا اک غبار اوٹھتا زمین سے ہے

غبار اوٹھتا کہان ہے خاک سے ہم تفتہ جانون کے
کوئی اوٹھتا ہے شعلہ یا شرار اوٹھتا زمین سے ہے

ترے کوچہ مین تیرا خاکسار اب تو ہے آ بیٹھا
مثال نقش پا کب ای نگار اوٹھتا زمین سے ہے

وہ جذب کہربا ہے آبلہ مین پاؤن کے میرے
کہ اس سے جیسے تنکا خار خار اوٹھتا زمین سے ہے

بگولا وہ دل کا خاک سے زلفون کی یارون کے
اوٹھا یون جیسے چوٹی دار مار اوٹھتا زمین سے ہے

ترے کوچے مین اکثر پاؤن ایسے پھول جاتے ہین
قدم اپنا نہین اے گلعذار اوٹھتا زمین سے ہے

غم سے کوئی زیر زمین ہے جل رہا عاشق	ظفر باعث یہی ہے جو بخار اوٹھتا زمین سے ہے

[illegible]

لب نوشین پہ زیبا تھی تجکو تزئین روکی کیون کیا زار افسردہ دل کا حال سرد کی	کیا شگفتا او سے شیرین کیون ہوند کو لاسے روٹی ہرین نہتا وہ لپٹا ہوا جیسے ہولا سے

ظفر ہمکو کہ تنہا ہین یہ امکان کیا جو گھبرا ہین
اگرچہ ہر طرف رنج و غم و حسرت کا ہولا ہے

آج کیا جانین کہ میخانہ پہ کیا پتھر پڑے کیا غضب چمکی ہے اوس قاتل کی شمشیر نگاہ کرکے ہر سو ان کل کا وعدہ آج تک آئے نہ وہ سبزہ خط نے تری خنجر کیا بیہوش وہ اوسکی چین ابروی پر خم مسجد دیکھکر ہو گئی اشکون کی دولت اسقدر ہم چشم کیا نہین کس شغل مین گذری ہمہ وقت کرا ہوگا کیا حاصل جو ہوگی آبرو میری خراب یار کیا جانے کہ ہر کیسی مصیبت عشق کی شانہ خسرو پہ سر پھوڑی پہ مسکین گدا	ہین کہین ٹوٹی ہوئی شیشے کہین ساغر پڑے دیکھیے بجلی یہ کسپر اور دل مضطر پڑے ہمنشین انصاف کر تو تجکو کل کو انتظار پڑے شور محشر سر نہ جیت نالہ بیکر پڑے کہتے ہین کیا اس جفا بانی مین تم بالا کر پڑے آ کا عہد و پیمان کر ہمیں یاد ہی ہوں اگر پڑے کرتے تھے اختر شماری بستر غم پر پڑے دیدۂ تر میرے پیچھے ہاتھ کیون دھو کر پڑے اسکو جانو تو وہی جانے کہ جسپر پڑے کوہکن کی عقل پر کیا جانے کیا پتھر پڑے

کو سے قاتل مین قدم رکھنا سنبھال کر ظفر
ہر قدم پر ٹھوکرین کھاتا ہین لاکھون سر پڑے

[illegible]

کوئی دوا نہیں بیمار ہجر کی تیرے
سوای زہر سو ملتا نہیں دوا کے لیے

لیے نہ بوسے کبھی دل ربا کی چھوری کے
ہمیشہ ہنسے تو اوسکو جتا جتا کے لیے

نچوڑ ڈالو عمل ہائے دیکھ اے غافل
یہ ہیں اثاثہ تیرے خانۂ لقا کے لیے

بجائے آب ہی پینے کو اشک خون جگر
کباب لخت جگر ہے میری غذا کے لیے

چمن میں تا سو گلچین گلو نپہ دست انداز
اوٹھا لی ہاتھ میں ہر شاخ گل دعا کے لیے

ہلال عید کو حسرت رہی فلک پر بھی
کہ بوسے دیکے ترا اوس نعل کفش پا کے لیے

سنائے مدعی اونکو ظہیر کیا دفتر
غرض یہ ہووے نہین ایک مدعا کے لیے

بادۂ عشق اور ہی اسکا خمار اور ہے
اسکا چڑہاو اور ہے اوسکا اوتار اور ہے

بازی عشق یاس ہے کیونکہ اک قمار باز
اسکی تو جیت اور ہے اوسکی تو ہار اور ہے

غمزہ کرے ہے صید دل ناز کرے ہے صید جان
اسکا شکار اور ہے اوسکا شکار اور ہے

گل کو ہو کیا مشابہت اوس رخ لالہ رنگ سے
اسکی بہار اور ہے اوسکی بہار اور ہے

پیار محبت آپکو یون تو سبھی سے ہو مگر
ہمسے جتا اور ہے غیر سے پیار اور ہے

نام و نشان ہے مدعا دونون سے گرچہ ظاہرا
لوح طلسم اور ہے لوح مزار اور ہے

ہیچ ہے ننگ و عار اونھیں ہم بھی ہیں ہیچ جانتے
موجب ننگ اور ہے باعث عار اور ہے

دیکھیے اون سے چاہ کا ہووے نباہ کس طرح
اپنا طریق اور ہے اونکا شعار اور ہے

اے ظفر کھینچتا ہے دل یون ہی کسیکی جانب
تا ادا کرکے وہ الفت کی اپنے سینہ میں کھینچے

آسمان کی ہاتھ سے کیا کہ آسمان گردش میں ہے
کھا رہی گردش نہ دو نکی خاک سے جا بجا صبا
چشم مست یار کی آنکھ ہو گردش مجھکو یاد
دل کی بیتابی نے میری یہ بھلایا اوہ کو
آشنا گردش زدون کے ساتھ اے ناداں نہو
مثل تصویرات فانوس خیالی زیر چرخ

اب یہی رہتا ہمیشہ آسمان گردش میں ہے
جانب صحرا کھولا یہ کہان گردش میں ہے
ساقی ہی جبکہ آتا ہے مغان گردش میں ہے
آسیا کی طرح ہر سنگ گران گردش میں ہے
کیا حضور سے ملکے دیکھے آب وان گردش میں ہے
کون ہے آرام سے جو بیتے میان گردش میں ہے

لکھتا ہون گردش نصیبون کی جو اپنی اے ظفر
میرے ہاتھون سے قلم بھی ہر زبان گردش میں ہے

کلام اون کو ہر طرح فرمائے ٹیڑھے
یہ سیکھی تری زلف سے کج ادائی
عجب انقلاب آج ہے میکدے میں
نظر تیری جس سے لڑ آئے ٹیڑھی
یہ برگشتگی میری قسمت کی سمجھو
کرون شانہ مژگان سے زلفون میں تیری

جو سیدھی کبھی ہون تو ہو جائے ٹیڑھی
جو سب سے رہے تیری دیوانے ٹیڑھی
کہ شیشے ہیں اولٹے تو پیمانے ٹیڑھی
ہوئی اوس سے سب اپنی بیگانے ٹیڑھی
جو ہون سنکے وہ میری افسانے ٹیڑھی
جو اس شانہ کے ہون نہ دندانے ٹیڑھی

[illegible]

ظفر کی کچھہ تو شرح غم نے تاثیر
کر جسم آنے لگا ہے دل مین اونکے

تو ایک بار اوسکو ولا دیکھہ تو سہی
کرتا ہے تیرا حال وہ کیا دیکھہ تو سہی

ہے رقص بسمل اس تری بسمل کا منتظر
تو بھی تماشا آکے ذرا دیکھہ تو سہی

کھائی ہے یہ تو نے کہ جو تو نے قسم نہ بول
لیکن ادھر تو آنکھہ اوٹھا دیکھہ تو سہی

زخمون پہ وہ چھڑک کے نمک کہتی ہین مجھے
توان جراحتون کا مزا دیکھہ تو سہی

کہتا ہے ای رقیب مجھے روز تو برا
سمجھون گا ایک روز بھلا دیکھہ تو سہی

اتنی نہ پھیر آنکھہ ستمگر خدا سے ڈر
کیا حال ہو گیا ہے مرا دیکھہ تو سہی

دیکھے گا دیر و کعبہ مین کیا جا کے دل مین دیکھہ
وہ تو نہین ہے جلوہ نما دیکھہ تو سہی

کہتا ہے دل نہ دی اوسی مین کسطرح مدعا
ناصح تو اوس کی ناز و ادا دیکھہ تو سہی

ظفر

رنگین ہین یہ جو گل چمن دہر مین
ہے بھی کسی مین رنگ وفا دیکھہ تو سہی

بارے شب فراق بسر ہو گئی تو ہے
جون شمع روتی روتی سحر ہو گئی تو ہے

بیچین ہونگے وہ بھی کہ یہ دل سرک گیا
میری قلق کی اونکو خبر ہو گئی تو ہے

کیا ہے دل و جگر کی طرف تو نے جس نگاہ
برچھی سی ایک ادھر سے ادھر ہو گئی تو ہے

کیا جانے کسکو ذبح کیا تو نے مست ناز
ترخون مین آستین تری ہو گئی تو ہے

مخمس ظفر

نکلے ہین ہائے ہو کے ہین یان سیاروں سے شعلے
جلتے ہین عشق کی اوس سوز نہان سے
[illegible]
[illegible] آسمان پہ ہے
[illegible] وفاون سے
[illegible] فلک پہ ہے
[illegible] الامان فلک پہ ہے
[illegible] شرر فشان پہ ہے

[illegible]

مثال شمع وہ پروانہ ہم تھے گرم دل [illegible]

[illegible] کبھی ہم بھی انجمن آرا جہاں ہم تھے وہاں [illegible]

[illegible] کبھی ہم بھی باغ [illegible]

[illegible] جہاں ہم تھے

[illegible] وہاں تم تھے [illegible] جہاں ہم تھے [illegible] اور ہم

تیری چشم مست کی گردش کبھی ساقی [illegible]	[illegible] کیا [illegible] ہم جام [illegible]
اب تو [illegible] دل بیتاب ہم [illegible]	[illegible] عجب [illegible]

[illegible] کے کوچے میں [illegible] ہم [illegible]

[illegible]

مرض عشق [illegible] ایسا [illegible]	کہ علاج [illegible]
[illegible]	[illegible]
کیا [illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
رنگ [illegible]	[illegible]
کیا عجب [illegible]	ایسی [illegible]

وصف [illegible] ظفر [illegible]

[illegible]

کہاں وہ دور [illegible] افزا جہاں ہم تھے وہاں تم تھے
[illegible] کبھی تنہا جہاں ہم تھے وہاں تم تھے

عجب عالم تھا جب وہ [illegible] افزا بزم عشرت میں
[illegible] جہاں ہم تھے وہاں تم تھے

[illegible] جہاں ہم تھے وہاں تم تھے

[illegible]

کہاں یہ لا کے کہا سار سوز عشق نے شیرین	کہ ریشہ پوش کو ہکن میں آگ لگتی ہے

ظفر آہ سحر کی شعلہ باری سے شفق کی جا
سحر گہ روز جا کے پیرہن میں آگ لگتی ہے

جب وہ تشریف ادھر لاتے ہیں چلتے پھرتے	گالیاں ہمکو سنا جاتے ہیں چلتے پھرتے
ٹھہرتے پاس نہیں دو گھڑی وہ ماہ کی طرح	صورت اپنی ہمیں دکھلاتے ہیں چلتے پھرتے
ناتوان اوٹھ کے ذرا خاک پہ چلتے پھرے	پانوں بھی ضعف سے تھراتے ہیں چلتے پھرتے
ہون وہ دل تفتہ مری دود جگر کے بادل	ہر طرف آگ سی برساتے ہیں چلتے پھرتے
جا لگے جو وحشت جنون کو ہیں ہوا کی مانند	ٹھوکریں کاہ کو وہ کھاتے ہیں چلتے پھرتے
ہمکو ہوتی ہے کہاں انسے ملاقات نصیب	پر کبھی رستے میں مل جاتے ہیں چلتے پھرتے

فکر میں بیٹھ کے کہہ سکتا نہیں کوئی ظفر
آپ جو شعر کہ فرماتے ہیں چلتے پھرتے

کعبہ و دیر سے گر شیخ و برہمن ہٹتے	تیرے کوچے سے نہ ہم اے بت پرفن ہٹتے
جو کہ ہیں صید محبت ترے اے صید فگن	زیر شمشیر نہیں رکھنے سے وہ گردن ہٹتے
راز دل کیونکہ کہوں تجھسے کہ اک لحظہ بھی	نہیں اے دوست ترے پاس سے دشمن ہٹتے
بوسہ تیرے گل رخسار کا لیں ہم کیونکر	رخ سے گیسو نہیں اے غیرت گلشن ہٹتے
مجھسے یاں تک ہے حذر انکو جو آتے ہیں ادھر	خاک سے میری بچا کر ہیں وہ دامن ہٹتے

دیگر

مصور نے ترا سب چہرۂ مقبول کھینچا ہے
مگر اک زلف ہی کو کھینچنے مین طول کھینچا ہے

جہانمین سبکو عشرت ہو گئی جس دم سنا قاتل
سر بازار تو نے لاشۂ مقتول کھینچا ہے

ہزارون بیگناہون کو ستمگر عشق مین تو نے
یہان سولی پہ بے دستور بے معمول کھینچا ہے

چھوڑا نا ہر چند اس نے اپنا چھوڑ دو زندہ
کر تیرے اس گنہ کو کیون پکڑ کر جھول کھینچا ہے

جو کھینچا آہ ہم نے ہجر جانان مین تیری ہاتھون سے
تو وہ کر کر دل رنجیدہ کو شمول سا کھینچا ہے

عرق رخسار کا تیری ہے خوشبو اسقدر گویا
گلاب اک رشک گل پر کر ابھی تحفہ پہول کھینچا ہے

ظفر قربان جاؤن اپنے مین کلک تصور کے
کہ اس کا نقشہ اسنے واہ کیا معقول کھینچا ہے

کیا فسون پر شراب کرتی ہے
ہو وہ سے بے حجاب کرتی ہے

قتل کس کس کو دیکھیے تیری
نگہ پر عتاب کرتی ہے

روز طوفان ہیا مرے سر پر
میری چشم پر آب کرتی ہے

اونکی خدمت مین دیکھیے تقدیر
کب مجھے باریاب کرتی ہے

آتش عشق میرے سینہ مین
جگر و دل کباب کرتی ہے

بزم عالم مین دخت رز تجکو
تیری مستی خراب کرتی ہے

تاب رخسار تیری آئینہ کو
روکش آفتاب کرتی ہے

کبھی آگئے وہ جو یان چلتے پھرتے — تو دسے کر ہوئے گالیان چلتے پھرتے

بچھاتے ہین ہم زیر پا اپنی آنکھین — تمھین دیکھتے ہین جہان چلتے پھرتے

ترے قد کو کیا سرو و شمشاد پہونچین — وہ ہین اس روش سے کہان چلتے پھرتے

ملا دیتا ہے خاک مین سیکڑون کو — زمین پر تو ہین آسمان چلتے پھرتے

چلے آؤ بالین تک اس جان بلب کے — ذرا تم بھی اے میری جان چلتے پھرتے

صبا کی طرح دیکھہ جائین گے ہم بھی — چمن کی بہار و خزان چلتے پھرتے

پڑے رہتے جون نقش پا خاک پر کیون — اگر ہوتے ہم ناتوان چلتے پھرتے

بسر عمر کی ہے بحسرت جہان مین — یونہین موج و گرداب سان چلتے پھرتے

پڑا کنج مسجد مین تو کیون ہے زاہد — پہونچتا بہ دیر مغان چلتے پھرتے

قطعہ

منہہ سے کیا جو کہے اس طرح سے
غزل اب کوئی نکتہ دان چلتے پھرتے

نہین اے ابر ہم قائل کہ آنسو سے برسینگے — وہ کیا آنسو جو بے آمیزش خون جگر ٹپکے

گلون پر اوس سی پڑ جائے پھر یکبار گلشن مین — عرق اے رشک گل رخسار سے تیرے اگر ٹپکے

ہر اک آنسو کا قطرہ ہے جو دانہ گوہر کا سا — دم گریہ جگر کے آبلے کیا پھوٹ کر ٹپکے

ٹھہر کر میری مژگان پر گرا یون لخت دل آ کر — کہ جیسے پختہ ہو کر شاخ سے کوئی ثمر ٹپکے

حلاوت سے لب شیرین کی تیری کیا تعجب ہے — اگر وقت تکلم شربت قند و شکر ٹپکے

دیگر

مطلع ثانی

خیال لعل وہ جو دل نشین ہو ایک دم خالی
یقین ہوا ہے جو ہمدم یا صبح و شام آتا ہے

پڑھا نہ جب سے بھی پر اوس کو خط کو کیا یار
نہ کچھ آتا ہے خط و ان سے نہ کچھ پیغام آتا ہے

گلوں کا ہو یا اوس چھ جانی نہ گلشن میں
نکل کب یار جب کہ وہ گلفام آتا ہے

ملک تھا یا ہاں تو ایسا کیا جو اوٹھا نہ ایسا دم
ہمارا نامہ بر دیتا ہے ہر دشنام آتا ہے

جو کچھ کرنا ہوا ای غافل تو کر لے اپنا کار ابھی
نہیں کچھ کام آتا ہے یہی بس کام آتا ہے

رہا ہے کوئی دنیا میں نہ رہیگا یہاں کوئی
کرو یاں تضا جب خاص و عام آتا ہے

وہ بحر بیکران دریای الفت ہو اظفر جسکا
نہ کچھ آغاز آتا ہے نہ کچھ انجام آتا ہے

ہمارا طائر دل زلف کے پھندے میں کیا آوے
ظفر یہ مرغ زیرک کب بزیر دام آتا ہے

عشق میں دل کو نئی روز بلا سی چھٹی
بر لبا کوئی نہ او سنے بات دوا سی چھٹی

درد دل سے کہ مرا درد ہوا کیا سر میں
آج ہاتھ سے جو او نکی ہر دوا سی چھٹی

جی میں آتا ہے کہ نون آتش جگر کو ہنسے
نہ سے لب پہ ہنسی او نکی ذرا سی چھٹی

چشم مخمور تری سرخ اور اوس میں کاجل
واہ کیا ساتھ شفق کے یہ گھٹا سی چھٹی

خاک کوچہ کی تری تن پہ ہی پیری زیبا
ایک تن زیب کی یہ تنگ قبا سی چھٹی

دیکھے کیا ہو تری جنبش مژگان قاتل
جھاڑ نیچے مری پیچھے قضا سی چھٹی

ای **ظفر** توڑی گئی شیشہ و بزم میں رات
روح آکر کسی میکش کی جو پیاسی چھٹی

مطلع ثانی

جلتے جی چھوٹے نہ زندان محبت سے کبھی	ایسی ساعت سی تمھارے مبتلا پکڑے گئے
کیون ہنسی تھی ای صبا سنکر فغان عندلیب	کان گلشن مین گلون کی جو سدا پکڑے گئے
کیون وفا کی تم سے جو ایسی بلاؤن مین پھنسے	ہم کیے کو اپنے ہین ای بیوفا پکڑے گئے

ہمسے چوری کو یہ زلف یار مین جا رستے یہ
حضرت دل ای ظفر اچھا ہوا پکڑے گئے

نالون سے کر اوڑا دون چرخ کہن کے ٹکڑے	اوڑتے پھرین ہوا مین بادل سے بن کے ٹکڑے
کرتا برابری گر قد سے ترے تو کرتے	آرون سے چیر کر ہم سرو چمن کے ٹکڑے
ڈھونڈھا نشان جو ہم نے قاصد کا اوس گلی مین	کچھ یار سر کے ٹکڑے اور کچھ بدن کے ٹکڑے
کس جامہ زیب کی یہ دیوانہ ہے پھبن کا	گل نے کیے ہین اپنے جو پیرہن کے ٹکڑے
دامان دشت کو بھی اوڑ جائین گر کسی دن	ہاتھون سے اس ہمارے دیوانہ پن کے ٹکڑے
ہووے نہ قطع ہرگز ظالم تری محبت	تیغ ستم سے گر ہون اس خستہ تن کے ٹکڑے

سنگین دلون سے اپنا دل ای ظفر لگانا
کرتے ہین پتھرون سے دُر عدن کے ٹکڑے

ہم جو ہین یاد ترا جلوہ قامت کرتے	سر پہ ہین اپنے بپا آپ قیامت کرتے

مطلع ثانی

جو ہین ہم پہ کرم اون سے ہین محبت کرتے	جنکو الفت نہین ہم اون سے ہین الفت کرتے

ظفر روح قیس آکے صورت مین میری
دیے پانون ہے کی سلاسل مین پھرتی

باغ جہانمین تیرے ایدل نمود ہے
گل کو گمان یہ باغ مین حاصل نمود ہی

کس شمع رو کو بزم جہانمین ہے یہ فروغ
جو آج تیری غیرت محفل نمود ہے

برش کہ جسکی ہوتا ہے عالم کا دل دونیم
تیغ ادا کی تیرے وہ قاتل نمود ہے

اوس مہروش کے سامنے چمکا کیا کوئی
دیکھی ہوئی تری مہ کامل نمود ہے

رخسار آتشین ترے وہ ہین کہ بغیر داغ
شمس و قمر کی جنکے مقابل نمود ہے

کیا کیا تڑپ کہ برش تیغ نگاہ کی
قاتل دکھا رہا ترا بسمل نمود ہے

اوس حور وش کو دیکھا نہین اسنے اے ظفر
کرتا جو اتنی ناصح عاقل نمود ہے

مجکو وان کون اوٹھا کے لیجائے
گرہ شاید ہوا کے لیجائے

جب گرفتار دام زلف ہو دل
تاب کسکو چھوڑا کے لیجائے

دیکھیے کس اجل گرفتہ کو
آج قاتل لگا کے لیجائے

دل کو وہ تاڑلے ہے نظرون مین
لاکھ کوئی چھپا کے لیجائے

کس کا مقدور اوس کے دامن تک
ہاتھ اپنا بڑھا کے لیجائے

پھر وہ چوری سے دیکھتا ہے ادھر
دل نہ میرا چورا کے لیجائے

ڈرتا ہی جی کہ دیکھیے ہمکو دکھائی کیا نصیب
ہیئے تری شکایت کم نظری سنی تو ہی

دل کہ مری نگین کی چھپا پایا ہی نام اورکی
گرچہ نگین جم کی بھی ناموری سنی تو ہی

تیرا سا غمزہ دیکھیے ہی یہ کس مین پایا نہین
اور پر ہیر خون مین بھی عشوہ گری سنی تو ہی

گو وہ نہ دیکھیے آنکھ سی ہمکو پر اوسکے عشق مین
جوکہ مصیبت اسے **ظفر** ہیئے بھری سنی تو ہی

نامہ بر کیا مرا دینے کو ہے آیا دھوکے
خط کسی اور کا جو مجکو دکھایا دھوکے

مین نہ چھوڑونگا ترا حشر کو دامن قاتل
تونے گو خون کو دامن سی چھوڑا یا دھوکے

پاؤن دھلوائی کب اوسنی کہ ادب سی ہمنے
پاؤن کو اوسکے نہ ہاتھ اپنا لگایا دھوکے

کون گلشن مین ہی گامے گلرنگ جو گل
آب شبنم سے پیالہ کو ہے لایا دھوکے

گو مرے گریہ سی پانی مری سر سے گذرا
پر جو لکھا تھا جبین پر نہ مٹایا دھوکے

دیگا کیا اسکے سوا اور کہ دینے تجکو
یا فریب آئے ہین ای ہوش بہایا دھوکے

ہے سیہ کار **ظفر** اسکے سیہ نامہ کو
کر سفید آب سی رحمت کے خدایا دھوکے

تیرا بیمار غم سنبھل نہ سکے
سو جتن کیجے ایک چل نہ سکے

اوسکی چاہ ذقن مین حضرت دل
ایسے ڈوبے کہ پھر اوچھل نہ سکے

بستر غم پہ ناتوانی سے
کبھی کروٹ بھی ہم بدل نہ سکے

[illegible]

جو ہے مزے سے عشق کے واقف وہی گوارا کرتا ہے
کھاتا زخم خنجر کین ہے کون کسی کی خاطر سے

کھینچے ہے لیجاتا جسکو جذبۂ شوق وہ جاتا ہے
جاتا کسی کے در کے قرین ہے کون کسی کی خاطر سے

ہین یہ ہمین جو کرتے تیری نذر ہم اپنا گوہر دل
دیتا ایسا دُرّ ثمین ہے کون کسی کے خاطر سے

نام دری ہوا ور کے خاطر سینہ خراشی اپنے لیے
کرتا کام یہ غیر نگین سے ہے کون کسی کی خاطر سے

لطف و عنایت مہر و مروت اے بت کافر کچھ تو ہو
کرتا حب لله یون دل و دین سے کون کسی کی خاطر سے

تیر غم اوسکا آئے ظفر گر کھینچے لا دل کی کشش
ہوتا مکان دل بین مکین ہر کون کسی کی خاطر سے

محبت ہمکو قسم اے دشمن ایمان دینی ہے
دکھاوے اے پری پیا اپنے دیوانو نکو زلف اپنی
سر ہر گام کوے یار مین پڑتا ہے سر دینا
لیا ہے بوسہ کس نے مفت کی بہتان باندھتے ہو

نہین ہم جھوٹ کہتے خدا کو جان دینی ہے
اگر سلسلہ زنجیر در زندان دینی ہے
خبر کیا جائے وان اے قاصد و آسان دینی ہے
یونہین دیدہ و اگر گالی کوئی انجان دینی ہے

[illegible]

لگا نا تیر مژگان سیکہا ہے تو وہ کمان ابرو
بنا کر رکہدیا دل کو نشانا ہے تو ہمنے سے ہے

جو سر مانگا دیا سر جان مانگی جان حاضر کی
ترا اگر حکم اے سفاک مانا ہے تو ہمنے سے ہے

زمانے مین اگر ہے دوستی تجسے تو ہمکو کیا
بنایا دشمن اپنا اک زمانہ ہے تو ہمنے سے ہے

ظفر ہے نازیون تو سبکو اپنی شعر گوئی پر
کہا پر کوئی شعر عاشقانا ہے تو ہمنے سے ہے

جو اپنے کوٹھے سے وہ مہ جمال اوپر جائے — تو پھر کسی کی نظر کیا مجال اوپر جائے
گرے بعد نہ یک سر وہ سال بھر مین فنا — گذر نہ سال کا تا اور سال اوپر جائے
بغیر جان لیے چھوڑتی نہین وہ زلف — یہ وہ وبال نہین جو وبال اوپر جائے
کبھی چمن مین نہ کیون سرو دیکھ کر اوسکو — وہ اوٹھ کھڑا ہو کوئی سبز نہال اوپر جائے
رہو ہمیشہ جو بام عروج حسن پہ تم — تو کس طرح کوئی سے عرض حال اوپر جائے
تری خوشی ہے کہ دم رک کے میرا سینے مین — نہ جا کے نیچے نہ وقت ملال اوپر جائے

ظفر اوس ابروے پرخم کے سامنے اپنے
کبھی نگاہ نہ سوے ہلال اوپر جائے

[illegible]

بیان کرتا ہی واعظ جب کرنا اقعہ جنت کا
وہ سہرے باندھ دیکھے بیرو ڈوپٹا مسند لی اپنا
خدا دے طاقت پرواز او راس طائر دل کو
نہیں جا راہ است یار کا مسیحہ ابھی
نہیں خورشید حشر آسمان شاید اوٹھا دیا
محشر جا بیٹھا اوسکا کفن بیجو طرفتہ سو
شہ پرداز پر جو ترے مسند پر اوٹھا اوسکو
تو پھر جا تا مری آنکھو نہیں نقشہ اوسکو گھر کا
علاج اوسکا اگر منظور ہی دردِ سر کا ہی
کرا تجو کام کرتا ہی مشق نامہ بر کا ہی
لگا یا دشت پر گلشن ہی نہ حسرت اپنی نظر کا
کوئی اوٹھا جو اپنا یا مرا داغ جگر کا ہی
گر چہ کشتہ ستمگر تیری چشم فتنہ گر کا ہی
نہ دیکھیں ہم اگر اوسکو تصور اپنی نظر کا ہی

نہیں ممکن کہ دل پھیر عنان اختیار دل سے
ارادہ سے ظفر اسکا جدھر کا ہی ادھر کا

ہم سے کیا لیا ہیں وہ جفا کرتے	اس پہ بھی ہم ہیں جان فدا کرتے

مطلع ثانی

بیوفاؤں سے ہیں وفا کرتے	حضرت دل ہیں دیکھو کیا کرتے
ہم دعا اونکے حق میں کرتے ہیں	اور ہمیں وہ ہیں بد دعا کرتے
خاکساری تو ہیں دل اپنا ہم	صورت آئینہ صفا کرتے
اے ستمگر مریض عشق ترے	کبھی اپنی نہیں دوا کرتے
جو نہیں چاہتے کسی کا بھلا	وہ برے ہیں بہت برا کرتے

دیکھو پیارا ... سیج
چیز ... سے جیسے اپنا ... ڈھیان لگا دو جی

تو پھر غرض اوسے تیر و کمان سے کیا ہے	ارے جو ابرو و مژگان سے میری دل کو شکار
نگین کو فائدہ نام و نشان سے کیا ہے	سوائے سینہ خراشی و روسیاہی کے
گلہ ستارے سے کیا آسمان سے کیا ہے	ہونا کچھ ہو تو ہے یہ اپنے طالع بد کا

	ظفر جو حال ہے تیرا وہ خوب جانتے ہین
	مگر بیان دوست حاصل بیان سے کیا ہے

یہ دنیا ہے او گھنٹ گھاٹی یاں نہ بہت پھیلاؤ جی
اتنی ہی پھیلاؤ کہ جسکے سکھ سے دکھ نا پاؤ جی
اس دنیا کے جتنے دھندے سگے گورکھ دھندے ہین
انکے پھندے جانہ پڑو تم انہین نہ من او لجھاؤ جی
یوں تو سوچو گورکھ لوبھی سب ہی یہ الجھاوے ہے
چاتر ہو تو اس گورکھ کو جیسے بنے سلجھاؤ جی
ہے کاریج کا ہونا کٹھن تم من مین اپنے جانتے ہو
اوسکی دیا سے سہج وہ سمجھو اتنا نا گھبراؤ جی
کرا کارت تمنے کھوئی کچھ تو اوسکا دھیان کرو
بہت گئی اور تھوڑی رہی ہے یہ بھی نہ یوہین گنواؤ جی

ایسی کرنی مت کرنا جو کر کر پھر پچھتاؤ جی	ظفر ہر دم بار بار تمکو سوچ سمجھکر نا کچھ

کام نالوں سے جو بیمار جدائی لیتے	تو نہ بر چھی کی تہ تیر جدائی لیتے
تم جو کہتے ہو نہ تھا ہمکو بچا سکتے تھے	گر نہ دل رشتۂ تو کا ہمکو برائی لیتے
ان بتوں سے مرے نزدیک تو کچھ دور نہ تھا	ایک غمزہ میں اگر ساری خدائی لیتے
دیکھ دل اس بت نا جو سے لڑتے ہیں انکھیں	ہم بھی ہر روز ہیں مول لڑائی لیتے
تیری ہاتھوں وفا پا کر گر کب کر	رہ صحرا کی ہم آبلہ پائی لیتے
ارے یہی ڈالتا سیاہ ہیں کیطرف کا کر	گر کبھی بھول کے ہم نام رہائی لیتے

وسعت اوس دست نگارین کی جو ہم لکھتے ہیں
تو ہیں کاغذ بھی ظفر مول حنائی لیتے

کل جاکے ہم جو گھر میں اوس فتنہ گر کے بیٹھے
کیا اسکے اوٹھ گئے سب جو تھے ادھر کے بیٹھے

مطلع ثانی

کیا ذوق جاکے کوئی پاس اوس بشر کے بیٹھے
محفل میں لوگ جسکی پانی ہو ڈر کے بیٹھے
اوٹھتے ہیں کوئی وان سے جب تک نہ مر مٹیں گے
جو ہو نقش پا ہیں ... اوس ستمگر کے بیٹھے

ڈھونڈ کیے دو گھڑی کو خشامت تھا تیرا	تلتے ہیں راہ تیری یان دوپہر کی بیٹھے

بات ہو وہ بات کوئی بات جب ہم کرچکیں
کاہشِ گیسوی جانان بعد مو کچھ اور ہے
اور تو باتیں تمھاری خیر خاصی تھیں نہ تھیں
جب کبھی کہتا ہوں اک بوسہ عنایت ہو تو ہو
جو کبھی وہ بات منہ سے ہوا اگر ایسی ہی بات

ہم کہیں خاصی کہی تم بھی کہو خاصی کہی
مشک میں بھی کہتی ہوا اوسکی سی بو خاصی کہی
ترکِ الفت کی مگر اے ناصحو خاصی کہی
منہ بنا کر کہتا ہو وہ تند خو خاصی کہی
ہے یہی شرط ادب تم بھی کہو خاصی کہی

جب کہا دل ذکر چاہیے کوی جانان میں ظفر
ہمنے بھی دل سی کہا اچھا چلو خاصی کہی

جی کا ضرر دو دن سے ہے
دل ہے جلا بر ساقی جو
اوسکو سکھاتا کیا کیا شر
لوٹتا عاشق بن ترے
پھرتا ہے وہ ماہ کہان
اشک فشانی کرتی کیون

درد جگر دو دن سے ہے
آہ شرر دو دن سے ہے
کوئی لشر دو دن سے ہے
دو دو پہر دو دن سے ہے
خالی گھر دو دن سے ہے
یہ چشم تر دو دن سے ہے

قطعہ

پھرتا قاتل تیغ بکف
بیٹھا عاشق مرنے پر

اٹھ پہر دو دن سے ہے
باندھے کمر دو دن سے ہے

دیگر

دل ربا کیا خطا ہمین سے ہوئی
ایسی تقصیر کیا ہمین سے ہوئی

دل بلبل میں تھا نہ درد ظفر
وہ بھی درد آشنا ہمیں سے ہوئی

کبھی شاید وہ ذرا اچھا لگے تو لپٹ بیٹھے | ہیں اٹھتے بیٹھتے ہم اس امید میں جو گھٹ بیٹھے
پیشوائی کو لیے دوڑتا ہے دل کیا کیا | جب صدا آتی ہے اوس پاؤں کی آہٹ سے
تو نہ دیکھا ہمیں بزم عدو میں افسوس | ہم تجھے تاک رہے تھے اوسی جمگھٹ میں
نالہ کھٹ راگ اگر لائی تو ہمسے شب کو | اونگھنے دیتی ہیں کوئی نہ کوئی چھپر کھٹ میں
کیا عجب بوئے گلاب آئے عرق میں تیرے | بوئے مشک آئی ہے زلفوں کی تری لٹ میں
دیر و کعبہ میں اوسے ڈھونڈھتا پھرتا کیا | ڈھونڈھ گھٹ میں کہ وہ پائیگا ترے گھٹ میں

بوئے الفت تو ہٹیلی ہی ظفر نے پائی
تیرے انکار میں سے اور تری ہٹ میں

وحشت الفت میں چلی گر خار و خس کو توڑ کے | آسمان ٹھلا ہی یا رہی بلہوس کو توڑ کے
اپنے تار جیب و دامن سے فقط توڑیں نہیں | توڑ دے گا اے جنوں تار نفس کو توڑ کے
گر اسیروں کو یوں ہی صیاد تو پٹکائیگا | تو نکل بھاگیں گے وہ اک دن قفس کو توڑ کے
وصل کی شب سخت ہے دل پہ زہ گجر س | ڈھب یہ ہی تو پھینک دوں ہمدم جرس کو توڑ کے
دیکھ حال رو کے ساقی کہتے ہیں اب ہیں مست | کیوں جتایا کہتے ہیں نرگس کو توڑ کے
تو نے اے منعم اگر تعمیر اچھی کی تو کیا | لوگ سب لیجائینگے اک دو برس کو توڑ کے

مطلع ثانی

دیگر

بات گر منہ سے نکل کچھ بھی تامل جائیگی	پھر تو وہ از دیکشنو سہرا پہ پھیلا جائیگی
کچھ نہ کچھ دکھلائیگی اپنا اثر آہ رسا	کان تک تیری جوائی ہست تغافل جائیگی
سے پہ کھٹکا یکا گل کو یہ شادی مرگ	جب قفس سے چھوٹ کر گلشن میں بلبل جائیگی
نافۂ آہو میں یکسر مشک ہو جائیگا خون	گر صبا لیکر ختن میں بوی کاکل جائیگی
ہونگے جب پیوست گرم مے پرستی دیکھنا	چرخ مینائی تلک آواز قلقل جائیگی
ہووےگی کیا کیا نہ رسوا پھر اگر لیکر صبا	کوچہ گیسو میں تیری بوئے سنبل جائیگی

اپنے آب و گل میں ہے آمیزش آتش ظفر
سوزش عشق اپنے دل کی کیونکہ بالکل جائیگی

تیرے آتے ہی گلے ایجان سب جاتی رہے	جی میں تھی پہلے جو کچھ اس آن سب جاتی رہی
نہ رہا فرہاد و نہ مجنون تیرے ہاتھوں سے عشق	تنگ ہو کر بے سر و سامان سب جاتی رہے
خانۂ دل میں نہ پیکان ہے نہ تیر یار ہے	جن سے اک رونق تھی وہ مہمان سب جاتی رہے
اے کمان ابرو لگایا تو نے جب تیر نگاہ	دل سے شکوے کچھ تیرے قربان سب جاتی رہے
زندگی تک میں سبھی ارمان انسان کے ہیں	موت جب آئی تو پھر ارمان سب جاتی رہے
ایک باقی رہ گیا تو دھیان اوسی کا رہ گیا	اور تھے دل میں جو سیر و دھیان سب جاتی رہے
ہے کرو خنجر بکت آیا جو بہر امتحان	بوالہوس کیا کچھ ظفر کرسیدان سب جاتی رہے

پھرتے خراب ہیں جنھیں سمجھے سے ظفر
وہ دور ہی رہے فریب سے ہیں جو نافہم رہ گئے

تیرے در پر خاک دیوانے تری سر مارتے	تیرے کوچے کی او نہیں اب لگ کے ہیں ٹھوکر مارتے
تیری چوٹی کا تصور رات بھر آنکھوں میں تھا	کیونکہ ہم سے نہ اپنے دل جگر پر مارتے
مات تک سیلی کسی کی منہ دیکھی تھی غضب	کیوں نہ پیٹ میں اپنے او گھٹا کر مارتے
سرکشی کرتی تھی تیری کو رو بردار شعاع خو	شمع کو محفل میں پھر گردن نہ کیونکر مارتے
وسیلہ ہم کرتا ہے ہم پھر تو تیغ ستم	اور پھر گر ہم نہیں دم اے ستمگر مارتے
عشوہ و غمزہ ترے دونوں سپاہی ہیں غضب	تیغ پر ہیں تیغ او خنجر پہ خنجر مارتے
یوں کیا اوس پنجۂ مژگان نے مرغ دل اسیر	جس طرح صیدی کا ہوں اڑتا کبوتر مارتے
خاک ہو کر بھی نہ پایا ہیں وحشت سے کہ ہم	جوں بگولہ دشت میں پھرتے ہیں چکر مارتے

طائر دل دیکھنا پہونچا ہے اپنا کس جگہ
اے ظفر جس جا فرشتے بھی نہیں پر مارتے

ہنوں کو ہم تصور میں جو شب بھر آج جاگ گئی	تو جلوہ اک خندہ لب کے ظفر آنکھوں لگ گئی

مطلع ثانی

بھر دشت جنون قیس اور ہم کا جو بھاگ گئی	وہ ہم سے سو قدم پیچھے تھا او ہم اوس سے آگے گئی
شب عید کو بلایا تھا جو گھر میں سنتے ہی	کسی ڈھب کر لیں تو ارمہ ہم بھی جا ہی لگ گئی

[illegible]

ہم حال غم ہیں کہتے جا کر جنھوں کے آگے
سنتے نہیں ہیں کچھ وہ وہ ستون کے آگے

شکا ہے وہ غضب ہیں آنکھیں جو ہم نظارہ
ناچیں گی پتلیاں کیا ان پتلیوں کے آگے

گر محتسب بھی آئے تو دست سبو پکڑ بن
کچھ سوجھتا نہیں ہے ان مستیوں کے آگے

پاؤں کے نیچے اپنے دل عاشقوں کے ملتے
سمجھیں نہ کچھ وہ اپنی اٹھکیلیوں کے آگے

اوس زلف کی لٹوں پر کوئی چلے نہ لٹکا
جن بھی جو ہو تو بھاگے ان منتروں کے آگے

گر طائر تصور ہووے بلند پرواز
مارے نہ پر فرشتہ اوسکے پروں کے آگے

اک بات بھی سمجھ کی کہتا ظفر نہیں ہے
جاتی رہی سمجھ سے ان دلبروں کے آگے

ہم عجب رنگ سے میخانۂ ہستی میں رہے
شغل سب چھوڑ دیے بادہ پرستی میں رہے

لشکر اشک روان ساتھ ہی اپنے ہر جا
کب خرابہ میں رہے جب رہے بستی میں رہے

اونچے نیچے بھی مکان گرچہ بنائے تو کیا
نہ بلندی میں رہے کوئی نہ پستی میں رہے

ابر مژگان کی مری بارہ مہینے سے جھڑی
گھر کوئی کیونکہ پھر اس بدلی برستی میں رہے

سخت جانی جو یہی ہے تو یقین ہے مجھکو
دم بھی قاتل نہ تری تیغ دودستی میں رہے

جو رہے نہ ہر رہائی میں ہمیشہ مشغول
حق پرستی میں تو کیا خلق پرستی میں رہے

اے ظفر بادۂ وحدت سے جسے کچھ ہو سرور
ہوش میں آ گئے نہ پھر عالم مستی میں رہے

[illegible]

دیا دل تجھسے چھوٹی کو تو چھوڑ ہم بھی کہلائے
مجھے قتل آپ کیجے سونپتے جلاد کو کیوں ہو

رنگا تا ہی جو ہاتھوں میں حنا پھر آج کیا جانے
لکھا تقدیر کا یہ ہے کہ اوس نو خط کی محفل میں

کبھو کرنا گریبان چاک اور سینہ زنی کا ہر
دل اپنا اس بت کافر تجھے ہرگز نہ دینا تھا

نہ ہر گز دختر رز کو بزم میں رند و نکی جانا تھا
ہوئی بدنام وان جا کر یہ مر دار اپنے ہاتھوں سے

ہوئی ہم آپ سے اسکے سزاوار اپنے ہاتھوں سے
وہی کچھ خوب ہوتا ہے جو ہوگا اپنے ہاتھوں سے

کرینگے قتل کس کس کو وہ خونخوار اپنے ہاتھوں سے
کریں ہوں خط کو میری چاک اغیار اپنے ہاتھوں سے

تری فرقت میں لیتے ہیں یہی کار اپنے ہاتھوں سے
گلے میں ہم نے پہنا آپ زنار اپنے ہاتھوں سے

ظفر اوس نوک مژگان کا تصور اب کہیں چھوڑ دو
چبھو لے اپنی آنکھوں میں ہو کیوں خار اپنے ہاتھوں سے

جو دل میں رکھی تھی اپنے چھپے چھپائے گلے
خدا کرے کہ یہاں تک ذرا وہ آ جائے

شب وصال تو گذری گلہ گذاری میں
کہے ہیں دل اگر آئیں کرنے لگے اون سے

نہیں وہ لوگ جو سنتے تھے شکوہ کچھ دل کے
ہنسی میں لاکھوں سخن لگے کرنے نہ وہ سمجھے

بھرے ہیں ہیں تیری طرف سے ظفر کے جو دل میں
سو ہم نے اون سے کہے جو زبان پہ آ گئے گلے

ہیں دل میں جتنے کہ اون سے وہی سنائے گلے
تمہارے دل سے ہیں ملائیں کوئی سمائے گلے

ابھی جو آئیں تو یہ سارے بھول جائے گلے
کریں گے کس سے ہم اپنے دل کا اپنا گلے

مزہ یہ ہے یوں ذرا اونکو مرے جتائے گلے
کسی کو آج تلک وہ نہیں سنائے گلے

اے ستمگار اگر ہے تو پھر جاتا
بحر خوبی جو کیا تو نے کنارا ہے
ہے اے جان جہان اک نہ اوتارا

اس طرح کا ہمکو ہم رنج گوارا پھرتے
ہم ہین روتے ہوے دریا کو کنارے پھرتے
غم تمھارا لے جہان جلتے ہین سارے پھرتے

پاس کب کرتے کسیکا ہین ظفر وہ بیباک
شہرہ جو آپ ہی اپنے ہون او تارے پھرتے

تیرے کوچے مین جو مدفن کو نہ جا دلبر ملی
تو ملا ظاہر اگر ہے تو پھر کیا فائدہ
میری جانب سے رہا وہی تیرا دل میں غبار
جب ملائی اک ذرا تصویر مجنون سے تو
تیرا جو آنسو ڈبڈبے بہا سے عشق مین
ہوگئے ہم ذبح اے ظالم جو تیری ہاتھ سے

خاک مین سب زر دیا عاشق مضطر ملی
جب طبیعت ہی نہ تیری اے بت کافر ملی
خاک سے خاک اپنی ظالم گور کے اندر ملی
تیرے دیوانے کی صورت اے پری پیکر ملی
دیکھ لو یہی کیا ہی دولت تجھکو چشم تر ملی
جو مراد اپنی تھی وہ تیرے سے تیغ خنجر کی

ہے جو فوج اشک مین نالہ علم دار اے ظفر
عشق کی جانب سے خدمت کیا ہی بالا دلی

لوگون نے لکھی وہان کی خبر تیسرے دن کی
ہے نے بھی یہان خط پہ نظر تیسرے دن کی

مطلع ثانی

الفت کی جو آنکھ او سنو ادھر تیسرے دن کی
تاثیر محبت نے مگر تیسرے دن کی

دل کو دیتا ہے ہمیں وہ دلاسے یون ہے

یارب ہو خیر اوس صف مژگان مین دل گھرا	وہ فوج نیزہ باز ہے اور یہ غریب ہے
اے شوخ تیری بات کا ہوا اعتبار کیا	جون غنچہ تیری جیب کو اک نیچی جیب ہے
آداب راہ عشق سکھاؤ کے واسطے	دل سے نہیں کوئی بھی زیادہ ادیب ہے
تو آپ اوس سے باعث غفلت بعید ہے	وہ تو دگر نہ تیرے بہت ہی قریب ہے

محراب ہے جو ابروی جانان تو اے ظفر
چین پہ خال بھی سر منبر خطیب ہے

یہ بے سوان تک مری فریاد جگر پہونچ گئی	حال کی میری انکھین تجھہ تو خبر پہونچ گئی
ایک مدت سے مری خاک کی مٹی تھی خراب	بارے اوس کوچے مین ای باد سحر پہونچ گئی
گنبد چرخ کہ ہو جائین گے ٹکڑے ٹکڑے	ضرب بیت نالہ کوئی اپنی اگر پہونچ گئی
رات کیا کیا نہ خیال رخ جانان آیا	عارض ماہ پہ جب اپنی نظر پہونچ گئی
مرگ عاشق سے ہے تو بیخبر ابتک افسوس	یہ تو ہے سارے زمانہ مین خبر پہونچ گئی
تیر اگر یہ کوئی طوفان ہے کہ ہم سے اشک	کشتی چرخ تک ای دیدہ تر پہونچ گئی

فائدہ کیا ہے شکایت سے کہ اوسکے ہاتھون
ہمکو ایذا جو پہونچنی تھی ظفر پہونچ گئی

کاجتی بیان بت ہوش ربا سے یون ہے	کوئی ڈرتا نہیں دنیا مین خدا سے یون ہے

مطلع ثانی

[illegible]

دیگر

[illegible]

جو ہے اس ... سب کہدے	خامشی کیا ضرور سب کہدے
کھل گیا جو تھا راز پوشیدہ	کیا چھپانا ضرور سب کہدے
بے تامل ذرا نہ کر تاخیر	جو ہے جسکا قصور سب کہدے
اگر باتین دل اپنے منہ سے ...	گر تجھے ہے شعور سب کہدے
... [illegible] ... قصور اپنا	اور ہمارے قصور سب کہدے
کچھ [illegible] لگی لیٹی	ہوسکے تو ناصبور سب کہدے
پاس [illegible] کہنے مین	خوف کر دل سے دور سب کہدے
سنگدل [illegible] کہنے سے تیرے	شیشہ دل ... چور سب کہدے

ڈر خدا سے نہ کر ظفر سے دریغ
اسے بیت ... سب کہدے

چھوڑ کر ... سب ... پھرتے	اپنی تنہائی پہ ہم ہاتھ ہین ملتے پھرتے
... زلفون ...	یا کہ ہین مار سیہ زہر اوگلتے پھرتے
شمع رو جب ...	مثل پروانہ عدو جی مین ہین جلتے پھرتے
نہ فلک ...	دیکھو لڑکون کی طرح یون ہو اچھلتے پھرتے
اپنے کوچے مین جو پھرتا ہین ...	پانؤن سے ہین دل عشاق مسلتے پھرتے
[illegible]	تیوری مجھسے ہین جو لوگ بدلتے پھرتے

دیگر

[illegible]

دیگر

[illegible]

دیگر

جو باتین کہے گا عدو سو طرح کی	تو سنکر رہے گا بھو سو طرح کی
نکلا فلک ایک ارمان اپنا	رہی دل ہی مین آرزو سو طرح کی
کہے تو جو اک ترک الفت کی ناصح	ابھی ہو تری گفتگو سو طرح کی
مرے خون کو تو ہزار اب چھپا لے	نکلتی ہے باتون مین بو سو طرح کی
سنین ایک بوسے پہ کس منہ سے	تری گالیان تند خو سو طرح کی
ہر اک سے جو لڑتا پھرے یہ تو سمجھین	خرابی ہے ای جنگجو سو طرح کی

ظفر ایک جا ہووے چرچا تو کہوین
ہین رسوائیان کو بکو سو طرح کی

کوئی دم کی غافل یہ سب گفتگو ہے	پھر آخر سمجھ لے نہین ہون نہ تو ہی
ہمین اوسکے درسے ہو پھر اس کیونکر	کہا وحشت جب آپ لا تقنطو ہے
جو کہا نا تو ظلم ہے جو پینا تو آنسو	سنا جب سر پہ ہنسے کلوا واشربوا ہی
کہون تجھسے کیا انکی شور و شرابی	کہ اس میکدہ مین عجب ہای و ہو ہے
بلا سے نہین شیشہ و ساغر مے	مری چشم تر مجھکو جام و سبو ہے
بھروسا نہین ہمکو دم کا بھی اپنے	کسے دوست سمجھے جو یہ بھی عدو ہے
جنون نے جو اخلاص جو ڈالی ہے جیسے	تو جامے مین پھر کر رفو یہ رفو ہے

کیوں مجھکو دیکھ تیر و کمان ڈھونڈھتا ہے تو
مجھسے تو کہدے یہ ترے قربان کھول کے

خورشید حشر کا بھی ہو رخ زرد چارہ گر
دکھلاؤں داغ سینہ گریبان کھول کے

آنکھوں کی اپنی تجکو قسم ہے کہ میرا حال
دیکھو تو آنکھ تم کبھی اک آن کھول کے

کھلجائے دل پہ تجھ پہ مدعا مرا
غیروں میں خط پڑھو نہ مری جان کھول کے

امید دید ... رخ ہیں ہمیں ظفر
ہر روز فال دیکھیے قرآن کھول کے

دوست ہو یا ہے عدو تو ہی تو ہے
خواہ کچھ ہے جنگجو تو ہی تو ہے

ذرہ خورشید میں دکھلا رہا
جلوۂ روئے نکو تو ہی تو ہے

اے دل ان ہرجائیوں کے واسطے
کرتا رسوا کو بکو تو ہی تو ہے

کون ہے تیرے سوا دیکھیں جسے
جلوہ گر یاں چار سو تو ہی تو ہے

شدت گریہ سے کھوتی چشم ہے
صاف میری آبرو تو ہی تو ہے

گر نہ تو ہوتی عجب آرام تھا
رکھتی ہمیں آرزو تو ہی تو ہے

بزم اعدا میں جلاتا شمع وار
یوں ظفر کو شعلہ خو تو ہی تو ہے

واں سے جسطرح تری فوج مژہ لڑتی ہے
کب جہان میں کوئی اسطرح سپہ لڑتی ہے

کیا بسر آئی ہجوم غم و اندوہ سے دل
ایک بیچارے سے یہ اتنی سپہ لڑتی ہے

[illegible]

نہ کسی کی نظر لگے سے نام
پھرتے ہین جو سواے دنیا مین
بول سکتا ہے کون اب اونسے
کوچہ یار مین جو بیٹھے ہین
بحر ہستی مین ہم ہین یون جیسے
ترے سوز و گداز عشق سے ہم

[illegible]

اوس گلی مین ہزار رہا بیٹھے کیا
مین ظفر خاک پر رہے بیٹھے

وای غفلت عمر تو سب نا شناسو نہین کٹی
اوسکی کوچہ مین کہین کو بھیجین قاصد کی
ناشاد دل ہی نہین بن تیری اپنا اور ہین
ساقی سیمین کا ترے آیا جو شب مذکور کچھ
ہم نہین وہ ای صنم تیرے جو ہین نا حق شناس
مجمع خون ریز خوبان مین بہت جاتا تھا روز

اب کہین کس منہ سے ہم نعمت شناسو نہین کٹی
جو گھڑی ہمکو کٹی ان سے ہزارون مین کٹی
کونسی شب ہے کہ نہین جو دم دلاسو نہین کٹا
شمع نہیں کیا کیا نہ پہ دل اور داسو نہین کٹا
سب خدا کا شکر اپنی حق شناسو نہین کٹی
کرون دل ایک دن خون کرییا سو نہین کٹا

اہل دنیا ای ظفر مست سے پندار ہین
کیا کٹی اوقات گران بد ہوا سو نہین کٹی

[illegible]

مطلع ثانی

پھر اسے لاکھ ہلک کو سر اپنا ناصح اوا — ذرا سمجھے کوئی کافر دل غمناک پھرتا ہے
چڑھے ہے جو خنجر ہزہ کیسی کیسی اوڑنا پر باقی — کہ ہلدت سو ہر اک میں لگا کر ناک پھرتا ہے
پھرتا ہو اگر چھ سو تیری جیتے جی کوئی — خدا کے گھر سے وہ لوا ئی پیتو پیا کہ پھرتا ہے
خدا جانے قضا آئی کس کس خون گرفتہ کی — لیے جو ہاتھ میں شمشیر وہ سفاک پھرتا ہے
ہوئے ہیں سبز کوہ و دشت یکسر جو ترا عاشق — برنگ ابر بار دیدہ نمناک پھرتا ہے

ظفر تو ہے سمجھتا رانده درگاه حق اوسکو
ترے در سے جو کوئی اسے شہ لولاک پھرتا ہے

تجھکو بھی کچھ خبر ہے مری تین روز کی — یاں کیونکہ ہمنشیں زیست بسر تین روز کی
گر تین سال میں بھی ادا ہو تو جلد ہو — کیجیے حقیقت اپنی اگر تین روز کی
گر تین پل کی بھی ہو مسافت تو ضعف سے — آتی ہے ہمکو راہ نظر تین روز کی
یکساں جنہیں دو سال ہیں ساعت دیدار کی — تیری فقط نگاہ سے تھی عمر تین روز کی
کیا ہوتا چار دن کی جو ہوتی حیات اور — یہ کچھ ہے زندگی ہے بشر تین روز کی
کچھ بھی ہوا دوا سے تری فائدہ طبیب — کہتے سے تیرے ہیں اگر تین روز کی

ہو پہنچائیں جس طرح سے اوس مہ جبین کو خط
مہلت ہے قاصدوں کو ظفر تین روز کی

جو اک ترے مریض جدائی کے ساتھ ہے — یہ غم صنم نہ ساری خدائی کے ساتھ ہے

جو سگ صفت ہیں نیک صفا تو نکو اسے ظفر
دنیا میں ہر طرح سے ہیں ہر بار کاٹتے

کون تھا گھر میں ترے کیوں بند ہی پھر کھلی — صبح تک شام سے جو در کی تری زنجیر کھلی
قتل کا کسکی ہوا آج ارادہ قاتل — تو جو پھرتا ہے لیے ہاتھ میں شمشیر کھلی
پڑگئی دل میں جو اونکو مری جانب سے گرہ — نہ ہر رنگ گرہ غنچہ اتھہ سے کھلی
دل ہوا اور بھی پابند سلاسل اپنا — پنجۂ شانہ سے جب زلف گرہ گیر کھلی
بند اغیار پھر اک بات میں ہو جائینگے — گر کبھی اپنی زبان بھی دم تقریر کھلی
ہمنے تحریر کیا تھا جو اوسے راز نہان — دائی قسمت کہ وہان سب پہ وہ تحریر کھلی

یار و اغیار وہان بند ہوئے جاتے ہیں
اے ظفر کچھ تو مری آہ کی تاثیر کھلی

ہون بھلا میں یا برا کچھ ہون میں لا اپنے لیے — ہے کہے کوئی جو کچھ پھر اوسکو کیا اپنے لیے
ہو خدا شاہد کہ ہمنے ان بتونکے عشق میں — کچھ نہیں رکھا ہو باقی جز فنا اپنے لیے
دوستو پوچھو نہ کچھ رنج نہان کیا کیا ہو — ہو گر اس پردہ نشین پر مبتلا اپنے لیے
غیر کو دل کیونکہ دین آئینہ نظر آتا ہے یار — ہمنے یہ آئینہ رکھا ہے صفا اپنے لیے
وہ صنم ہو اور ہم ہون عافیت کی جا کہین — ہمدم مانگو خدا سے یہ دعا اپنے لیے
جانتے مشعر اگر خالی پڑی رہ جائینگے — پھر بناتے کیوں مکان وہ جا بجا اپنے لیے

نہین کو دیکھتے مجکو اسی سے دل کو تسکین نظارہ آہ ہو تو تھے بہار حسن کی کیا کیا جو نکلے ہے مری دل سے تو کرکے نالہ سوزان لگا تیر نظر مژگان کیجون ہین تو دل ہے صید افگن	تری تصویر تو لیل و نہار آنکھوں کی نیچے ہے رہی رہتا سماں ہی گلعذار آنکھوں کی نیچے ہے تو جاتی کوندھ اک بجلی سی بار آنکھوں کی نیچے ہے کہ تیرے آگیا یہ تو شکار آنکھوں کی نیچے ہے

ظفر اوس غیرت گلزار کو جب دیکھتا ہوں مین
تو پھر جاتی مری کیا کیا بہار آنکھوں کی نیچے ہے

کیا اوس سے کوئی اس دل مضطر کو پھیر دے آگے بھی وہ ادھر تو یہ برگشتگی بخت پیدا یہ پھیرتا ہے جو ہے سے نگاہ تو زیر زمین بھی دل کی طپش میری کیا عجب مسجد مین وہ کرشمہ دکھادے تو واعظا اتنی بھی شرح شوق بڑھا کر نہ لکھ ڈالا	مقدور ہے کسی کو جو تقدیر کو پھیر دے اولٹا ہی راہ مین سے اوس گھر کو پھیر دے لا کر گلے پہ اس کے تو خنجر کو پھیر دے پتھر کی طرح گور کے پتھر کو پھیر دے کعبہ کی سمت سے ترے منبر کو پھیر دے ایسا نہو کہ وہ تری دفتر کو پھیر دے

میدان مین سخن کے ظفر رستم زمان
کس طرح وہ نہ روے سخنور کو پھیر دے

طاقت نہین ہے پینکی ہے عادت لیے پھرتی اے پردہ نشین خواہش دیدار ہین تیری	یا محض مجھے ہے مری ہمت لیے پھرتی ہے کوچہ بکوچہ مجھے حسرت لیے پھرتی

ابتو ان پر جان ہے جاتی خدا مارے کہ چھوٹے	انھین کی طرح ہو بھاتی خدا مارے کہ چھوٹے
دل و جان وہین ہے یہان وہین صنم مجکو تو چھپا	یہی اب دل ہے پہ آتی خدا مارے کہ چھوٹے
بچے نہ سر ستان دشمن وہین وو دل وہان	کوئی صحبت نہین بھاتی خدا مارے کہ چھوٹے
سوا اسکے کہ دین ہے پایہ وہین اوس صنم کو	نہین کچھ اور ہے آتی خدا مارے کہ چھوٹے
لگاوٹ دختر رز سے کریگے زاہد اپھر	کہ کیفیت ہے وصلاتی خدا مارے کہ چھوٹے
چلین کیونکر ہے ہم کعبہ سے او ٹھکر بتکدہ کو	یہ الفت ہے ادھر لاتی خدا مارے کہ چھوٹے

ظفر کوے بتان مین پھر ہمین جانا پڑا اب
طبیعت پھر ہے گھبراتی خدا مارے کہ چھوٹے

ارادہ اور ہے کچھ دل مین لاتا ہر زبان کچھ ہے	کرین کیا اعتبار اوسکا عیان کچھ ہے نہان کچھ ہے
لکھا تو اونے کچھ خط مین کہا قاصد سے کچھ ہے	تماشا ہے کہ وہ آکر بیان کرتا بیان کچھ ہے
لگیون مین سان گھر دیار ہے وہ اپنی [illegible]	نہو جب تک یقین ہوتی بلا نیت کا ان کچھ ہے
جتنے ہین دماغ اپنا تو ہم چرخ چہارم ہے	سنا جب کہ وہ دلدار سے مہربان کچھ ہے
خدا جانے کریگا خون کس کس خون گرفتہ کا	دکھاتا رنگ سبزہ اور ہے وہ رنگ پان کچھ ہے
تر و رخسار رنگین کو نجود من تشبیہ مین گل کے	حقیقت گل کی تیرے سامنے غنچہ دہان کچھ ہے

یہان رنج و غم فرقت وہان فکر قیامت ہے
ظفر آرام کی صورت نہ یان کچھ ہے نہ وان کچھ ہے

دیگر

خیال ایسا کسی کا اندلون ہر بار ظفر کچھ ہے
جدھر دیکھیں سوا اوسکی نہین آتا نظر کچھ ہے

مطلع ثانی

خراش ناخن دست جنون کا پھر اثر کچھ ہے
کہ پھر تازہ ہوا زخم دل و زخم جگر کچھ ہے

فزون تو ہو یہان رغبت وہان اونکو نفرت ہے
تری تاثیر ای الفت ادھر کچھ ہے اودھر کچھ ہے

خطا اوس نے خط کو تو دیکھا نہ پوچھا اسمین لکھا کیا
تجھے کیا پوچھنے سے کام لکھا نامہ بر کچھ ہے

نہین اک رنگ پر نقشہ تری بیمار ہجران کا
گھڑی کچھ دو گھڑی کچھ پہر کچھ دو پہر کچھ ہے

سر مژگان جو لخت دل نظر آئے تو مین سمجھا
مر نخل تمنا مین لگا بار سے ثمر کچھ ہے

جو کرنا ہی تجھے منظور کر لے آج تو غافل
کہ کل کیا جانے کیا ہو گا تجھے کل کی خبر کچھ ہے

ہماری اور اوسکی کیون نہ پھر ہر بات پر بگڑے
اوسے منظور کچھ ہے اور ہمین مد نظر کچھ ہے

جو خال رو کو اوسکے دیکھتا ہو نئین تو کہتا ہے
مقرر دال مین اب کالا کالا اے ظفر کچھ ہے

نصیبا جب مرا اچھا تھا اور تقدیر اچھی تھی
مری ہر بات اچھی تھی ہر اک تدبیر اچھی تھی

مقابل جب رخ روشن کی تیری رات کو دیکھا
نہ ہر گز روشنی ماہ پر تنویر اچھی تھی

جو دیکھے تیغ ابرو کو تری منہ سے نہ پھر کھو دے
کہ مسجد مین پری کی ہستی کیا شمشیر اچھی تھی

قاتل اگر کھائین ہم سخت جان اپنی
رہ جائین ہاتھ تیرے تلوار ٹوٹ جاوے

اے ظفر کیونکر بیان ہو ... وان حیا کے پاؤن مین زنجیر ہی کچھ اور ہے

[illegible]

دنیا ہر جام بادہ تو کس سے برسے و ہین
ساقی کے ہاتھ رند قدح خوار چومتے
کرتے ہین وہ چمن مین قدم رنجہ گر کبھی
جھک جھک کے پاؤن ہین گل گلزار چومتے
کیا کیا نہ تیری حسرت پابوس مین ہم آہ
نقش قدم کو ہین ترے ہر بار چومتے
زاہد ہین چومتے حجر الاسود اے ظفر
اور ہم ہین خال عارض دلدار چومتے

نظرون مین ہین تری رخسار کی ہمسر تلتے
فلک پر جس طرح میزان مین ہین شمس و قمر تلتے
تری ناز و ادا کا پھر کوئی انداز کیا جانے
جو میزان خرد مین بھی نہون اک عشوہ گر تلتے
وہ جب تل بیٹھتے ہین تو تصدق اونپہ ہونیکو
دل عشاق ہین اونکی برابر جون گہر تلتے
تری وحشی اگر بازار وحشت گرم کر دیتے
تو پھر کانٹون مین کانٹی قدر کس کسقدر تلتے
یقین ہے دیدہ میزان بھی جھلتا بوجھ کو مارے
مری بار گنہ بازار محشر مین اگر تلتے
در دندان ترے کان ملاحت اپنی نظر مین
یونہین تلتے ہین جون جسطرح کانٹے مین گہر تلتے
مری انبار عصیان گر کوئی تولے تو کیا تولے
کہین کوہ گران بھی ہین کسی کے اے ظفر تلتے

دل جو تیرا ہے بت ... پیر ہی کچھ اور ہے
رکھتا نالہ بھی مرا تاثیر ہی کچھ اور ہے
کند ہو تیغ قضا کیونکر نہ اوسکے سامنے
تیری قاتل تیری شمشیر ہی کچھ اور ہے
دل تو کہتا ہے کہ تو کچھ وصل کی تدبیر کر
اور مجھ سے کہہ رہی تقدیر ہی کچھ اور ہے

[illegible]

عشق نے ایسی آگ لگائی دل مین پھر وہ بجھ نہ سکی
بھر بھر کر مشکیزہ ہزارون ہمنے نیر ڈالے پانی کے

تجھ بن او تری بوند گلے سے میرے او بھکر رگ رگ مین
حلق سے لیکر سینہ تک ہو سوا او چھیڑے پانی کے

زلف عرق آلودہ کو چھیڑا دل نے یون بیم و ہراس
ہوکے نڈر جس طرح سے کوئی سانپ کو چھیڑے پانی کے

تر پانی ہے سخن کی مشکل یون تو زور طبیعت پر
ہمنے ظفر اس بحر مین مضمون خوب ہی چھیڑے پانی کے

وہ بت مہ جمال اور ہی ہے
اوس مین دیکھا کمال اور ہی ہے

تیرے بیمار ہجر کا ظالم
آج کتنے ہین حال اور ہی ہے

تیرا ابرو کمان ہلال کمان
مہ جبین یہ ہلال اور ہی ہے

مانگتا ہو جو بوسہ در پردہ
اوسنے میرا سوال اور ہی ہے

کیون نہو درد سر ہمین واعظ
کہ تری قیل و قال اور ہی ہے

کیا سبب ہے کیون تجھے ہر دم
اے دل پر ملال اور ہی ہے

جاتا ہے تو جو خواب دشمن مین
دل مین آتا خیال اور ہی ہے

دیکھکر تیری زلف مہر لقا
دل پہ آیا وبال اور ہی ہے

بظاہر ہے ماتا فتنہ گر کچھ ہے تو یون ہی ہے
کہ جسکے دل مین شر ہو وہ بشر کچھ ہے تو یون ہی ہے

ابھی ہوئی صفائی ہے وہ جو آئینہ رو آ سے
مرے دل مین کدورت بھی اگر کچھ ہے تو یون ہی ہے

خدا جانے کہ پکڑین یا نہ پکڑین رات بھی ہم تو
شب فرقت مین امید سحر کچھ ہے تو یون ہی ہے

عبث خوش غیر ہوتے ہین مری اونکی لڑائی کیا
اگر آزردگی باہمدگر کچھ ہے تو یون ہی ہے

زبانی جس طرح ہم نے کہا تجھ سی کہ یون کہنا
حقیقت خط مین بھی ای نامہ بر کچھ ہے تو یون ہی ہے

یقین ہوتا اگر اونکو تو اب تک کیا نہ وہ آتے
ہمارے حال کی اونکو خبر کچھ ہے تو یون ہی ہے

لڑاتا ہین غیر سے آنکھین نرگیو نکر سامنے میرے
کہ اوس بیدبد کو مدنظر کچھ ہے تو یون ہی ہے

ملائین آسمان کو ہون جو دل مین کار گر اوسکے
مرے نالون مین اے ہمدم اثر کچھ ہے تو یون ہی ہے

دیگر

نہین جو دشمن سے ... | تو اک زیر دہ صد دل سرہی جان جبین تک ہے

مطلع ثانی

پہونچ گیا فاتحہ نالو کی گرچہ بریں تک ہے | رسائی جب انھین اپیل نہ گوش ہے جبین تک ہے
دل بیتاب کیا ہے جو نالہ تو ہلا دیتا | زمین سے آسمان تک آسمان سے زمین تک ہے
[illegible] | خدا شاہد ہے کہ تیری نازبرداری ہمین تک ہے
[illegible] | ... سیاہ دل غافل یہین تک ہے
... [illegible] ... ہوا پیدا | ... جو پہونچا چشم سے تا آستین تک ہے

گیا لطف ... تو وہ فی ہی کر اتنا دنیا سے
... ہوا [illegible] قلم ... تو یہین تک ہے

... سے [illegible] ... پاس ہے | ... قاصد و دس پانچ پچاس ہے
لکھا جو مژدۂ وصل ... | تمام حرف قسم مین ہین پاس پاس ہے
عجب ... اپنی رہو | ورق سو دل کا جو نقش امید و یاس ہے
ابھی ہی جلد کہین ... کر چکے وہ ستم | بلا سے دل کا مریہ کہین ہراس ہے

ششتے پیار تا بغلو آکے پھر گئی — کیسا بن پڑا تو پیر الہو آکے پھر گئی

برگشتگی بخت ہیئہ بھی کہ ہجر میں — اے موت لاکھہ بار جو تو آکے پھر گئی

قاتل نہ آگی لہو سون کا بڑ ہی ہے ہم — آلی خلو پیر سے تا سر کو آکے پھر گئی

دیکھا جو ماہ نو کو ابرو کی تیری شکل — آنکھون مین اپنی بدہ جو آکے پھر گئی

جان لب پہ لاکھہ بار رہیان انتظار مین — ای مست غفلت آیا نہ تو آکے پھر گئی

عارض سکے ہو برو تری ماہ دو ہفتہ پر — اپنی طبیعت آئینہ رو آکے پھر گئی

تدبیر کمر مین یار کے جانے کی اے ظفر
آئی بھی گر سمجھہ مین کبھو آکے پھر گئی

صیاد نے گل اچھو باعث جباب کے ابتری — فصل بہار مین یہ مرغ چمن کے کتری

وحشی چشم تیرا ک جست مین عجب کیا — کان آہوان دشت چین و ختن کو کتری

جب بہار دختر رز کچھہ تیز نے کیا رو — سب ہو و ریش شیخ پر مکر و فن کو کتری

تار نفس ہمارا سو جاسے ہو بریدہ — اے سیمبر جو ڈورے سے تو تو رتن کو کتری

مقراض آہ و نالہ اپنی عجب نہین کیا — موسے خطوط مہر سپہر کہن کے کترے

تحریر کیا وہ مضمون تجا ہوئی تو ایسی — خط تو خطو جو تینے اس خستہ تن کو کتری

دست جنون نے جب کیا لاشہ پہ بھی جو میرے — اسے بید ہو کوئی گل مین سلے کفن کو کتری

صیاد فناک ہو پھر اوسکو ہوا ی پرواز — پرلی گئے اسیر دام محن کے کترے

ہمیشہ دوستی ہو نکر نہ پھر نہ پہنا کرے	فراق دوست ہر گردون وصال دشمن ہے
اوسیکو دوست سمجھتے ہین وہ جو پوچھا کرے	کرے جو اونسی جواب سوال دشمن ہے
جو تو ہو مرد تو ہرگز لپٹ نہ دنیا سے	اگرچہ دوست نما ہے یہ زال دشمن ہے
گئے ہین حضرت دل کوی زلف مین تنہا	الٰہی خیر ہو وان بال بال دشمن ہے
ہزار رنج و مصیبت مین جان ہے اسکی سبب	کسونی بغل کا دل پر ملال دشمن ہے

انکا و دختر رز کو نہ منہ سمجھکر دوست
کریگا قتل ہی کی ظفر یہ چھنال دشمن ہے

گرچہ عدو ہین ٹیڑھے چلتے تیرے رستے سے بہت
پر ہین وہ کیا چیز کہ سیدھے ہو گئے ایسے بہتیرے
کر دے یکدل ہمے اونکو ہمدم ایسا ایک نہین
اور ہین دو دل کے ڈالنے والے ایسے ویسے بہتیرے
ہڈی ہڈی ہین جو اپنے درد سے ایسا درد اوسکو کہان
تجھسے دمساز ہونگے نالے نے سے بہتیرے
دشمن دین و ایمان پایا ایک نہ تجھسا اسے کافر
دیکھے اس بتخانہ مین بت ایسے ویسے بہتیرے

کشتی گردون غرق ہو ہمدم آئین اگر ہم رونے پر	طوفان دیدۂ تر مین بھر رہا ہین تھوڑے کیسے بہتیرے

عشق بت فرنگ مین سینے پہ آبلے
شبنم ہو گلے کان مین سما بہر دیا
ہر دم تری نگاہ سی سینہ سپر ہو دل
دریای اشک مین سارے فلک بلبلہ سا ایک
بستر مین ... در پہ شکل نقش پا

ساغر پہ سرنگون و مسی اور پیمانہ پیر کر
کیا خاک پہر سر پہ اڑی بن بلبل کی ٹیر کر
کہاتا ہے ... اس تیغ تیز کر
قابل ہین اپنے دیدۂ سیلاب ریز کر
دو چار ... خاک نشین ہواک سیر کر

کوچے مین اوسکے کثرت عشاق سی ظفر
آثار روز دیکھتے ہین رستخیز کے

بارا دل اپنا سینہ کو پہر بار کوٹ کے
وسے گانہ بوسہ دیر و دندان جو تو ہین
آنکھین ہین کیا ہی اوس بت کافر کی ...
فریاد شب سی دل نالان کی جب ہری
برق جہان ہی سامنی ... اگئی ترسے
... دیکھو فلک کو کس ... خوب

قاتل ہین اپنا ... بسمل ہم مار کوٹ کے
پہیرے ہی یار کہائین کو ... کوٹ کر
گویا کہ پہر دیئے ہین شہوار کوٹ کے
ہاتھ کو رہ گیا جو سارے یار کوٹ کے
شوخی بہری ہی حسین ستمگار کوٹ کے
اس سقف کو بنایا ہے ہموار کوٹ کے

جوڑے مین اوسکے خوب ہی گون سر اٹکو
دل کو بنایا ٹہیک ظفر مار کوٹ کے

نہین رونا مرا کچہ گریۂ یعقوب سی کم ہے | نہ میرا صبر بہی حضرت ایوب سی کم ہے

بتاتی ہین جسے خورشید تابان اوج گردون کو
وہ آہ آتشین کی شعلہ افشانی کا تماشا ہی

تری ابرو نے دیکھا جسنے خط چین ابرو کو
کہا اوسنے یہ اس تیغ صفاہانی کا تماشا ہی

ستاؤن دل سے اپنے کس طرح مین داغ سودا کو
یہ سوز غم مین میری سوختہ جانی کا تماشا ہے

نکلتا ہی کوئی مانند قمری طوق گردن کو
کہ یہ ای سرو قد الفت کی زندانی کا تماشا ہی

لگاؤن ای ظفر کیونکر نہ لب پر مہر خاموشی
کہ مین حیران ہون اور یہ میری حیرانی تماشا ہی

شکوہ ہو تمہارا جو کچھ کرون تو سچ ہے
تمنے جو کی بُرائی گر مین کہون تو سچ ہے

الفت مین ای پری رو تیرے جو ہون مین ایسا
ہشیار ہون غلط ہی دیوانہ ہون تو سچ ہی

سیر اوتجیب کیا ہو دامان دشت کی بھی
گر دھجیان اوڑا دون دست جنون تو سچ ہی

فرقت مین رات ہمدم ہر نالہ کو ہم اپنے
بام سپہر کا گر کہوین ستون تو سچ ہی

آنکھون مین ہی تصور رنگ حنا کا تیرے
بہتے اگر نگارین ہین اشک خون تو سچ ہی

ہنگے بھووُن کی تیرہ اے آفتاب طلعت
گر ماہ نو کو کہوین ہم سرنگون تو سچ ہے

اوس مہ جبین سے جینے کی دوستی ظفر کیون
دشمن ہی گر ہمارا گردون دون تو سچ ہے

مست اے ساقی کب رعد کے للکارے سے ہشیار ہوئے
مردم عرصۂ بزم مے نقارے سے ہشیار ہوئے

[illegible]

لگ گیا دست میرے دل وحشی پہ چھری	ایسا سرگردن نخچیر پہ چلتی پھرتی
دخت رز کیا ہے سر بزم ترا الفت سے	ایسے اگر دست قضا کے سر پہ چلتی پھرتی
کون قاصد کو سواد ان سے الہی ہو خط	کہ نہیں آپ سے تحریر سے چلتی پھرتی

ظفر اس بحر میں کوئی ہے نہ کشتی عمر
اور زیر فلک پیر ہے چلتی پھرتی

دیکھا خال ذقن کو رخ جانان کے تلے	کوکب سوختہ ہو مہر درخشان کے تلے

مطلع ثانی

کاجل آنکھوں کا نہیں یار کی مژگان کے تلے	پھول سوسن کا کھلا نرگس حیران کے تلے

مطلع ثالث

ایک ہالہ سی ہے خط عارض جانان کے تلے	ہیں یہ بیٹھے پر طاؤس گلستان کے تلے
تیشہ سے تیغ تا ہو مار سیہ کو کر دم	کوچہ یار کے نہیں زلف پریشان کے تلے
پیچ خورشید کے ہے تار خط ہالہ خورشید	خط گیسوؤں کے ہیں داغ دل سوزان کے تلے
وہ سہی قد جو دکھا دیوے ذرا شوق یا	پھول گل نصب ہی ایسے ہیں سرو گلستان کے تلے
دل سیپارہ کو رکھا تو لیو نیز اپنے	دیکھ یہ رحل ہو دریا سے قرآن کے تلے
شعلہ صندل میں لگا سینہ ارطفل ظلم	بیٹھے وہ ہاتھ کو رکھ کر جو نمکدان کے تلے

[illegible]

[illegible]

گیا آگے تیرے بولیں ظفر شانہ اپنی مہر
اونکلے لگی سخن کے افسانے پہ مہر ہے

گر وہی معرکۂ عشق میں بازو تولے
عقل کہ ہاتھ میں رہ جیسے ترازو تولے

سمجھا اوسکا یہ یون دیکھتا اپنے قاتل
بیت قضا اوکی نظر و نہیں ہو سو تولے

ہیں یہ خاک کہ پیچھے تیرے دیوانے کے
پھرتے ہیں بازو او خنجر دیا تو تولے

یون رخ یار کا بوسہ مری طاقت کہاں
ہان دلا تیرا اگر آتا ہے تا بو تو لے

بھاگ جانیکا ارادہ ہے مقرر اون کا
بیٹھے بیٹھے جو اوٹھو ہیں یہ زانو تولے

ہولی کھیلی ہے سے رنگ رخ عاشق زار
کیون عبث غیرت گل تو نے یہ ٹیسو تولا

راتدن ذکر الٰہی میں ظفر رہتے ہو تم
بے وضو نام تمہارا کوئی بدخو تولے

دیگر

اپنے آپ کو کھینچتے وہ غیرونکی مرقد پر چڑھے
ہم بھی دکھلا دینگے گر اپنی کبھی زد پر چڑھے

چشم دریا بار سے کیا نہ یہ سیل سرشک
دیکھو یہ نالے ہیں کیا پانی کی آمد پر چڑھے

دیکھوں کیا سرو چمن کو میں کہ ہے چوب درخت
دیدۂ دل تو ہیں اپنے اور ہی قد پر چڑھے

کھو دیا سفلوں نے جو کچھ تھا بزرگوں کا کمال
بیٹھے ہیں ارواح بنکر تربت جد پر چڑھے

دیکھ لیں لاکھوں زنان فاحشہ مخمور مست
دھیان پھر ستی میں اپنا کیون نہ ناکد پر چڑھے

واہ ری افسردگی دل کی کہ بعد مرگ بھی
گر چڑھے تو غنچۂ پژمردہ مرقد پر چڑھے

دیگر

[illegible]

وہ صفت دن گردش کے ہین اپنے مقرر آئے ہوئے
جیسے بگولے پھرتے ہین خون وحشت ہین ہم لوالائے ہوئے

کہتے ہین وہ سوت بارے کل کی آتی آج ہی آئے
بیٹھے ہے بیمار تمہارے اتنے ہین تنگ آئے ہوئے

دیکھا اپنکو خرم وخندان ہمنے گلشن ہستی مین
گل کی طرح پھر دو دن مین وہ آئے نظر مرجھائے ہوئے

آپ سے کب افلاک ہین رہتے آٹھ پہر یون چکر مین
غمزہ چشم کا فرسے ہین اوسکے یہ چکر اٹھائے ہوئے

دیکھتے ہی وہ میری صورت آگ جو تجھپر ہو تے ہین
کیا جانے ہین کسکو میری جانب سے بھڑکائے ہوئے

سینہ کرین گر چاک تو نکلین لاکھون پیکان تیر وسے
اتنے ہمنے تیر ستم ہین تیرے ستمگر کھائے ہوئے

دل کو تمہارے آج قلق ہم حد سے زیادہ دیکھتے ہین
سچ تو کہو تم پھرتے کیون ہو اتنے ظفر گھبرائے ہوکر

لوگ تو ہین اوسے صنم کہتے
ہم زیادہ کہین تو وہ برہم

بخدا اور کچھ ہے تا ہم لیتے
اوس سے ہم حال دل ہین کم کہتے

ہملہ گاہی زخمی ہین نگاہو سکے تمہاری
کس روز تیر کو تیرین پہونچا ترا مجنون

کیون کر کے میان تیغ علم ہاتھ مین لائے
جو لڑکے نہ سنگ اپنی صنم ہاتھ مین لائے

لاکھون ہی ظفر بحر محبت مین ہوئے غرق
پر گوہر مقصود وہ کم ہاتھ مین لائے

بوسہ لیا جو منھ سے بطرز استہ چاق سے
تھے چپ حیا سے بول اوٹھے وہ بیباق سے

مطلع ثانی

صحبت منافقانہ ہی بہر جا نفاق سے
پہنچے اتفاق ہے تو کہین اتفاق سے

دیکھا نہ تجکو ہم ہین نہ ترو مہی چلے
آئے تھے تیری دید کو کس اشتیاق سے

بچتا ہے کب ڈسا ہوا اوس ناز زلف کا
تریاق بھی اگر کوئی لائے عراق سے

اب کیا اوٹھاہین خاک کہ سب چور ہو گیا
شیشہ گرا جو دل کا اوس ابرو کی طاق سے

رکھ نبض پر نہ ہاتھ کہا مان اے طبیب
تو ہاتھ اوٹھا علاج مریض فراق سے

زہرہ ہی کیا خجل ہے در گوش سے ترے
شرمندہ مشتری بھی ہے گوہر ہلاق سے

جل سب جگر کی آگ کہ سب ہو گیا سیاہ
سودا ئیو نکا ہے ہے لہو احتراق سے

تیرا مذاق شعر ظفر جانتا ہے کون
اوستاد ذوق تھا تری واقف مذاق سے

آئینہ میں ہے ... بنا کر دیکھتے
کیون نہیں ہے دل حیران میں آ کر دیکھتے

دوستو ہم سے جو مانگو تو ہم دیں
ہو ولی ہم سر بازار سے ہمارا قسم ہے
دوستو [illegible] آنکھوں کی قسم مانگو تو
عاشق ہم [illegible] جسم مانگو تو
دوستو ہم سے [illegible]

ضعف پیری کا اثر اجو لکھو دیا ست [illegible]	اب نہ وہ طاقت کہاں طاقت کو وہ دن لگ گئے
کنج تنہائی میں ہم ہیں او شب فراق	گذشتہ [illegible] صحبت کو وہ دن گذر گئے
[illegible] تمام [illegible]	[illegible] عیش و عشرت کو وہ دن نکل گئے
[illegible] الفت کہاں [illegible] سوا	[illegible] الفت [illegible] الفت کو وہ دن
[illegible] ساقی [illegible]	اس [illegible] محبت آیا کریں محبت کو وہ دن

[illegible] کہاں ہوش جوانی کی [illegible]
[illegible] افسوس [illegible] وہ دن ٹل گئے

[illegible] لیا ایک دل ہی تم لو ہم مانگو تو دیں گے
[illegible] نہیں جان [illegible] ہم مانگو تو دیں گے
جو دل مانگو تو دل [illegible] مانگو جان تو جان دیں گے
[illegible] کچھ [illegible] مانگو تو دیں گے
[illegible] تحسین [illegible]
[illegible] مانگو تو دے دیں گے
جو مانگو [illegible] دل [illegible] سبزہ رنگوں سے
[illegible] مانگو تو دے دیں گے

[illegible] دم دلاسوں میں [illegible]	اگر تم [illegible] ہم مانگو تو دیں گے

عجب نہیں ہے اگر رفتہ رفتہ گم ہوتے | جو کوئے یار میں ہم دل کی جستجو کرتے

ظفر جو جانتے کہ ہم کہ چرخ دوں ہو دنی
تو اس سے کاہیکو پھر کوئی آرزو کرتے

نہ تو نے دوستی اے نالہ ہم سے اے نازنین چھوڑی | مگر ہم نے تو اسپر بھی تری الفت نہیں چھوڑی

یہ طفل اشک اب کیا پیرہن دامن ہی پکڑیگا | اگر اے دیدۂ تر اسنے میری آستین چھوڑی

برنگ نقش پا آخر رہے ہم مٹ کے لیکن | نہ کوچے کی ترے ہرگز صنم ہمنے زمین چھوڑی

اسیر غم نہ کیونکر ہوں کہ تو نے شب کو چھپ چھپ کر | نہ عادت گھر میں جانیکی عدو کے مہ جبین چھوڑی

گرفتاری کی بابت اس بے وفا کے کوئی چھوٹا | مگر دنیائے دوں جسنے تہ چرخ بریں چھوڑی

اسے لے تو کہیں ہے ایک غم فرقت سے ہم چھوٹین | لیا ہے دل اگر تو نے تو کیوں جان حزین چھوڑی

نہ پوچھو بے ساختہ اپنے لیے کیا منعم پُر حسرت
ظفر یہ دولت و حشمت یہیں کی سب یہیں چھوڑی

وہ حال مرا دیکھ ظفر کیوں نہیں لیتے | ہوں ان او نہ پہ لذا اسیری خبر کیوں نہیں لیتے

کیا آپکو نقصان ہے کہ بوسے کے عوض ہم | دیتے ہیں دل و جان و جگر کیوں نہیں لیتے

سر دیتے ہیں جب سے نہ رہیں ہمکو کسی طرح | شمشیر سے پھر کاٹ وہ سر کیوں نہیں لیتے

بدنام محبت میں ہوا جنکی بعز ہو | وہ نام مرا بار دگر کیوں نہیں لیتے

کیوں لیکے وہ قاصد سے پس نامہ نہیں کل | خط کو مرے دیکھ ایک نظر کیوں نہیں لیتے

دیگر

[illegible]

ہماری زخم اے قاتل اگر منہ میں زباں رکھتے	تو فرط ذوق سے تجھ کو شاباش کہتے مرحبا کہتے

بلاتے گرمدد کو ہم اے ظفر کہتے ہیں کہتے دو
ظفر منت نہیں اپنی کسی کو ہم ہمرا کہتے

شب کو ہمارے پاس اگر تم چلے گئے
ہم بھی تمہارے جاتے ہی سوے عدم چلے گئے

مر کے بھی تیرا مبتلا چھوٹا نہ اس عذاب سے
ساتھ ہی لے کے گور میں رنج و الم چلے گئے

بزم میں تیری مدعا آئے بھی گر تو کیا ہوا
شمع کی طرح چشم نم صبح کو ہم چلے گئے

آئے بھی وہ جو میرے گھر ٹھہرے نہ ایک لحظہ بھر
نکلی نہ دل کی آرزو ہاے ستم چلے گئے

گرچہ برنگ گل ہنسے باغ جہاں میں ایک دم
شبنم گل کی طرح پھر روتے ہی ہم چلے گئے

کچھ بھی نہ ساتھ لے گئے قیصر و جم جہاں سے
چھوڑ کے یاں کا سب یہیں جاہ و حشم چلے گئے

تھے جو رفیق و آشنا ڈھونڈھیں ظفر انہیں کہاں	دیکھ یہیں ہزار حسرت و غم چلے گئے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

دیگر

یوں ہو نہ جیسے اندی ہوس پہ لگی ہوئی	نگری کی جیسے تاک کلس پہ لگی ہوئی
خال سیاہ کب لب شیریں پہ ہو ترے	شکر سے ہو جیسے مگس پہ لگی ہوئی
آزاد کب کرینگے ہمیں صیاد دیکھیے	رہتی ہے آنکھ باب قفس پہ لگی ہوئی
یوں تو بہت اسیر ہوا اپنا تھا دام	بیڑھب چھری ہے اکی برس پہ لگی ہوئی
کب جیسا ہو دل درجاناں پہ گر نہیں	کچھ خاک رو سے اہل ہوس پہ لگی ہوئی
فریاد دل کے سامنے اپنی شب فراق	اک مہر ہے دہاں جرس پہ لگی ہوئی

دود جگر کی اپنی سیاہی سے ای ظفر
ہے گنبد فلک کے کلس پہ لگی ہوئی

ہمارے دن نہ کبھی اے ہجوم یاس پھرے	برنگ مہر نہیں عمر بھر اداس پھرے
رقیب کوچۂ قاتل سے بھاگ ہی نکلے	رہے ہیں پانچ اگر وان تو ہیں پچاس پھرے
پھری نگاہ جو ہمسے تری تو پھر کیونکر	چھری نہ گلے پہ ناز شوخ بدحواس پھرے
ہزار پھیرے لے تو آنکھ سے پر دل تجھ سے	کبھی نہ اے بت ناآشنا شناس پھرے
عجب ہے اپنی بھی تاثیر آہ برگشتہ	کہ آج آکے ہمارے وہ گھر کے پاس پھرے
برنگ دانۂ تسبیح کیوں نہ ہر دم دل اپنا	جو آسمان کی شب و روز یوں حواس پھرے
گیا تو کوچۂ قاتل میں ہے مرا قاصد	ظفر نہ وان سے کہیں ہو کے بدحواس پھرے

مطلع ثالث

کیونکہ ہم ... ہیں ... ساقی جو ہم ... کے واسطے

وہ ... ہے ... ساقی ... کے واسطے

قطعہ

کیونکہ یہی آدم ... خط ...

جاہیئے ... واسطے

ایضا

رات دن ... کے واسطے

ساتھ کیا ... کے واسطے

دیگر

چشم ہمکو جو شہر ہیں جانا نہ جانتے	ہم ہیں وہ شمع ... پروانہ جانتے
مضمون کو اپنے کام ہے ...	دیوانہ ... دیوانہ جانتے
رہتا ہے ... شوق کا ...	دل ہی کو ... ہم ... خانہ جانتے
اپنا دل خراب ہیں ...	تو ہم مقام گنج ہیں ویرانہ جانتے
شوق ... کی شمع ...	ہم ... کو ہیں پروانہ جانتے
ہم اپنے مرغ دل کی اسیری کے واسطے	دنیا کو ... دام خال کو ہیں دانہ جانتے
... ہیں ہم جو ...	وہ ... ہیں ... نہ جانتے
واقف ... محبت سے وہ تو ہم	واعظ ... ہیں کلام کو افسانہ جانتے
کیسا ... دل ...	ہیں اسکو ... ہم ... نہ جانتے
یا ... گفتہ ...	بے یاد اسکی ہوا ہیں مرجانہ جانتے

جانان سے ... عزیز نہ رکھتے جو اے ظفر

ہم ایسے آدمی کو ہیں مردانہ جانتے

صبح ... ہیں ہر شام ... کے واسطے	بیچ ... دن شب کر لیے ہر شب سحر کے واسطے

مطلع ثانی

کہ جو آتے ہیں مرزہ وہ لحظ ... کے واسطے	مضطرب ہوتی ہیں کیا کیا ... ہوا

[illegible]

ہمارے ہاتھ سے ابکی تو نکل گئے اختیار
ظفر جو آئینگے پھر اور سر تیرہ ہم سمجھ لیں گر

ساتھ ہیں ہستی کے پیدا ہیں یہ بیداد ستم
جانتے ہم تو نہ ایسوں سے محبت رکھتے

ماہ و خورشید میں تیرا سا کہاں حسن و جمال
عیب کو رکھتی اگر ایسی وہ صورت رکھتے

شبنم اشک کی ہے تر ہی یہ شادابی سے
کہ تمہارے گل عارض ہیں طراوت رکھتے

نہ تو ہستی ہی کے مالک نہ عدم کے مختار
فی الحقیقت ہے کہ ہم کیا ہیں حقیقت رکھتے

نظر آتا ہے ہمیں اک شیٔ میں اور اس میں جلوۂ حق
جو نہیں آئینہ مثال دل ہیں کدورت رکھتے

سنتے نہ تم جو نہیں نالے اثر کے تو ہم
ہم دکھا دیتے اگر نالہ کی طاقت رکھتے

ہم [illegible] اپنی نہیں کا سمجھ
ایک دم رکھتے ہیں بس کچھ نہیں دولت رکھتے

دم کبھی اپنا نہیں آدم کا سا ہے احوال
دیکھو پردہ میں کسی کی ہیں امانت رکھتے

ہاں بال اپنا گنہگار ظفر ہے لیکن
ہیں پیمبر سے ہم امید شفاعت رکھتے

یوں تو جو مجمع ہے اس میں دو برے اور دو بھلے
درد و غم عیش و طرب ہیں دو برے اور دو بھلے

نیک و بد یکجا ہے جب ہم تو مشکل ہے تمیز
مہر و کین لطف و غضب ہیں دو برے اور دو بھلے

دین او رو انش بگاڑا چشم و عارض کا بنا
سچ ہے گر بنت العنب میں دو برے اور دو بھلے

گر نہیں تو پاس دولت دین تو عزت اور نقد
چار قصے ہیں طلب میں دو برے اور دو بھلے

دیگر

[illegible]

ظفر

ظفر زال دنیا مت کر اتنا وٹ
کہ تیری نہیں ہے یہ مروا، ضعف کی

ابرو کے آگے جو خنجر کی دھار گر جائے	نگہ کے سامنے شمشیر کی دھار گر جائے
لگے یہ پھیر سمجھکر ہمارے اے قاتل	کہ سخت جان پہ خنجر کی دھار گر جائے
دل عدو پہ لگا دیکھ تو نہ تیغ نگاہ	کہیں نہ چوٹ سے پتھر کی دھار گر جائے
عجب نہیں ہے اگر میری سخت جانی پر	جو تیغ شوخ ستمگر کی دھار گر جائے

ظفر ہے تیری غزل کی وہ سنک لاغ نہیں
کہ تیغ فکر سخنور کی دھار گر جائے

تھے بار غم تمھارے جتنے اوٹھانیوالے	اب ایک بھی نہیں ہے کتنے اوٹھانیوالے
بار غم محبت دل پر اوٹھائے ہیں ہم	بار ہوس تو ہیں یہاں اتنے اوٹھانیوالے
بے شرم تھے جو کہ بدھر زیرِ زمین گر سب	قسمت کو رو گئے ہیں فتنے اوٹھانیوالے
اس چشم نم کے آگے سر تو اوٹھائیں آ کر	بادل ہیں سر فلک پر اپنی اوٹھانیوالے

جل جل کے خاک ہو جاوے ظفر یہاں سب
ہیں شعلۂ شرارت جتنے اوٹھانے والے

اہل دنیا تو نہیں کچھ بھی مروت رکھتے	سفلہ پن میں مگر ہیں دل میں عداوت رکھتے

مطلع ثانی

قطعہ

مطلع ثالث

[illegible]

گردون پہ بناتیں نہیں انجم شب تار	اس آہ شرر بار کے ہیں چند شرر سے
کب ہاتھ میں پہنا ہے یہ شمع کا بالا	یہ سانپ ہی لپٹا ہوا صندل کے شجر سے
کس واسطے دیکھیں سر گردون یہ لوگو	کیا اپنے وہ بہتر ہوئے خم جگر سے
تا ملک عدم سیکھے ہو پہنچے ہیں نفس میں	کیون جان چھپا آہیں سپاس سہل سفر سے
خاک اونکی اگر کیجئے بصارت ہو عجب کیا	کشتے جو ہوے ہیں تری شمشیر نظر سے
چمکا ہے ہزار آئینہ کو خورشید قیامت	ہمتاب ہو گیا تاب مرے داغ جگر سے

بے ذوق ذرا لطف نہیں شعر و سخن میں
اس رمز نہانی کو کوئی پوچھے ظفر سے

شب جو ہنسی میں چمکی شوخ مہر دماغ کی بتی
گویا روشن ہو گئی گھر میں تیس چراغ کی بتی سی

ہے جو خراش ناخن داغ سوزان میں ہر دست جنون
صنعت سے ہے تیری چراغ دل کو داغ کی بتی سی

کیونکہ نہو وے روشنی اس میخانہ میں اے ساقی
موج شراب آتشگون ہے صاف ایاغ کی بتی سی

موئے خال شمع رو آیا جبکہ نظر بد مستو نکی
کہنے لگے ہیں یہ کیسی ہے جو بیچ میں زاغ کی بتی سی

[illegible]

قطعه

[illegible]

ابرو ہی کی اشارہ کمان سے [illegible]
شباہت ملتی ہے [illegible] کمان کی بھی [illegible]
دل میں کدورت اور بھی [illegible]
بڑھتی جاتی ہے [illegible]
آرزو [illegible] ملتی ہے
نادان داغ عشق [illegible] دل اپنا

بہار [illegible] ہیں [illegible]
[illegible] سے ہے
[illegible]
[illegible] سے ہے

ظفر [illegible]
[illegible] نشین سے ہے

ہو گیا [illegible] کی [illegible] مجھ	[illegible] یاد [illegible] کا سا مجھے
[illegible]	[illegible] اس [illegible]

[illegible]

جان [illegible]	[illegible] ساتھ نہیں [illegible] تو ہو سکا مجھ
[illegible]	[illegible] بلبل شیدا مجھے
[illegible]	[illegible] خدا کو [illegible] ترسا مجھے
[illegible]	[illegible] چشم [illegible] سے چاہیے چھلا مجھے
[illegible]	[illegible] کا [illegible] سا مجھے

[illegible]

دیگر

ترے کرم کی جو مجھ پر نگاہ پڑ جاتی
تو چوکڑی نہ کبھی [illegible] گناہ پڑ جاتی

اٹھاتا [illegible] تو قتل میں [illegible]
[illegible] گناہ پڑ جاتی

[illegible]
[illegible] نگاہ پڑ جاتی

چھپ کر رقیب [illegible]
برائی دل میں [illegible] آشنا پڑ جاتی

[illegible]
چولین [illegible] راہ پڑ جاتی

[illegible]
دل [illegible] سیاہ پڑ جاتی

[illegible]
تو کچھ بھی نکل [illegible] ماہ پڑ جاتی

[illegible]
[illegible] نالہ دل اپنی نگاہ پڑ جاتی

جو نقل شعر امیر اس غزل کی پڑھتے
تو دھوم ایک طرف واہ واہ پڑ جاتی

خبر جانے کی جو تیری جان آئیں مجھ کو
دیکھتے ہی خط کو آؤ بار اس میں خبر ہے

[illegible]
[illegible] تنہائی میں بیٹھے یار اس میں خبر ہے

خط جانا [illegible] ہوں [illegible]
جانتا ہوں اسکو [illegible] اس میں خبر ہے

[illegible]
جا [illegible] اس میں خبر ہے

[illegible] بیٹھے [illegible]
آپکی [illegible] شان اس میں خبر ہے

نہ ٹھہرا حضرت دل کو کبھی تو نہیں او ظالم
عجب ہیں حضرت دل بھی کہ ٹھہرا ہی نہ گیا

یہ کوئی یار ہے جس وقت میں مچل پڑتے
برنگ موم ہیں بس دیکھ کر پگھل پڑتے

جو آتے ہیں دل شیشہ کی ظفر آواز
شب وصال میں ہم سنتے ہیں دل پڑتے

طاق ہیں جو تری بیداد گری میں غمزے
نہیں تیغ نگہ کے تیر ابرو کا فرکیش
تیغ دیکھ کر ابرو چشم سیہ مست ترے
دیکھ کر چشم حقارت سے ہمیں اے ناصح

نہ تو وہ حور میں ہیں اور نہ پری میں غمزے
چارہ گر کرتے ہیں کیا چارہ گری میں غمزے
قتل کرتے ہیں ہمیں بے خبری میں غمزے
کرتے تو ہم سے اس آشفتہ سری میں غمزے

کس روش آ کے دکھا دیکھ چمن میں نرگس
کہ نہیں خوب ظفر بے بصری میں غمزے

ہمارے آپ خفا ہو کے کیا مکاں سے گئے
گئے ہو کوچہ قاتل میں آہ حضرت دل
نہ آیا شام کے وعدے پہ تو جو ماہ لقا
گئے جو ہم سے خفا ہو کے حضرت ناصح
جو دو پھینکے تری جنبش ابرو سے

تمہاری جانے بلا ہم بھی جان سے گئے
مری طرف سے دعا ان سے یہ جہاں سے گئے
خدنگ آہ گزر اپنے آسماں سے گئے
برا بھلا ہمیں کہتے ہو زباں سے گئے
ابھی زمیں سے فرشتے سب آسماں سے گئے

قطعہ

خاک مین ملنا اسکے حق مین ہوتا اکسیر آپ اگر
میرے دل پامال الم کو پاؤن سے آکر ملجاتے

ہوتا ہے وہ شمع رو گر اپنا جو زیب بزم کبھی
رشک سے دشمن جون پروانہ جی مین اپنے جل جاتے

مدنظر تو اب محبت اتنا ہے یان قاصد اشک
جب جاتے ہین اوس کوچے مین ہین یہ سر کے بل جاتے

ہوتی خبر گر پہلے مجھے میرے دشمن جانی جاتے ہین
حضرت دل پھر کاہیکو یون میری بغل مین پل جاتے

چھوٹتے ہی پھر صاف جگر کے پار یہان ہو جاتے ہین
تیر نظر جب وقت اترے ہین ای بت سرکش چل جاتے

اوس سے بیان جب کرتا ہون مین سوز محبت اپنا ظہیر
میری طرف سے اوڑ رکھی وہ ہین اپنے جبین مین جل جاتے

وہ بلندی مین جو ہی گنبد مینو سی ہے
کیا کرین وان کیونکہ جائین جائے بیتابوسی ہے

ہے برگشتہ تری مژگان بھی آتی ہین نظر
تیری ابرو ہی فقط ظالم نہ کچھ خم دوسی ہے

چهارم دیوان ظفر

گر دیا اک بھی دم ہونگو جینے تیری لیکن
اے بت تجھ کو ادا [illegible] ادا ان نہ چھوڑیں گے

دنیا کو [illegible] جائیں نہ چھوڑیں
پر تجھکو کسی [illegible] ایمان نہ چھوڑیں گے

آنکھوں کی [illegible] ہوای ساقی
وہ بادہ و شوق کی وہ دکان نہ چھوڑیں گے

گو اشک بھی مژگان تک آئیں یہ نہیں
[illegible] گریہ کا طوفان نہ چھوڑیں گے

جو حشر اگر [illegible] پانون سے [illegible]
[illegible] وہ اک آن نہ چھوڑیں گے

بتلا دو اگر کوئی دوکان طبیب عشق
تو ہم کبھی ہرگز وہ دوکان نہ چھوڑیں گے

ظفر اپنے یہ ذوق عجب دل کو
ہم ذوق کا ہاتھوں سے دیوان نہ چھوڑیں گے

دکھاتی ہے جو شمشیر قضا اپنی زبردستی
نہیں دست قضا کا کام چھپا آتی ہے زبردستی

اگرچہ کیسا ہی ہو پہلوان ہے زیر پیچ تا
نہیں [illegible] کسی سے زبردستی

کوئی مار سیہ لپٹا ہوا ہے شاخ صندل میں
[illegible] سے زبردستی

جہاد سر دے عرق آلودہ کا [illegible] نقشہ
تو [illegible] تیری زبردستی

یہی جی چاہتا ہے ہاتھ سے پھر [illegible]
عنایت سے کچھ جلد ہمیں اپنا اگر دستی

تقاضا ہے جو یہ مجھ سے سر [illegible] دل [illegible]
کوئی تو رقعہ بھی لایا ہے اوسکا نامہ بر دستی

غلط کہتے ہیں جو کہتے ہیں خط کہکشاں اوسکو
کہ چرخ پیر کی ہے چوب یہ تو اے ظفر دستی

سوز غم خاک کرکے چھوڑیگا
خشک اسنے کیا لہو کیا ہے

دل ہی مین اپنے ڈھونڈو تو اوسکو
دیر و کعبہ مین جستجو کیا ہے

نہائے اوس آب خنجر سے
اوسکو پھر حاجت وضو کیا ہے

ہیٹ اوسنے کبھی نہ یہ پوچھا
کہ ترے دل مین آرزو کیا ہے

روشنی مین حقیقت خورشید
تیرے عارض کے روبرو کیا ہے

زلف جھک جھک کے کہہ رہی کافر
کان مین تیرے موبمو کیا ہے

مست آیا ہے کون اے ساقی
میکدہ مین یہ ہاو ہو کیا ہے

ہے فلک پر دماغ کیون تیرا
ذہن مین تیرے ماہرو کیا ہے

وہ اگر دوست اپنا بن جاوے
اے ظفر دیکھین پھر عدو کیا ہے

بات اک وہی تو ہمنے اپنی بنائی ڈھب کی
جسنے یہان سنائی اپنی سنائی ڈھب کی

دل مین تو ہو کدورت کرتے عیان صفائی
آئینہ رو نہین ہے یہ تو صفائی ڈھب کی

خط دیکھنا نہ میرا اور خط عدو کا پڑھنا
یہ تو کسی نے تجکو پٹی پڑھائی ڈھب کی

کہا اوٹھی دیکھ کر اوس بت کو کہ چھ منہ پھیر کر
شکر اللہ کہ اس بات سے ہم خوب بچے

جوش طوفان سے تری تھی نہ توقع لیکن
بارے افلاک کے چھاے دیدۂ نم خوب بچے

ناتوانی سے سر دشت جنون بیٹھا تو
خار زار [illegible] قدم خوب بچے

بوالہوس داغ محبت سے نہ کھاے تو نہ
[illegible] تری دام [illegible] خوب بچے

تم نہیں وہ کہ جو بن کھائی کسی کو چھوڑو
پیچ [illegible] ہوای حضرت غم خوب بچے

کھا گیا غم ہی جو اک روز ہمیں خوب ہوا
روز کھانے سے تری عشق میں غم خوب بچے

تیرے ہاتھون سے تو دشوار تھا بچنا قاتل
گر بچے ہم تری شمشیر ستم خوب بچے

سبز رنگون کے نہ ہم [illegible] ستم سے بچے
لوہا گئے انکی محبت میں ستم خوب بچے

زال دنیا تو ظفر کرنی بلا دل کش ہے
جو بچے اس سے وہ اللہ کی قسم خوب بچے

ہو گئی اونسی جو کچھ [illegible] بدل پر سو نسے
کسی صورت نہیں پڑتی مجھے کل پر سو نسے

یون تو برسون ہی سے بیکل ہین ہم اپنا لیکن
لیک کچھ اپنا عجب حال ہے کل پر سو نسے

کچ ادائی کی تھی بات کوئی پرسون تک
کیا سبب کہتے ہو تم ہے جو بل پر سو نسے

دیکھا پرسون سے نہیں تجکو جو اے مہ لقا
آ گیا گریہ سے ابصارت مین خلل پر سو نسے

[illegible] تلک امید ہے ملنے کی تیری
گئے آنیکی تری سن کے سنبھل پر سو نسے

پاس [illegible] پرسون کے [illegible] جو عیسی دم
کیا مری جان کے درپے ہے اجل پر سو نسے

جب ہاتھ مین ای قاتل تو تیغ ستم پکڑے	لاکھون کو قضا ناحق پھر تیری قسم پکڑے
اوٹھے نہ اوٹھائی سے پامال ستم تیرا	کوچے کی زمین تیری جون نقش قدم پکڑے
زندان محبت سے پھر چھوٹے نہ جیتے جی	ایسے کسی ساعت مین یارب کوئی غم پکڑے
اے مہر لقا گر ہو آنے کی خبر تیری	شاید کہ سحر تیرا بیمار الم پکڑے
افسانۂ غم اپنا پھر اوس سے کہین کیونکر	جب درد سے پہلے ہی سر کو وہ صنم پکڑے
اے چارہ گرو تم سے کیا دخل کہ جو نکلے	گھر دل مین اگر اپنے وہ تیر ستم پکڑے

لکھ ڈالے ظفر دفتر اشعار کا اک دم مین
ہاتھون مین ذرا اپنے جس وقت قلم پکڑے

ہم اپنی جان تک ہین اوس بت خود کام پر دیتے
نہین کوڑی بھی یہ زاہد خدا کے نام پر دیتے
خرامان جب وہ ہوتا ہے تو لاکھون فتنۂ محشر
اوسے اوٹھ اوٹھ کے تعظیمین ہین کیا ہر گام پر دیتے
اوٹھا سکتے ہین وہ رنج و مصیبت کب محبت مین
جو کاہل ہین دم اپنا راحت و آرام پر دیتے
جو کچھ پرواز کی رکھتے تو صیاد ان سنگین دل
اسیرون کے کتر کر پھینک زیر دام پر دیتے

رات گذاری ہے ظفر ہم نے ساری تارے گن گن کر
خیال رخ پر نور جو ہمکو یاد نہیں کے یاد آئے

پتنگ کیوں نہیں صیاد یوں قفس میں کرے
خدا کسی کو کسی کے یہاں نہ بس میں کرے

بلند آہ کا شعلہ جو دل سے ہو تو خاک
جلا کے خیمۂ گردوں کو اک نفس میں کرے

لگا کے کان سے اپنے میں نہ گل ہرگز
ہزار مرغ چمن نالے اس ہوس میں کرے

نہ کہتے راز کبھی ایسے آدمی سے دلا
جو تنگ حوصلہ مذکور دس کا دس میں کرے

عدو کو میرے برابر وہ شمع رو سمجھے
غضب ہے فرق نہ پروانہ و مگس میں کرے

کہے جو آنیکو دو دن میں شوخ وعدہ خلاف
تو پھر گذر کبھی شاید وہ دو برس میں کرے

ذرا بھی رحم نہیں انہیں ہیں یہ وہ کافر
خدا کسی کو بتوں کے ظفر نہ بس میں کرے

یکبار جو تو آئے اسے راحت دل و جان
کہا جائین غم بین تیرے ہم سبزہ رنگ ہو تو
تو رو برو ہمارے گر اے مسیح دم ہو
سبزہ ہان دکھاوے گر جام سے بین ساقی

پھر عمر بھر ہمارے غم نا شنیدہ آئے
پر کیا کرین جو اپنے ہم سامنے نہ آئے
ہو ٹھو وے نیم جان یہا راہ ہم سامنے نہ آئے
شرمندگی نے مارے ہم سامنے نہ آئے

تو ہے وہ مرد میدان دیکھے ظفر جو تجکو
رستم بھی ٹھونک کر پھر خم سامنے نہ آئے

جو اوس زلف نے کج ادائی دکھائی
ندی جس نے شکل رہائی دکھائی
مری آہ سوزان نے اور آنسوؤن نے
عجب ہی لگائی بجھائی دکھائی
دکھاوے کرشمہ جو کچھ دختر رز
نہ ہے شیخ کی پارسائی دکھائی
رسائی ہوئی غیر کی بھی وہان تک
یہ آہ رسا نے رسائی دکھائی
ڈبو کر مرے دل کو چاہ ذقن مین
عجب سیر اے آشنائی دکھائی

دیگر

کی شکل تمھاری نہیں برابری کی

[illegible]

برابری کی

جو چشم نرگس کی [illegible]

تمھارے رخ سے [illegible] برابری کی

[illegible]

گنبد فلک کو جو بو اور ہین سے ...
معلوم جو ہے جو وہ امتحان کرین
ظالم ہین گر شک سے دو سہ پانچ خاک مین
نازو کرشمہ عشوہ و آن و ادا ترے
کرتا ہے ہاتھ صاف وہ قاتل تو اندنون

شہرون ہین اپنے دیدہ تر چار پانچ کے
دو تین ہین ادھر تو ادھر چار پانچ کے
تو ساقیون ہیر کیا اگر چار پانچ کے
ہم ہاتھ سے ہین خستہ جگر چار پانچ کے
سہہ روز کاشتہ رو سے سر چار پانچ کے

دین کے ستون ہین تیغ تن و چار یار پاک
قربان ہین ہستو دل سے ظفر چار پانچ کے

جو وہ شکل ہے ماہ سے صاف ملتی
جو ملتا ہے رخسار سے تیرے مصحف
جو دریا سے ملتا ہے شفاف سینہ
کسی سے نہین خوبرو ئی کے باعث
شریفون کی چرخ دنی کب سنے ہے
طبیعت نہین رند میکش کی تجھ سی
پری دیکھ اوس حو وش کو یہ کہہ کر
نہوتا اگرچہ دو وان سنبلہ پرور
تمھین سے ہے آمیزش دخت رز کیا

ہے نہ سرو سے طبع پر الطاف ملتی
تو خط سے ہے تفسیر کشاف ملتی
تو گرداب سے ہے تری ناف ملتی
طبیعت تری طفل نداف ملتی
مگر اس سے ہے داد اجلاف ملتی
تری زاہد اور اوسکی اوصاف ملتی
نہین قاف سے لیکے تا قاف ملتی
نہ یون خاک مین قدر اشراف ملتی
ظفر ہے کہین سے یہ جسران ملتی

دیگر

ضمیمہ چہارم دیوان ظفر

[illegible]

کہین اشکو نہین یہ سمجھا ہین کہ ہم
دل ہین لینے کو چٹکیان پہرے
جی ڈرنے ہے مرا کہ کوٹھے پر
کیا نزاکت سے بیٹھے ہین گویا
دیکھا اشک آنکھ سے نکل ہی گئے
آمد و شد ہے دم کی بس یونہین
ہم بتاسے کی طرح گھلتے ہین

دل گدازی سے ہین گھلے بیٹھے
تم نکالو نہ چٹکلے بیٹھے
شام کو ہین وہ سر کھلے بیٹھے
ہین وہ پھولون مین اب تلے بیٹھے
گھر مین لڑکے نہ چلبلے بیٹھے
جون اوبھر کر ہون بلبلے بیٹھے
تم جو خیر دن مین ہو گھلے بیٹھے

اے ظفر اس فنا کے دریا مین
کتنے ہین اوٹھ کے بلبلے بیٹھے

تیغ کو تیز کچھ نہین کرتے
تیز کرتے ہین وہ چھری [illegible]
[illegible]
کیا سبب [illegible]
آپ ہی [illegible]
کرتے [illegible] دل [illegible]
کیا ہی بے درد ہین وہ جو باتین

کام خون ریز کچھ نہین کرتے
گفتگو تیز کچھ نہین کرتے
ہم تو پرہیز کچھ نہین کرتے
اے صبا بیز کچھ نہین کرتے
اس سے [illegible] کچھ نہین کرتے
درد انگیز کچھ نہین کرتے
عشق آمیز کچھ نہین کرتے

قطعہ

ترے خسار تاباں سے ہوگیا پتا یہ مجھ اسد کل
کہ یوں ہی گلشن گردوں میں آسمان کی روشن ہے
فلک پر انجم شب تاب بھی ہیں منفعل اوس سے
مسی میں تیرے دانتوں کی نمط شب جیسی روشن ہے
رقیبوں کی نہ کیوں آنکھوں میں اک اندھیر ہو جائے
ہماری اندھیروں اسے مہ جبین رات سی روشن ہے

بعینہ گر سپہری سے نظر وہ مردمک آتی
تو وہ تحریر سرمہ بھی ظفر کیسی ہی روشن ہے

میرے نزدیک ظفر بادہ پرستی اچھی
پر نہیں ہے مے پندار کی مستی اچھی
آہ گریہ کو مرے دیکھ کے بولا وہ مست
کیا ہوا اچھی ہے کیا بادلی برستی اچھی
خانۂ دل میں مرے تیری بدولت اے عشق
کیا ہجوم غم و حسرت سے ہے بستی اچھی
ہوا پر نہوا زخم دل اچھا اسیر | تری ابرو کی لگی تیغ وہ دستی اچھی

[illegible]

اشک مجنون سے نے آبدار کیے سرمہ مژگان یار پر کیا کیا تیری وحشت تو بڑھ گئی پیڑھب	کانٹے ہر ایک جھاڑ کے دھو کے دے سے ہے خنجر کی باڑ کے دھو کے ہاتھ پیچھے او جاڑ کے دھو کے

دے سے ہے ہر شیخ ہر آب ظفر
آتش دل سے پہاڑ کے دھو کے

طبیعت جو اونکی نہین ٹیڑھی سیدھی چلے چال ٹیڑھی نہ کیونکر یہ کج رو فلک کو بھی سوکج ادائی سکھا دے خدا جانے کیا کل مری دل کی بگڑی لگے زخم دل پر نہ کیون ٹیڑھی ترچھی جو بولے عدو یان تو سیدھا ابھی ہو تمار محبت بین ہار وگے پیارے کرین دل کو زیر و زبر وہ نہ مژگان	تو باتین ہین کیون ہمنشین ٹیڑھی سیدھی کہ ہے وضع چرخ برین ٹیڑھی سیدھی تری اک نظر مہ جبین ٹیڑھی سیدھی کہ ہے سانس جان حزین ٹیڑھی سیدھی وہ ہے برش تیغ کین ٹیڑھی سیدھی بناتا ہے باتین وہ ہین ٹیڑھی سیدھی نہ چالین چلو ہر کہین ٹیڑھی سیدھی بلا ہے صف خشمگین ٹیڑھی سیدھی

قدم کو ہے الفت مین رکھنا سمجھکر
ظفر ہے وہان کی زمین ٹیڑھی سیدھی

دل ہی مین فقط کھا کر غم کچھ نہین کہنے کو	منہ سے بھی کبھی اپنے ہم کچھ نہین کہنے کو

[illegible]

اس نے ظفر سے کس لیے ہم حجاب ایسے ہوئے

دیکھو

جو دوستان منھ سے وہ کلا ونکالے

مطلع ثانی

مطلع ثالث

بتون پہ ہوکے فدا کیون خراب ایسے ہوئے
جو اک خدا کے بہیر عتاب ایسے ہوئے

جو منھ مین آیا وہ بکارہی او سکے ساقی
نشے مین عشق کے ہم بیحجاب ایسے ہوئے

ڈرین عذاب جہنم سے کیا ہم اسے واعظ
کہ ہمیہ ہجر کے لاکھون عذاب ایسے ہوئے

سوال مسئلۂ عشق جب کیا ہم نے
نہ بولے پھر علما لاجواب ایسے ہوئے

دل و جگر جو مرے آگئے ہے کباب کو رشک
کہ سیخ آہ پہ جلکر کباب ایسے ہوئے

جو تیرے عارض پر نور کا پڑا پر تو
تو روشنی مین وہ آفتاب ایسے ہوئے

نہ چونکے شور قیامت سے بھی زہے غفلت
سرائے دہر مین ہم مست خواب ایسے ہوئے

چھپے ہی پھرتے ہین آب بقا کو پیکر خضر
رہتے نہ کام کے وہ کامیاب ایسے ہوئے

ردیف

قطعہ

عجب کیا یاد خال رخ میں ہر شب | جو آنکھیں تجھ سے اختر نکالے
کرے ہے جبین ابرو قتل عالم | غضب اس تیغ نے جوہر نکالے
کہ جیسے مہر نکلا گر سحر دم | وہ مغز فہم سے رخ ا لو نکالے

نکل جائے ظفر دم ساتھ اس کے
جو دل سے تیر وہ دلبر نکالے

سلام

باندھی کمر ہے شہ نے شہادت کیواسطے | اے مجتبیٰ شفاعت امت کیواسطے
سر کاٹا اوس جناب ہدایت مآب کا | بلوا کے گھر ہوں نے ہدایت کیواسطے
کھاتا اگر ہے زخم تو پانی ہے آب تیغ | مہمان کربلا کی ضیافت کیواسطے

قطعہ

زین العباد وہ آبروے دو جہاں کی ہے | ڈرتیم بجز امامت کے واسطے
جاتا ہے ہائے دھوپ میں پیاسا برہنہ پا | کوئی نہیں ہے جائے اقامت کیواسطے
کرتے ہیں آب خنجر و شمشیر سے وضو | شبیر قتل گہ میں عبادت کیواسطے
روح نبی و روح علی روح فاطمہ | تھی لاش شہ کے گرد شفاعت کیواسطے

قطعہ

شبیر سے یہ عرض کی حر نے کہ یا امام | آیا ہے یہ غلام بھی خدمت کیواسطے

کبھی دوسرا نہ جبری کی کرمیں کلمہ کا ورد نہ تھی
پہ صاف کلمہ دل کی اندر پاک دامنی
دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو
کلمہ تمہارے ساتھ ہے دو بتت بہت ورق پڑا
کلمہ کو خلاف سے میں میں سمجھو گئے کہیں
کلمہ اسے سہارا دینے کی طرح دل صفا
دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو
سچے کلمہ کا ذکر چاہیے پڑھنا اور دم بدم
جب تک رہے زبان پہ رکھو دم تمام
کلمہ ہے آب رحمت باری ہو جسے صفا
دم بدم کلمہ کا دل کی کدورت کو کم
دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو

آپ سمجھیں یا نہ سمجھیں پر لغزش اپنا	آسیے اتحاد کے واسطے بہر خدا
یا حسین ابن علی شاہ دست نا	

تضمین

حق سے رسائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو	اپنی بھلائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو
بگڑی بنائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو	غم سے رہائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو
دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو	
کلمے سے ہوں ہدایت کہ تم چھوڑو	کلمے سے ہو نصیب تمہیں قصر خلد حور
کلمے سے ہوے تم تمہارے بیشتر	کلمے سے ہووے دل کی سیاہی تمہاری دور
دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو	
کلمہ کو تم صداقت اسلام جان لو	کلمے کو اپنے دین کی تم صمصام جان لو
کلمے کو تم خدا کا اک انعام جان لو	کلمے کو دل کا راحت و آرام جان لو
دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو	
ایمان کی تمہارے ہو کلمہ سے تقویت	کلمے سے ہو قوی تمہیں ... سے مغفرت
کلمے سے ہو وہ جلوہ نما حسن عاقبت	کلمے سے آئے دل کی نظر نور معرفت
دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو	
ہو دو جہان میں کلمے کی دولت بڑی غنی	ہو جان کو نہ کلمے سے تکلیف جان کنی

ایضاً
مصنفہ جناب ...

نہ بار دل سے یہ محبت ...
یہ محبوب ... تمہارا ... ہمیں
سیر کی ... بھا ...
میرا ... یار ... جبھی ...
میرا ... سب ... بیوفا ... ہمیں
میرا ساتھی سب درد کی دوا سب ہمیں
میرا ... درد کی ... ہمیں
یہ الفت ... یار ... ہمیں
اور ... جان ... ہمیں
اور ... کردار ... ہمیں
میرا ... سب ... درد ... ہمیں
دو ... لطف ... ہمیں
دم ... سب درد ... ہمیں

ایضاً

جو دے غم سے نہ دل مرا رنجور	مین جہان مین رہون سدا مسرور

میرا حامی ہے پیشوا ہے علیؓ
میرے ہر درد کی دوا ہے علیؓ

ہے وہ مشکل کشا شہِ مردان	کرتا ہے میری مشکلین آسان
اے ظفر کس طرح نہ با دل و جان	مین رکھون رات دن یہ وردِ زبان

میرا حامی ہے پیشوا ہے علیؓ
میرے ہر درد کی دوا ہے علیؓ

رباعیات

کاٹتے دن ہین جو ہم باعثِ غم گن گن کے
شب بھی کرتے ہین بسر تارونکو ہم گن گن کے
کوے جانان کی زمین اپنے پکڑتی ہے پاؤن
ہم ظفر ایسلیے رکھتے ہین قدم گن گن کے

ایضاً

برون مین بیٹھنے کی گر قسم کھانے کو جاتے ہین
اکیلے کھا ئین گے جو غم تو غم کھانے کو جاتے ہین

ایضاً

جو جو گلاں سر دی دوستاں جگ پت اپڑیل جانی ڑا

ہو تی لاٹ تو اوڈ ب بھی مردہ تری پھیر کریا نی ڑا

عمر اں پیر اں پچھ بھین تی سہ ان مُند نال

پر کوئی سانوں سجھدا نا سو ندان بوسا دا سانی ڑا

اجیں لیتے گھر اسا ڑے اک دن بھی نا پچھیا نال

آئے سا ڑی ہونٹوں او تی آخر جان سمانی ڑا

میں بھی تیند ڑے سنگ پلوں گی بیٹھ کے یک بار یا چ

راوی پار چناں دی پیڈ ہو کر سانوں دلبر جانی ڑا

شوق رنگ اپنا دل دید یگا کیسے تجھن اور ان نو

نیساں نان مذاں ین دا وت لینی دیکھ گسانی ڑا

تمت

خاتمۃ الطبع

للہ الحمد والمنۃ کہ کتاب لاجواب از اول تا آخر انتخاب یعنی مجموعہ
چار دیوان ہلفت مثنیات نتیجۂ طبع بلند و فکر آسمان پیوند خسرو قلمرو